UNIVERSAL LIBRARY
OU_222174
UNIVERSAL LIBRARY

2220174

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۳۱ — مش ف Accession No. ۸۳۴۴

Author عبد الحلیم شرر

Title فردوس بریں

This book should be returned on or before the date last marked below.

لوگوں نے یہ راستہ چھوڑ دیا مگر پھر بھی بعض بے پرواہ مسلمان اپنی خوش اعتقادی کے جوش میں آ نکلتے ہیں - علی الخصوص آمل کے مضافات کے لیے تو اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے۔

یہ سڑک جسکا اوپر ذکر آیا بہت دور تک پھیلی ہوئی ہے مگر ہمارے پیش نظر صرف وہی حصہ جہاں یہ سڑک نہر ویریجان کے کنارے سے گذری ہے اس مقام سے علاقہ رودبار کے میدان ختم ہوگئے ہیں اور کوہستان کے سخت اور پیچیدہ نشیب و فراز کی ابتدا ہے یہاں سے کچھ آگے بڑھ کے سڑک اور طرف گئی ہے اور نہر کوہ البرز کے دامنوں میں چکر کھا کے دشوار گذار اور پیچیدہ گھاٹیوں میں غائب ہوگئی ہے۔

شام کو شاید چند ہی گھڑیاں باقی ہونگی - آفتاب سامنے برف آلودہ چوٹیوں کے قریب پہونچگیا ہے اسکی کمزور کرنوں نے جو تھوڑی بہت گرمی پیدا کی تھی مٹ گئی اور ہوا کے سرد جھونکے جو بلند برفستان سے کھیلتے ہوئے آتے ہیں انسان کے کپکپا دینے کے لئے کافی ہے۔

اس جگہ پر اور ایسی حالت میں شمال کیطرف دو مسافر ہیں پاؤں سے کپڑوں میں لپٹی اور دو بڑی بڑی گٹھریوں کی صورت بنائے ہوئے آہستہ آہستہ آرہے ہیں دونوں دو چھوٹے چھوٹے اور تھکے ماندے گدھوں پر سوار ہیں انکی شکستہ روی اور مجموعی حالت سے خیال ہوتا ہے کہ کسی گاؤں کے غریب ملا یا فقیر ہیں جو زیارت اور سیاحت دونوں وطنوں سے جدا کسی اور تقدس کی شان سے مذہبی سفر کو نکلے ہیں مگر نہیں وہ قریب معلوم ہوا کہ نہ ملا ہیں اور نہ مشائخ بلکہ دو نوعمر شریف زادے ہیں

دونوں میں سے ایک مرد ہے اور ایک عورت

و لباس [illegible] ضع سے چاہے نہ ظاہر ہو۔ مگر بشرے بتائے دیتے ہیں کہ کسی معزز خاندان
کے چشم و چراغ ہیں۔ اور ممکن نہیں کہ کسی نامی اور شریف گھرانے سے نہ تعلق
رکھتے ہوں اس لیے کہ موٹے موٹے اور لمبے چوڑے کملوں کے نیچے جنہیں سر سے
پائوں تک لپیٹ لیا ہے دونو شرفائے آمل کا لباس پہنے ہوئے ہیں
مرد جسکی جوانی ہے ایک خوبصورت نوجوان ہے یہ ایک ادنی کفتان پر سیاہ
پوستین کا لبادہ پہنے ہے سر پر قدیم لمبی ترکی ٹوپی ہے جو بانس کی تیلیوں سے
ایک مخروطی صورت میں بنا کے بکری کی سیاہ کھال سے منڈھ دی
گئی ہے ٹوپی پر عمامہ ہے اور اُسکے کئی پیچ سر سے نیچے اوتر کر کانوں اور گلے میں
بھی لپٹے ہیں۔ پاؤں میں موزے اور ایک ادنی پائجامہ ہے کمر میں چمڑے کی
پیٹی کسی ہے جسمیں خنجر لگا ہے اور تلوار لٹک رہی ہے اس نوجوان کے پاس کمان
اور تیروں کا ترکش بھی ہے مگر اس عہد قدیم کی یہ ضروری اسلحے گدہے کی زین میں
بندہے ہیں اور یہی ایک حربہ ہے جسکے ذریعہ سے شکار کر کے یہ دلاور نوجوان اپنے
اور [illegible] دلربا سفر کے لئے قوت لایموت حاصل کرتا ہے الغرض ایک گدہے پر تو
[illegible] ن سوار ہیں۔ اور دوسرے پر ایک اٹھارہ اونیس برس کی پری جمال
موٹے موٹے کپڑے اور بھدّے پوستین اُسکے زاہد فریب حسن کو بہت کچھ چھپائے ہے
ہیں مگر ایک ماہوش کی شوخ ادائیاں کہیں چھپائے چھپی ہیں جسقدر چہرہ کھلا
حسن کی شعاعیں دے رہا ہے اور دیکھنے والے کی نظر کو پہلا ہی جلوہ یقین دلا
کہ ایسے نازنین و حسین پھر نظر نہ آئے گی ہماری آفت روزگار مہ جبین
[illegible] ریشمی پائجامہ پہنے ہے جو اوپر سے نیچے تک ڈھیلا اور پاؤں کے گٹہ
[illegible] نٹے کے ساتھ بندھا ہوا ہے گلے میں دیبائے سرخ کا ایک کرتہ ہے
نیلی پھول دار اطلس کی خمار۔ لیکن یہ سب کپڑے

بھالے پوستین کے اندر چھپے ہوئے ہین جو چیز کہ اُسکے عورت ہونے کو عام طور پر
ظاہر کر رہی ہے وہ چھوٹی چھوٹی سیکڑون چوٹیان جو خمار کے نیچے سے نکل کے
ایک شانے سے دوسرے شانے تک ساری پیٹھ پر بکھری کھڑی ہوئی ہین اور
راستے کے نشیب و فراز یا گدھے کی تیز روی سے باربار کھل جاتی ہین -
اس دلربا لڑکی کے حسن و جمال کی تصویر دکھانا مشکل ہے مگر غالبًا یہ چند باتین
مشتاق دلون مین اور آرزومند نگاہون کے سامنے اُسکے زاہد فریب چہرے کا
ایک معمولی خاکہ قایم کر سکین گول آفتابی چہرہ جیسا کہ عمومًا پہاڑی قومون
مین ہوتا ہے ستے اور کھنچے ہوئے سرخی جھلک دینے والے گال بڑی بڑی
ٹھہری آنکھین لمبی نوکدار پلکین بلند مگر کسی قدر پھیلی ہوئی نازک
در خمدار ہونٹھ باریک اور ذرا پھیلی ہوئی باچھین چھوٹے سے سانچے
مین ڈھلی ہوئی نوکدار ٹھڈی - شرمگین اور معمولی جھکی ہوئی نظرون کیساتھ
شوخ اور بے چین چشم و ابرو - اور اس تمام سامان حسن کے تمام اعضا و
جوارح کا غیر معمولی تناسب ہر شخص کو بیتاب و بےقرار کر دینے کے لئے کافی ہے -
دو نوعمر مسافر چارون طرف کی منظرون کو دیکھتے اور مقامی دشواریون
کی وجہ سے دل ہی دل مین ڈرتے چلے جاتے ہین اور خاموش ہین - دن
کے آخر ہو جانے کے خیال سے ان کے نازک چہرے جنہون نے ابھی تک
عمر کی پختگی نہین حاصل کی پریشان ہونے لگی ہین مگر اسپر بھی خوشی کا قفل
نہین کھلتا ناگہان کسی فوری جذبے سے مغلوب ہو کے نازنین لڑکی نے ایک
ٹھنڈی سانس لی اور باریک دلفریب آواز مین پوچھا - آج کون دن ہے -
جوان (دیکھے ہی چپکے کچھ حساب لگا کے) جمعرات -
لڑکی (حسرت آمیز لہجے مین) تو ہمین گھر چھوڑے آج پورے آٹھ دن ہو گئے

(ذرا تامل کرکے) خدا جانے کون لوگ کیا باتین کہتے ہونگے اور کیسی کیسی رائین قایم کرتی
نوجوان یہی کہتی ہونگی کہ حج کے شوق نے ہم سے وطن چھڑا دیا
لڑکی (پھر ایک آہ سرد بھر کے) مجھے الزام بھی دیتے ہو
کہ نامحرم کے ساتھ چلی آئی۔

نوجوان۔ زمرد! (اس لڑکی کا نام ہے) اب مین نامحرم نہین
ہون دو چار روز مین ہم قزوین پہنچ جائین گے۔ اور وہان
ہی نکاح ہو جائے گا۔

زمرد (پھر ٹھنڈی سانس لے کے) خدا جانے وہان تک پہنچنا
بھی نصیب ہوتا ہے یا نہین۔

نوجوان۔ کیون۔

زمرد۔ راستے کی دشواریان مشہور ہی ہین کوئی خوش نصیب مسافر ہی ہوتا
ہوگا جو لٹیرون کے ساتھ سے بچ کے نکلتا ہو اور ان سے بھی بچ جائے تو ملاحدہ[1]
چھوڑنے لگے۔ زمرد مین اسوقت ایک غیر معمولی تغیر پیدا ہو گیا ہے۔ اس
نے اسے کوئی خاص بات یاد دلا دی ہے جسکی وجہ سے وہ چارون طرف کے سنا
پر نظر ڈالکے دیکھ رہی ہے اور بار بار آہ سرد بھرتی ہے نوجوان نے
اس بات کا خیال ہی نہین کیا اور معمولی لہجے مین کہنے لگا ملاحدہ کی طرف تو
اطمینان ہے اس لئے کہ اونکے مشہور نقیب آمل ملاهیۃ اللہ سے مجھے ایک
خط مل گیا ہے وہ خط ہمین ایک مجرب تعویذ کا کام دیگا اور اسکے پیش نظر کرتے
ہی ہم ظالمون کے دست ستم سے نجات پائین گے۔
[illegible] تو دونون مسافر اس مقام پر پہنچے جہان سے سڑک تو کوہ

---

[1] [illegible] کا لقب تھا ۱۲

بلندی پر چڑھنا شروع ہوئی ہے اور نہر اس سے جدا ہو کے دشوار گذار گھاٹیوں
اور گھنی خاردار جھاڑیوں میں گھسنے کے لیے داہنی جانب مڑ گئی ہے نوجوان
نے اپنے گدھے کو سڑک پہ آگے بڑھایا ہی تھا کہ زمرد باگ روک کے ٹھہر گئی
اور کہا نہیں حسین (یہ اس نوجوان کا نام ہے) ادھر نہیں۔
حسین۔ (حیرت سے زمرد کی طرف دیکھ کر) پھر کدھر۔
زمرد۔ جدھر نہر بہ گئی ہے۔
حسین۔ ادھر تو راستہ نہیں۔
زمرد۔ تم چلو تو سہی۔
حسین۔ آخر قزوین چلتی ہو لیکن اور۔
زمرد۔ نہیں میری منزل مقصود قزوین نہیں مجھے تو دیکھنا ہی
ہے یہ نہر کدھر گئی ہے۔
حسین۔ اُس طرف تو پریوں کا نشیمن ہے۔
زمرد۔ ہونے دو۔
حسین۔ سنتا ہوں کوئی ادھر سے زندہ نہیں آتا۔
زمرد۔ یہی میں بھی چاہتی ہوں۔
حسین نے تعجب اور حیرت سے زمرد کی صورت دیکھی اور ایک متانت
آواز سے کہا اور وہ حج کی نیت کیا ہوئی۔
زمرد۔ ہے مگر اپنے بھائی موسیٰ کی قبر پہ جا کے فاتحہ پڑھ لوں تو کعبہ معظمہ
کا ارادہ کروں۔
حسین۔ تمھارے بھائی کی قبر۔ مگر یہ کسے خبر کہ کہاں ہے۔
زمرد۔ مجھے معلوم ہے راستہ بھی جانتی ہوں اور اس مقام کو بھی۔

حسین - (حیرت سے) تم! تم کیا جانو۔
زمرد - خوب جانتی ہون -
حسین - کیا کبھی آئی ہو۔
زمرد - نہین - مگر یعقوب جو بھائی موسی کے مرنے کی خبر لایا تھا اس سے پورا پتہ دریافت کر چکی ہون - پہلی نشانی تو یہی ہے کہ جہان سے نہر سڑک سے علیحدہ ہوئی ہے سڑک چھوڑ کے نہر کے کنارے کنارے جانا چاہیئے اور بعد کی نشانیان آگے چل کے بتاؤن گی۔
حسین - یعقوب کو کیا معلوم - کون کہہ سکتا ہے کہ ان بلند اور پیچ در پیچ پہاڑون مین کون شخص کہان اور کیونکر مارا گیا۔
زمرد - تم نہین جانتے بھائی موسی اور یعقوب دونون ساتھ تھے اس مقام پر پہنچ کے نہر کے کنارے کنارے کچھ دور گئے تھے کہ کوہ البرز سے پریون کا غول اترا اُن کے ہاتھ سے بھائی تو مارے گئے اور یعقوب غش کھا کے گر پڑا - دوسرے دن جب اُسے ہوش آیا تو بھائی کی لاش پڑی پائی اُنہین دفن کیا پھر قرینا کے اور قبر کے پاس ہی ایک چٹان پر اُن کا نام کندہ کرا کے واپس آیا -
حسین - مجھے تو عجب معلوم ہوتی ہے - آخر اس کا سبب کہ پریون نے یعقوب کو زندہ چھوڑ دیا اور تمھارے بھائی مارے گئے -
زمرد - اس کا یہ سبب ہوا کہ بھائی نے ایک پری کا ہاتھ پکڑ لیا تھا اور یعقوب بزدل تھا پریزادون کو دیکھتے ہی غش کھا کے گر پڑا -
حسین - پھر ایسے مقام مین تو ہرگز نہ جانا چاہیئے -
زمرد - نہین حسین مین تو ضرور جاؤنگی -
حسین - فرض کرو کہ ہم وہان پہونچے اور ہمارے سامنے پریان اُتر پڑین تو

زمرد - مین تو اُس سے نہین ڈرتی - اگر تمھین خوف ہے تو نہ چلو"

حسین - تم اکیلی جاؤ اور مین نہ چلون! مین جو تمھاری محبت مین ہر وقت جان دینے کو تیار ہون -

زمرد - حسین سنو - مین تمھارے ساتھ نہ آتی - یہ مانتی ہون کہ تم شریف ہو اور اس زمانہ سے جبکہ ہم دونون مکتب مین ساتھ پڑہتے تھے مجھے تم سے محبت ہے مگر یہ نہ سمجھو کہ ایک شریف لڑکی کو تم فقرہ دیکے گھر سے نکال لائے ہو مین خود اپنے شوق سے آئی ہون فقط اتنی امید پر کہ بھائی کی قبر پر کھڑے ہو کے دو آنسو بہاؤنگی جب یہ مقصد پورا ہو لیگا تو حج کو چلونگی -

حسین - زمرد اپنی جوانی اور اس کمسنی پر ترس کھاؤ اور اس ارادے سے باز رہو

زمرد - ہرگز نہین ہوسکتا - اسی کی آرزو کے لئے یہ عزیز گوارا کی ہے -

حسین (مایوسی کی آواز سے) خداوندا اگر جان ہی جانی ہے تو پہلے مین مارا جاؤن

زمرد - تیری مصیبت ان آنکھون سے نہ دیکھی جائیگی -

زمرد - (مسکرا کے) گھبراؤ نہین ہم دونون کی کشش ایک دوسرے کو کھینچ لیگی مارے گئے تو دونون مارے جائین گے ؟

یہ کہہ کے زمرد نے اپنے گدہے کو نہر دیر بجان کی طرف موڑا اور ہی قدم چلی ہوگی کہ حسین نے پھر روک کے کہا - زمرد ذرا صبر کرو چلنا ہے تو کل چلنا اب شام ہوا چاہتی ہے پہنچتے پہنچتے رات ہو جائیگی -

زمرد - بس اب چلے ہی چلو - کہین آبادی ملنے کی تو امید نہین اور جب جنگل ہی مین ٹھرنا ہے تو یہان وہان دونون جگہ برابر ہے -

حسین سے کسی طرح انکار کرتے نہ بنی چل کھڑا ہوا اور دل مین پیچ و تاب کرتا ہوا زمرد کے ساتھ کوہ البرز کی تیرہ و تار یک گھاٹی مین گھسا اب دونون آہستہ آہستہ

چلے جاتے ہین اور اس سنسان مقام کا رعب دلو نپر اسقدر بیٹھ گیا ہی کہ بالکل
خاموش ہین جو جو آگے بڑھتے ہین جنگل گھنا ہوتا جاتا ہے - سردی ساعت
بہ ساعت بڑھ رہی ہے سناٹے نے نہر کے بہنے کی آواز زیادہ تیز کردی
ہے جس سے اس مقام کے وحشتناک منظر مین ایک ہیبت پیدا ہی ہوگئی
ہے اب راستہ دشوار ہی گدہون سے اُترنا پڑا - دونون آگے پیچھے اپنے
گدہے کے دہانے ہاتھ مین پکڑے چٹانون سے بچتے اور جھاڑیونمین گھستے
چلے جاتے ہین آخر دیر کے سکوت کے بعد حسین نے مرعوب ہوکے کہا بیشک دیوپری
ایسے ہی سناٹے کے مقام مین رہتے ہین انسان کیا معنے یہان تو جانور کا بھی پتا نہ
زمرد - ہان اور سنتی ہون کہ اس تہ مین اکثر جگہہ پریان نہاتی اور بال
کہولے ہوئے آپسمین کھیلتی اور چہنیٹین اوڑاتی بہی نظر آجایا کرتی ہین
حسین (چونک کر) ابہی یہ سناٹے کی آواز کیسی تہی جیسے کوئی چیز
سن سے کانون کے پاس سے آکے نکل گئی -
زمرد - یہ تو مشہور بات ہے کہ پریون کے تخت جاتے اُڑتے نہ نظر آئین
مگر ان کے سن سے نکل جانے کی آواز ضرور سنائی دیتی ہے -
حسین - یہ بہی ممکن ہے مگر مین سمجھتا ہون کہ کوئی جانور تہا -
زمرد - جانور ہوتا تو دکہائی نہ دیتا -
حسین - اگرچہ ابہی آفتاب نہین غروب ہوا - مگر یہان تم دیکھتی ہو
کہ شام سے بہی زیادہ اندہیرا ہی ایسے دہندلکے مین بعض اوقات اُلو یا بڑے
بڑے چمگادڑ بہی اسیطرح سناٹے کی آواز سے اڑتے ہوئے نکل جاتے ہین
زمرد - لیکن اصل مین یہی وہی پرند ہین جو مختلف جانورون کی صورتین بنا کر نکلتے ہین
حسین - ہوگا - آخر تھوڑی دیر کے بعد حسین کو وحشت اور بیدلی کی نگاہ سے دیکھ کر

دیکھا اور نہایت پریشانی کی آواز میں کہا شام ہوا چاہتی ہے اور
تمھارے بھائی کی قبر کا کہین پتہ نہین -
زمرد - مگر مین تو بھائی کی قبر تک پہونچے بغیر دم نہ لونگی - یہ کہتے ہی
ایک نہایت تاریک گھاٹی نظر آئی جسمین نہر تو گئی ہے مگر دونون
جانب ایسی چکنی اور کھڑی چٹانین ہین کہ انسان کا گذرنا بہت دشوار
ہے اس گھاٹی کی صورت دیکھتے ہی زمرد ایک شوق اور بیخودی کی آواز
مین چلا اٹھی - ہان دیکھو یہ دوسری علامت ہے اسی مین ہوکے راستہ گیا ہے -
حسین - مگر سمجھ مین نہین آتا کہ اُدھر سے ہم جا ئینگے کیونکر -
زمرد - جس طرح بنے جاؤنگی ضرور -
حسین - اور یہ گدھے -
زمرد - ان کو یہین چھوڑ دو واپس آکے لے لینا -
حسین نے اس مستقل مزاجی اور ذہن پر زمرد کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا پھر
گدھے درختون سے باندھے - اور دونون چٹانون سے چمٹے اور ہاتھون سے
پتھرون کے سرون اور رخنون کو پکڑتے ہوے آگے روانہ ہوئے کوئی دو گھڑی
یہ محنت کا سفر کیا ہوگا کہ گھاٹی ختم ہو گئی جس سے نکلتے ہی دونون نے
پھر سے دیکھا کہ نہر دیر تجان اس گھاٹی سے گذر کے یکایک ایک نہایت ہی
فرح بخش مرغزار مین بہنے لگی ہے یہ عجب لطافت کا مقام تھا قدرت نے خود ہی
چمن بندی کر دی تھی شگفتہ اور خوشرنگ پھولون کے تختے دور تک پھیلے چلے
گئے تھے - نغمہ سنج طیور بھی یہان کثرت سے نظر آئے جو ہر طرف شاہدان چمن
ن و جمال پر صدقے ہوتے پھرتے تھے شام ہو رہی تھی اور یہ جوش مین
سے ہوئے عاشقان شاہد گل اپنی معشوقون کو آخری الوداع کہہ رہے

تے یہ سامان دیکھتے ہی زمرد نے خوش ہو کے کہا اب ہم اپنی منزل مقصود کو پہنچ گئے اس وادی میں بھائی موسی مارے گئے اور کہیں یہیں اُنکی قبر ہوگی یہ کہہ کے زمرد ایک نازک بدن اور چست و چالاک ہرنی کی طرح چاروں طرف دوڑی اور ایک بڑے پتھر کے پاس ٹھٹھر کے چلائی۔ آہ یہی میرے بھائی کی قبر ہے!
اس آواز کے سنتے ہی حسین بھی اودھر دوڑ گیا۔ اور دیکھا کہ ایک چٹان پہ موسیٰ نام کھدا ہوا ہے اور اسکے قریب ہی چند پتھروں کو برابر کرکے ایک قبر کی صورت بنادی گئی ہے۔ دونوں نے یہاں پر کھڑے ہوکر فاتحہ خوانی کی مگر زمرد کے دل پر حسرت و اندوہ کا اس قدر غلبہ ہو جاتا تھا کہ فاتحے کے ختم ہونے سے پہلے ہی وہ گر پڑی اور قبر سے لپٹ کے زار و قطار رونے لگی حسین نے بہت کچھ تسلی دی نہر سے پانی لاکے منہ دھلایا اور رات کے اندھیرے میں اپنی حور وش معشوقہ کو اپنی گود میں لے کے بیٹھا اور سمجھانے لگا۔
زمرد۔ (ہچکیاں لے لے کے) حسین مجھے اپنی زندگی کی امید نہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں مر جاؤنگی۔ ہاتھ پاؤں سنسنا رہے ہیں۔ کلیجے میں میٹھا میٹھا درد ہے اور دل بیٹھا جاتا ہے مگر مرنے سے پہلے تم سے ایک وصیت ہے مر جاؤں تو میری لاش کو بھی انہیں پتھروں کے نیچے دبا دینا جنکے نیچے بھائی موسے کی ہڈیاں ہیں۔
حسین (نہایت مستقل مزاجی سے) آنکھوں ہی آنکھوں میں آنسو پیکر! یہ وصیت اگر پوری ہونے والی ہوگی تو کسی اور کے ہاتھ سے یہ وصیت پوری ہوگی وہ تمہارے بعد زندہ نہیں رہ سکتا اور جس کے ہاتھ سے یہ وصیت پوری ہوگی وہ تمہارے ساتھ میری ہڈیوں کو بھی ان ہی پتھروں کے نیچے دبا دیگا۔
زمرد۔ (خوشامد کے لہجے میں) نہیں حسین ایسا نہ کرنا۔ تمکو ابھی نہیں معلوم کیا چیز یہاں کھینچ لائی۔ نہ یہ کہہ سکتی ہوں کہ بھائی کی محبت اور نہ یہ کہہ

کہ یعقوب کے بیان نہین کوئی جادو تھا۔ مگر جس روز اُس نے بھائی موسی کی حسرت نصیب داستان سنائی اُسکے دوسرے ہی دن نے مین خواب مین دیکھا کہ جیسے بھائی اسی وادی مین کھڑے ہین۔ خواب ہی مین اونھون نے مجھے ہاتھ کے اشارے سے اپنی طرف بلایا اور تاکید کرکے کہا کہ میری قبر پر آکے فاتحہ پڑہ۔ مرحوم بھائی نے کچھ ایسی موثر طرح سے بلایا تھا کہ اُنکی اسوقت کی صورت اسوقت تک میری آنکھونکے سامنے پہر رہی ہے اس سے تم سمجھ سکتے ہو کہ مین یہان بھائی کی بلائی ہوئی آئی ہون۔

حسین۔ (دفور گریہ سے بے اختیار ہوکر اور ایک بے انتہا جوش کے ساتھ) خیر تمھین تو اُنھون نے خواب مین فقط بلایا تھا۔ اور مجھے تم خود اپنے ساتھ لائی ہو۔

زمرد۔ ہان مین تمکو ساتھ لائی ہون اور اسی سبب سے کہ اس دنیا مین مجھے تم سے زیادہ کوئی عزیز نہین میری تمنا یہ ہے کہ تمھارے پہلو مین تمھاری آنکھونکے سامنے جان دون اسکے بعد تم گھر جاؤ اور وہان عزیزون اور شہر کے دیگر شرفا کے نزدیک جو کچھ بے عزتی ہوئی ہے اُسکو دور کرو۔ اور میری خبر مرگ خوشی سے جاکے بتا دو کہ مین نے کیون اور کہان جان دی۔ اور مرتے وقت تک ایسی پاکدامن تھی (گلے مین باہین ڈال کے) حسین میری آرزو ہے کہ تم زندہ رہو اور میرے دامن سے بدنامی کا دھبا دہوؤ۔

حسین۔ (ایک نالہ جانکاہ کے ساتھ) خدا نہ کرے کہ مین تمھاری خبر مرگ لیجاؤن ناگہان ایک پہاڑی کی ڈہالو سطح پر کچھ روشنی نظر آئی۔ جسپر پہلے زمرد کی نظر پڑی اور اس نے چونک کے کہا۔ یہ روشنی کیسی۔ حسین نے بھی اُس روشنی کو حیرت سے دیکھا اور کہا۔ خدا جانے کیا بات ہے۔ اور دیکھو ادہر بڑہتی چلی آتی ہے۔ اس رات کی تاریکی مین یہان آنے والے کون لوگ ہو سکتے ہین۔

دونون عاشق و معشوق روشنی کو گھبرا گھبرا کے اور ساعت بہ ساعت نزدیک

متحیر ہو کے دیکھ رہے تھے کہ وہ بالکل قریب آ گئی بڑی بڑی ہنڈرہ بیس مشعلین تھین اور اُنکے نیچے حسین و پری جمال عورتون کا ایک بڑا غول جنکی صورت دیکھتے زمرد اور حسین دونون نے ایک چیخ ماری - دہشت زدگی کی آوازین دونونکی زبان سے نکلا "وہ پریان" اور دونون غش کھا کے بیہوش ہو گئے -

دوسرا باب

بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید

صبح کا وقت تھا اور نسیم کے جھونکے چل رہے تھے کہ مرغان سحر نے اپنی نشیمنون سے نکل نکل کے حسین کو خواب بیہوشی سے جگایا - خمار کی سی کروٹین بدل کی آنکھین ملتا ہوا اُٹھا اور چارونطرف مڑ مڑ کے دیکھا مگر زمرد کا کہین پتہ نہ تھا جب معشوقہ دلربا کی پیاری اور محبت بھری صورت کسی طرف نظر نہ آئی تو کلیجہ دہک سے ہو گیا ناتوانی اور سر پھرنے کی وجہ سے کئی دفعہ گر گر کے اُٹھا - اور لڑ کھڑاتا ہوا چلا آس پاس ہر جگہہ دیکھا ہر طرف نظر دوڑا دوڑا کے ڈھونڈھا - لیکن نازنین و ناز آفرین زمرد کا کہین نام و نشان نہین آخر ہر طرف سے مایوس ہو گے اور جستجو مین تھک کے موسیٰ کی قبر کے پاس آ کے میٹھ گیا تھا اور نہایت ہی حسرت و اندوہ کی عالم مین آنسو بہا بہا کے کہنے لگا پیاری زمرد تو کہان گئی - آہ کیا آسمان و زمین کھا گئے یا رات کی پریان تجھے بھی اپنے ساتھ لی گئین اتفاقاً اُسکی نظر قبر پر جا پڑی - اور دیکھ کے تعجب ہوا کہ قبر کچھہ بدلی سی ہوئی ہے - اور دو ایک پتھر زیادہ ہین جو کل شام تک نہ تھی حیرت کم نہین ہوتی تھی کہ اُس چٹان پر نظر گئی جسپر موسیٰ کا نام کندہ تھا اور اُس کتابے مین بھی کچھہ تغیر دیکھ کے غور سے پڑھنے لگا - کسی قدر بلند آوازین اُسکی زبان سے نکلا موسیٰ و زمرد اوسکے ساتھ ہی چیخ مار کے وہ پھر بیہوش ہو کے گر

غم واندوہ کے فوری جھٹکے پر طبیعت پھر غالب آئی - ہوش آیا اور دل میں کہا افسوس وہی ہوا جو زمرد کہتی تھی وہ مر گئی - اور میں زندہ ہوں - آہ پریاں بڑی ظالم تھیں - اُسے مار ڈالا - اور مجھے نیم جان چھوڑ گئیں - آہ ! وہ تو میری جان تھی پھر اُسکے بغیر میں کیوں زندہ ہوں یہ کہہ کے اُسی چٹان سے سر ٹکرانے لگا جسپر دونوں بہن بھائیوں کے نام کندہ تھے دل میں آئی کہ قبر کھول کے اپنے آپکو بھی اُسمیں دفن کر دے - بلکہ اس ارادے سے چلا تھا کہ مذہب کے فرشتے نے کان میں کہا یہ دین کے خلاف اور مرنیوالوں کی توہین ہے فرشتہ غیب کی یہ آواز سنتے ہی اُس نے زور سے چلا کے کہا - تو آہ! پھر میں کیا کروں یہ کہہ کے زمین پر گر پڑا اور تڑپنے لگا دیر تک تڑپنے اور نالہ وزاری کے بعد اٹھا اور دوڑ کے موسیٰ کی قبر سے لپٹ گیا اب وہ زمرد کی تربت سمجھتا ہے اور جس طرح کوئی کسی زندہ شخص کیطرف متوجہ ہو کے باتیں کرتا ہے - اسی طرح اس قبر کی طرف خطاب کر کے کہنے لگا -

پیاری زمرد مرنا اپنے اختیار میں نہیں! خودکشی حرام ہے - اور جینا بے سود و بے مزہ لیکن کب تک مرتا پڑا رہونگا - اور موت ایکدن ضرور آئیگی پھر اسکا انتظار اسی جگہہ کیوں نہ کروں - زندگی کے ان باقی دنوں میں تیری قبر میری مونس و جلیس ہو گی - اور تیرا خیال میرا معشوق بس اب میں یہیں رہونگا اور یہیں مرونگا - ہائے جس طرح تیرے بھائی نے تجھے اپنے پاس بلا لیا - اسیطرح تو مجھے بلا لے - تیری وصیت مجھسے نہیں پوری ہو سکتی میں یہیں کا ہوں کیا عجب کہ ان پریوں کا کبھی ادھر گذر ہو - وہ بڑی آسانی سے مجھے تیرے پاس پہنچا دینگی -

دل میں یہ فیصلہ کر لینے کے بعد حسین کو کسی قدر تسکین سی ہو گئی قبر پر سے اُٹھ کے تھوڑی دیر تک کھڑا رہ گیا - پھر [illegible] پانی کے چشمے دیکھ

وضو کیا اور قبر کے برابر کھڑے ہو کے چند نفل رکعتیں ادا کیں پھر بیوٹی کے انتہائی خضوع و خشوع کے ساتھ پھر دکے لئے دعائے مغفرت کرنے لگا اور ہمیشہ کے لئے یہیں کی سکونت اختیار کر لی۔

حسین نے کچھ ایسے مضبوط دل سے اپنے لئے یہ زندگی اختیار کی تھی۔ اور موت کی دعا مانگتے یا جان ستان پریونکے انتظار میں اسے کچھ ایسا مزا ملنے لگا تھا کہ اب اُسے نہ وطن یاد ہے نہ وہ ارادہ حج۔ زمرد کا خیال اُسکا قبلہ ہے اور وہ مشترک قبر اُسکی مسجد کی گھانس پات اور کبھی کبھی جڑیوں کے شکار پر زندگی بسر ہوتی ہے اور پیام مرگ کا ہر گھڑی انتظار رہتا ہے جب کبھی اندوہ و غم کا زیادہ ہجوم ہوتا ہے تو اپنی نازنین معشوقہ کی قبر سے لپٹ کے اور رو رو کے دل کی بھڑاس نکال ڈالتا ہے۔

اسی حالت میں رہتے اور موسیٰ و زمرد کی تربت کا مجاور بنے اُسے چھ مہینے گذر گئے جاڑوں کا پورا موسم ان ہی پہاڑوں پر بسر ہوا۔ جہاں ایک عرصہ تک ان مظلوم شہیدان حسرت کی قبر پر برف کی چادر چڑھی ہے۔ موسم کی سخت سردی اور برفبازی اُسنے صبر و شکر کے ساتھ جھیل لی۔ اب بہار کا زمانہ ہے۔ اور ہر طرف پہاڑونکی پہلو نشینی وادیاں اور یہ سارا مرغزار پھولوں سے بھرا ہوا ہے۔ ہوا کے جھونکے ہمیشہ معطر و مشکبار رہتے ہیں اور دل کا ولولہ ساعت بساعت زیادہ بڑھتا جاتا ہے حسین کا غم اب پہلے سے زیادہ جوش و خروش پر ہے اب اُ اور پھولونکو دیکھکر اُسے پریوں کے آنے کا زیادہ یقین ہے۔ اور ان پری وشوں کے انتظار میں بے صبری اور بےچینی پیدا ہو چلی ہے روز رو رو کے کہتا ہے افسوس موسیٰ اور زمرد کا کام تو پریوں نے ایک ہی دن میں تمام کر دیا۔ میں ایسا بدنصیب ہوں کہ انتظار ہی انتظار میں چھ مہینے گذر گئے اور وہ نہ آ

ادھر کا راستہ ہی بھول گئیں۔

ایکدن وہ صبح کو سو کے اوٹھا تو خلاف معمول زمرد کی قبر پر ایک کاغذ پڑا ملا حیرت وشوق سے دوڑ کے اُسے اوٹھایا اور پڑھا تو چند لمحہ تک نقش حیرت بنا کھڑا رہا۔ بار بار تحریر کو غور کر کے دیکھتا اور کہتا۔ نگاہ تو نہیں غلطی کر رہی ہے مگر ساعت بساعت یقین ہوتا جاتا کہ خاص زمرد کے ہاتھ کی تحریر ہے اس خط کی عبارت یہ تھی۔

حسین میں اس عالم میں نہایت ہی خوش ہوں یہاں کی مسرتیں تیرے وہم وقیاس سے بالا ہیں میں اسی باغ فردوس میں ہوں جسکا قرآن اور تمام کتب سماوی میں ہر مسلمان اور ہر خداشناس سے وعدہ کیا گیا ہے یہ سب لذتیں مجھے خدا کی مہربانی سے حاصل ہیں۔ زہرہ ومشتری جیسے حسن کی شعاعیں تجھے دور سے نظر آتی ہیں میری انیس جلیس ہیں۔ انکا قصہ تو سن چکا ہے۔ مگر یہ نہیں جانتا کہ اس عالم نور اور اس مرکز لاہوت کی مسرتیں کتنی دلفریب ہیں کہ انہیں ہاروت ماروت کی جانبازی کا خیال بھی نہیں آتا مگر میں یہاں بھی تیرے لیے حیران اور تجھ سے ملنے کی مشتاق ہوں فرشتوں اور دیگر آسمانی روحوں کے ذریعے سے مجھے برابر معلوم ہوتا رہا کہ تو میری قبر کا مجاور بنا بیٹھا ہے وہ مادی کشش جو ایک عرصہ تک روح کو عالم عناصر کی طرف متوجہ رکھتی ہے مجھے گھنٹوں تیرے ساتھ کھڑی رویا کی۔ مگر افسوس نہ تیری دنیاوی آنکھیں میری صورت دیکھ سکتی تھیں اور نہ تیرے مادی کان میرے رونیکی آواز سن سکتے تھے تو ناحق موت کا منتظر ہے ابھی تجھے بہت دنوں دنیا میں رہنا ہے۔ وہ وقت دور ہے جبکہ مجھے تیرے وصال کی خوشی حاصل ہوگی۔ وہ باغ جہاں پریوں کا نشیمن تھا تیرے سبب سے وہ وہاں نہیں آسکتیں۔ اور چونکہ ابھی تیرے مرنے کا وقت نہیں آیا۔ لہذا تجھے قتل بھی نہیں کرسکتیں۔

اسباب ہیں جنکی وجہ سے وہ کسی طرح اپنے تفرج گاہ کو مجھ سے خالی نہیں

کر اسکتیں مجبوراً خود اُن ہی کو اپنا نشیمن چھوڑ دینا پڑا - افسوس تو نے میری وصیت
پر عمل نہ کیا بدنام کرنے والے اور میرے نام پر تہمت لگانیوالے اسیطرح ذلیل
کر رہے ہین جنکے افترا اور طومار مجھے بہت ستاتا ہی اسیوجہ سے مین تجھے پھر اپنی
وصیت یاد دلاتی ہون اور نہایت ہی آرزو کے ساتھ کہتی ہون کہ جا اور میری
وصیت پوری کر تجھسے دور اور تیری دلدادہ زمرد حسین نے ہزارہا دفعہ اس خط
کو پڑھا اسکی طرز تحریر خط اور الفاظ کو غور سے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھا
کسی طرح سمجھ مین نہ آتا تھا کہ کیا مضمون ہی ایکدفعہ گھبرا کے بولا کیا زمرد
زندہ ہی - پھر آپ ہی کہنے لگا نہین یہ ممکن نہین کہ وہ خود لکھ رہی ہے کہ دوسرے
عالم مین ہی اور فردوس بریں کی سیر کر رہی ہے پھر یہ خط کیونکر آیا اور کون لایا ؟
دیر تک غور کرتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے پہلے دلمین آئی کہ زمرد کی ہدایت
کے بموجب گھر کو واپس چلا جاے مگر پھر آپ ہی بولا - نہین یہ بالکل بے حاصل
ہوگا اول تو وہان تک جا یا کس سے جائیگا - اور بالفرض اگر جاؤن بھی تو اس
قصے کا یقین کیسے آئیگا - سب بھلا کیوں بیوقوف بنائین گے نہین مین نہین جا سکتا ابتو
مین سمجھا کہ زندگی کے باقیماندہ دن اسی قبر اور زمرد کی یادگار کے پاس بسر کرونگا زمرد کہتی ہی کہ ابھی مجھے
بہت سون ایڑیان رگڑنا ہین بہتر رگڑونگا اور جہانتک جھیلا جائیگا جھیلونگا - اس جگہ ایڑیان رگڑنا ہی زمانہ
سے اچھا ہی افسوس زمرد دلمین خفا ہوگی کہ اب بھی اسکی وصیت نہ پوری کی لیکن مین
اپنے عذرات پیش کئے دیتا ہون جو فرشتے میری روز روز کی خبر اُس تک پہنچاتے
ہین میرا عذر بھی اسکے گوش گذار کر دینگے یہ بھی ممکن ہے کہ اسوقت وہ کھڑی مجھے
دیکھ رہی ہو - میری باتین اپنے کانون سے سن رہی ہو - ممکن کیا معنی بالکل
قرین قیاس ہی اب اپنے خط کا جواب سننے کے لئے اسکی روح اسوقت یہان
ضرور آئی ہوگی ہان تو کچھ کہنا ہے اُسی سے کیون نہ کہون "

یہ خیال اسکے دل میں جم گیا اور زمرد کی قبر کی طرف دیکھ دیکھ کے یوں کہنا شروع
کیا پیاری زمرد نہ میں اس خیر نور میں ہوں جہاں تو ہے اور نہ میرے پاس وہ نورانی
نامہ بر ہیں جو مجھ خاکی پیکر کا خط تیرے پاس پہنچا دیں اپنی نورانی اور نوری توجہ سے
کام لے - اور خود میری زبان سے میرا عذر سن - اے حوروش اور مقبول الہی نازنین
اور غواص دریائے رموز وحدت و کثرت! کیا عجب کہ اپنے نور اور تجرد کی آنکھوں سے تو
اس وقت میری ستم زدگی کا تماشہ دیکھ رہی ہو - زمرد مجھے ان لوگوں کے پاس نہ بھیج جنکے فہم و ادراک
سے تیری نورانیت اور تیری مقبولیت و معصومیت کا قصہ بالاتر ہے - وہ میری
کہنے کا یقین نہ مانیں گے - لہذا اپنے عشق میں مجھے اس ذلت و رسوائی سے
بچا اور بارگاہ لم یزلی میں تیری آواز کچھ بھی اثر رکھتی ہو تو مجھے کوشش کر کے اپنے
پاس بلا اور ان پریوں کو بھیج اور جلدی بھیج کہ اس تفریح گاہ کو مجھ سے خالی کر دیں
میری روح تیرے شوق میں ایک ذبح کئے ہوئے طائر کی طرح تڑپ رہی ہے
اور اس مادی پنجرے سے نکلنے کے لئے پھڑکتی ہے - اور محبت والی نازنین
مجھے کہیں اور نہ بھیج بلکہ اپنے پاس بلا -
اس قسم کے خیالات ظاہر کرتے کرتے حسین کا جوش اسقدر بڑھ گیا کہ بیتاب ہو کے
زمین پر گرا اور لوٹنے اور تڑپنے لگا اور جب ناتوانی زیادہ ہوئی تو قبر سے لپٹ کے بیہوش ہو گیا
اب اس خطا نے اس کا جوش بڑھا دیا تھا - اور اسکے دن پہلے سے زیادہ غم و اندوہ میں
گذر رہے تھے - زمرد نے عالم سردستان چھوڑا سلطنت کی تھی اسنے دل کے جذبات کو
یک بیک ابھار دیا تھا - روز بیہوشی میں معشوقہ کو خواب میں دیکھتا - اور ہر روز ایک نیا خیال
شاید عالم آخرت کا اتنا علم و یقین کسی مسلمان کو کم ہوگا - جتنا کہ فی الحال
دنیا اسکی نظر میں ہیچ تھی - اور اپنے آپ کو عالم نور و ظلمت کے مابین ایک
اور بے صبری و خود فراموشی کے ساتھ چاہتا تھا کہ کسی طرح اس

کرا سکتین مجبوراً خود اُن ہی کو اپنا نشیمن چھوڑ دینا پڑا - افسوس تو نے میری وصیت پر عمل نہ کیا بدنام کرنے والے اور میرے نام پر تہمت لگانیوالے اسیطرح ذلیل کر رہے ہین جنکے افترا اور طومار مجھے بہت ستاتا ہو اسیوجہ سے مین تجھے پھر ابھی وصیت یاد دلاتی ہون اور نہایت ہی آرزو کے ساتھہ کہتی ہون کہ جا اور میری وصیت پوری کر تجھسے دور اور تیری دلدادہ زمرد حسین نے ہزارہا دفعہ اس خط کو پڑہا اسکی طرز تحریر خط اور الفاظ کو غور سے اور آنکھین پھاڑ پھاڑ کے دیکھا کسی طرح سمجھہ مین نہ آتا تھا کہ کیا مضمون ہی ایکبار دفعۃً گھبرا کے بولا کیا زمرد زندہ ہی - پھر آپ ہی کہنے لگا نہین یہ ممکن نہین کہ وہ خود لکھہ رہی ہے کہ دوسرے عالم مین ہو اور فردوس بریں کی سیر کر رہی ہے پھر یہ خط کیونکر آیا اور کون لایا ؟

دیر تک غور کرتا رہا کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے پہلے دلمین آئی کہ زمرد کی ہدایت کے بموجب گھر کو واپس چلا جاے مگر پھر آپ ہی بولا - نہین یہ بالکل بے حاصل ہوگا اول تو وہان تک جا یا کس سے جائیگا - اور بالفرض اگر جاؤن بھی تو اس قصے کا یقین کسے آئیگا - سب بھلا کر بیوقوف بنائین گے نہین مین نہین جاسکتا اچھو مین کہہ چکا کہ زندگی کو باقیماندہ دن اسی قبر اور زمرد کی یادگار کے پاس بسر کرونگا زمرد کہتی ہے کہ ابھی مجھے بہت سون ایڑیان رگڑنا ہین بہتر رگڑونگا اور جہانتک جھیلا جائیگا جھیلونگا - اس جگہہ ایڑیان رگڑنا بھی سے اچھا ہی افسوس زمرد دلمین خفا ہوگی - کہ اب بھی اسکی وصیت نہ پوری کی لیکن مین اپنے عذرات پیش کیے دیتا ہون جو فرشتے میری روز روز کی خبر اُس تک پہنچاتے ہین میرا عذر بھی اسکے گوش گذار کر دینگے یہ بھی ممکن ہے کہ اسوقت وہ کھڑی مجھے دیکھہ رہی ہو - میری باتین اپنے کانون سے سن رہی ہو - ممکن کیا معنی بالکل قرین قیاس ہی اب اپنے خط کا جواب سننے کے لئے اسکی روح اسوقت یہان ضرور آئی ہوگی ہان تو کچھ کہنا ہے اُسی سے کیون نہ کہون ؟"

یہ خیال اسکے دل میں جم گیا اور زمرد کی قبر کی طرف دیکھ دیکھ کے یون کہنا شروع
کیا پیاری زمرد نہ میں اس خیر نور میں ہون جہان تو ہے اور نہ میرے پاس وہ نورانی
نامہ بر ہیں جو مجھ خاکی پیکر کا خط تیرے پاس پہنچا دیں اپنی نورانی اور نوری توجہ سے
کام لے۔ اور خود میری زبان سے میرا عذر سن۔ اور حور وش اور مقبول الہی نازنین
اور غواص دریائے رموز وحدت وکثرت! کیا عجب کہ اپنے نور اور تجرد کی آنکھوں سے تو
اس وقت میری ستم زدگی کا تماشہ دیکھ رہی ہو۔ زمرد یہ ان لوگوں کے پاس نہ بھیج جنکے فہم اور
سمجھے میری نورانیت اور تیری مقبولیت و معصومیت کا قصہ بالاتر ہے۔ وہ میری
کہنے کا یقین نہ مانیں گے۔ لہذا اپنے عشق میں مجھے اس ذلت و رسوائی سے
بچا اور بارگاہ لم یزلی میں تیری آواز کچھ بھی اثر رکھتی ہو تو مجھ کو کوشش کر کے اپنے
پاس بلا اور ان پریوں کو بھیج اور جلدی بھیج کہ اپنے تفریح گاہ کو مجھ سے خالی کر انہیں
میری روح تیرے شوق میں ایک ذبح کئے ہوئے طائر کی طرح تڑپ رہی ہے
اور اس مادی پنجرے سے نکلنے کے لئے پھڑکتی ہے۔ اور محبت والی نازنین
مجھے کہیں اور نہ بھیج بلکہ اپنے پاس بلا۔

اس قسم کے خیالات ظاہر کرتے کرتے حسین کا جوش اسقدر بڑھ گیا کہ بیتاب ہو کے
زمین پر گرا اور لوٹنے اور تڑپنے لگا اور جب ناتوانی زیادہ ہوئی تو قبر سے لپٹ کے بیہوش ہو گیا
اب اس خط نے اس کا جوش بڑھا دیا تھا۔ اور اسکے دن پہلے سے زیادہ غم واندوہ میں
گذر رہے تھے زمرد نے عالم سر دستان جو مراسلت کی تھی اسنے دل کے جذبات کو
یکا یک ابھار دیا تھا روز میوہ نشین معشوقہ کو خواب میں دیکھتا۔ اور روز ایک نیا خیال
شاید عالم آخرت کا اتنا علم ویقین کسی مسلمان کو کم ہوگا۔ جتنا کہ فی الحال
نیا اسکی نظر میں ہیچ تھی! اور اپنے آپ کو عالم نور وظلمت کے مابین ایک
۔ اور بے صبری وخود فراموشی کے ساتھ چاہتا تھا کہ کسی طرح اس

وادی اور ہمالی جانے کو چاک کرکے عالم نور مین جا پہنچے اس حالت کو بھی ایک مہینہ ہو گیا جسکی ہر گھڑی زہر کے کسی لئے خط کے انتظار مین گذری تھی آخر انتظار کا زمانہ ختم ہوا اور ایک اور خط ملا جسکا مضمون یہ تھا۔ ای محبوس ظلمت کدہ ارض میری جستجو مین تو حد سے گذر جاتا ہی اور یہ نہ سمجھو کہ مجھپر اُس کا کچھ اثر نہین ہوتا میرے تعلقات تیرے ساتھ رہ جاتے تھے اور یہی سبب ہے کہ اس عالم مین یہی جہان ہر طرف سے مسرتین ہجوم کئے ہوئے ہین - اور خداوند جل و علا نے ایک خاص بعید از فہم و ادراک لذت میرے دل مین پیدا کر دی ہے مین اپنی طرف سے اپنا خیال نہین ہٹا سکتی - تیری یاد مین یہ روحانی لذتین بھی میرے دل سے غم کا کانٹا نہین نکال سکتین -

خیر اب تو نے پورا امتحان دیا ہے اور کوئی چیز تیرے دل سے میرا خیال نہین نکال سکتی تو مایوس نہو - اور مجھ سے ملنے کا سامان کر - یاد رکھ کہ یہ وہ جگہ نہین ہے جہان تو مجھے پا سکے گا - مین تجھ سے قریب بھی ہون اور دور بھی ہون - لیکن جس دروازے سے تو میرے پاس آسکے گا وہ بہت فاصلہ پر ہے اور وہانتک تو بڑی محنت و ریاضت سے پہنچ سکیگا - اس کام کے لئے تجھے نفس کشی و ریاضت بھی کرنا ہوگی اور بڑے بڑے سفر بھی کرنا پڑینگے - اسطرح بے مرشد و رہبر پہاڑون سے ٹکرانا بے سود تو اس وادی سے نکل اور کوہ جودی عہ کی مغربی گھاٹی مین ایک بڑا غار ہے جسمین بڑے بڑے خداشناس لوگ چلہ کشی کر چکے ہین لوگ نہین جانتے مگر مجھے یہان آکے معلوم ہوا کہ اسی غار مین جناب ابراہیم نے کواکب کے طلوع و غروب سے قطع عزم کر کے خدا کو پہچانا تھا وہ یہی غار ہے اب لوگ اس غار کو ارض شام مین بتاتے ہین

عہ اس پہاڑ کو آج کل انگریزی جغرافیہ دان کوہ اراروٹ کہتے ہین جو اسی جہان دولت عثمانیہ روس و ایران کی سرحد ملی ہے -

ہے حضرت ابراہیم کا بچپن شام مین نہین گذرا بلکہ اس سرزمین مین جہان انکا وطن
تھا اور جہان نوح کی کشتی ٹھہرنے کے بعد انکی نسل سکونت پذیر ہوگئی تھی اس غار مین
تو چالیس دن تک بیٹھ کے چلہ کھینچ اور کوشش کر کہ اس مدت مین ہر چوتھے
چوتھے دن صرف تھوڑی سی نباتی قوت لایموت پر زندگی بسر کرے - یہ بھی ضرور
ہے کہ پورے چلہ بھر صرف ایک صورت تیری نظر کے سامنے ہو اور صرف ایک خیال
شامل ہونے کو غار مین سے نکل کے روانہ ہوگا - اس چلہ کی تنہائی مین تو اکثر دیکھیگا
کہ مین تجھے اپنی طرف بلا رہی ہون مگر خبردار اس خیالی پیکر کے دھوکے مین نہ آنا کہین
ذرا بھی تیرے قدم کو لغزش ہوئی تو مجھ سے ملنے کی کوئی امید نہین -
چالیس دن کے بعد پچھلی رات کو اس غار اور کوہ جودی کو نکی گھاٹیون سے سرزمین شام کو
روانہ ہوا اور بغیر اسکے کہ کسی اور جگہ قیام کرے بجا ستقیم شہر خلیل مین جا وہان کے
مشہور تہ خانے مین حضرت یعقوب و یوسف کے جنازے رکھے ہوئے ہین لوگون کی
آنکھ بچا کے اتر - لوگ تجھے روکین گے مگر ایسی کوشش کر کہ نگہبانون اور مجاورونکو خبر نہو
اور تو اندر پہنچ جائے - چالیس دن تک ان دونون جنازونکے درمیان مین بیٹھ کے
چلہ کھینچ پھر وہان سے نکل کے شہر حلب کو جا وہان محلہ راستہ کے عقب مین تجھے ایک
چھوٹی سی مسجد ملیگی جو مسجد الشاتین کہلاتی ہے اس مسجد مین جا کے ٹھہر دوسرے
ہی دن نماز فجر کی جماعت مین ایک شخص آئیگا جو صوف کے کپڑے پہنے ہوگا اُس کے
بال لمبے ہونگے اور ایک سیاہ کملی مین اپنا سارا جسم چھپائیگا اُس شخص کی چھوٹی
ڈاڑھی مین نصف سے زیادہ بال سفید نظر آئین گے اور اسکا عمامہ سبز ہوگا اس لئے
کہ سادات بنی فاطمہ سے ہے اس نورستان مین اگرچہ وہ اور کسی اور معزز خطاب سے
یاد کیا جاتا ہے مگر اس عالم عناصر مین اُسکا نام الشریف علی وجودی ہے یہ شخص اگرچہ بالکل
منکسر المزاج و وضع کا نظر آئیگا - مگر اسکی آنکھوں سے ریاضت و نفس کشی اور جذبات روحانی

زیادہ ہونے کی وجہ سے شعلے نکلتے ہونگے۔ خوب یاد رکھ کہ جبتک تو شریف علی وجودی کے سامنے نہ جا پہنچے گا وہ تیری طرف نہ توجہ کرینگے ان تباہی ہوئی نشانیون سے تو نہین پہچان لینا اور ان سے حق کا خواستگار ہونا۔ یہی شخص تجکو مجھ سے ملا سکتا ہے اور اسکی ہاتھ مین ہماری کامیابی ہے اگر میرا مرشد اور میرا ارزومند ہے تو جبتک مقصد نہ برائے شیخ کی خدمت اور غلامی کرنا۔ اگر تو پوری ایک سال تک شریف علی کی خدمت مین ہیگا توکوئی ایسا موقع ضرور پائیگا جبکہ وہ ایک جوش اور ولولہ مین آکے انسان کو ملاء علی کی سیر کرا دینے کا دعوی کرینگے یہ دعوی سنتے ہی ان کے قدمون پر گر کے اپنی دلی آرزو ظاہر کرنا وہ بیشک منظور کرینگے مگر اسکا خیال رہے کہ شیخ کے ہر حکم کی تعمیل خواہ تیری سمجھ مین آئے یا نہ آئے بے عذر اور بلا حجت کرنا ع

"بہ مے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغان گوید"

اگر یہ سب مراحل تو نے طے کر لیے اور شیخ کی اطاعت مین پوری سرگرمی اور گرمجوشی دکھادی تو جان لے کہ میرا آغوش تیرے لیے کھلا ہوا ہے تجھ سے زیادہ مین تیرے لیے حیران ہون بس اب جلدی اس وادی اور میری قبر کو چھوڑ اور مجھسے ملنے کی کوشش مین استقلال و مستعدی دکھا۔ تیری شیدا و مشتاق زمرد۔

حسین اپنے جوش محبت و احباب سے متنفر ہو جانے کی وجہ سے زمرد کی پہلی وصیت اور اسکے بعد گذشتہ خط پر عمل نہین کر سکتا تھا۔ مگر اب اس خط کے بعد ممکن نہ تھا کہ ایک گھڑی بھر کے لیے بھی وہ اس وادی مین ٹھہر سکے زمرد کی قبر سے رخصت ہوا۔ پہر خط کو کئی بار چوم کے اور آنکھون سے لگا کے سینے مین دل سے لگا کے رکھا اور کمر باندہ کے چل کھڑا ہوا تنگ و تاریک گھاٹی سے بہزار دشواری سنبھل سنبھل کے نکلا اور اسی مقام پر پہنچا جہان اپنے اور زمرد کے گدہونکو درختون سے باندہ کے چھوڑ گیا تھا پہلے دونون گدھے بندھے ہی بندھے سوکھ سوکھ کے سردی و برف باری کے صدمے اوٹھا کے مر گئے ان کی

ہڈیان درخت کے نیچے پڑی ہوئی تھین۔ مگر یہ دیکھ کے بہ نہایت ہی متحیر ہوا کہ قدیم گدہے کے بدلے اب ایک نیا اور تازہ دم گدہا اسی درخت مین بندہا ہوا کہڑا ہی خلاف امید اُس سواری کو پا کے اُس نے خداوند کریم کا شکریہ ادا کیا جس نے اس عالم نور کے بہت سے رموز اس دنیا ہی مین اسپر ظاہر کردیئے اور آگے کی راہ لی جہانتک راستہ خراب اور پیچیدہ تھا وہان تک تو وہ گدہے کا دہانہ پکڑے ہوئے پاپیادہ گیا اور جب صاف اور کشادہ زمین ملگئی تو اس خدا کی دی ہوئی سواری پر سوار ہو کے سیدہا مغرب کی طرف چل کہڑا ہوا چونکہ اس کوہستان کا سلسلہ ہی مشرق سے مغرب کو گیا ہے لہذا اسکے دامن ہی دامن مین بادیہ پیمائی شروع کی اور دو مہینے کی دشت نوردی کے بعد علاقہ آذربائجان کے شہر تبریز مین جا پہونچا جہان سے کوہ جودی دس بارہ دن کی مسافت پر ہے تبریز ایسا بارونق شہر تھا کہ حسین کے دل مین آئی دو دن ٹہر کے سیر کرلی مگر زمرد کی تاکید یاد آئی اور بغیر اسکے کہ کاروانسرا مین سر رکہتا کوہ جودی کے نیچے جا کہڑا ہوا۔

کوہ جودی بہت بلند پہاڑ ہے اور ایران اور ایشیاے کوچک بلکہ سلسلہ کوہ قاف کی اکثر چوٹیون سے زیادہ بلند ہے حسین پہلے ایک بڑا چکر کہا کے اُس بربرف اور برف سے ڈہکے ہوئے قلعہ کی مشرقی پہلو پر نکل گیا اور اوس غار کو ڈہونڈہنے لگا حسین نے اُسے جلہ کشی کرنا تہی کئی روز تک چٹانون اور گہاٹیون مین ٹکراتے رہنے کے بعد غار ملا۔ دور دور کے گاؤن والے اکثر اُس غار کی زیارت اور اوسکے تاریک دہانے پر کچہہ نہ کچہہ چڑہانے کو آتے رہتے تھے جن مین اسکی قدیم برکتون کے بہت سے قصے مشہور تھے۔ اور یہود و نصاری اور مسلمان سب اسکو حرمت و ادب کی نگاہ سے دیکھتے تھے انہین گاؤن والون مین سے ایک نذر کی زبانی حسین کو اس غار کے حالات معلوم ہوئے اور سمجہہ گیا کہ یہی وہ مقام ہے جہان اُسے اپنی ریاضت و نفس کشی کا پہلا

امتحان دیتا ہے اور جہان جناب ابراہیم نے خدا کو پہچانا تھا۔
دن کو جب حسین اس غار کے دہانے پر پہنچا ہے اصلاع و جوانب کے چند خوش عقیدہ زایرون کا مجمع تھا شام کو اون کے واپس آجانے کے بعد جیسے ہی آفتاب غروب ہوا وہ خدا کا نام لیکے اندر گھسا غار مین جاتے ہی وہ ریاضت مین مشغول ہوگیا اور کوشش کرنے لگا کہ وہان کی بھیانک تاریکی مین زمرد کی خیالی تصویر کو چراغ بنا کے ہر وقت نظر کے سامنے رہے ہر چوتھے دن پچھلی رات کو نکل کے گھانس اور پتون سے بھوک کی حدت کم کر لیتا اور پھر اُسی خلوت کدے مین جا بیٹھتا۔
آخر چلہ پورا کر کے ہمارے پُرجوش نوجوان نے شام کی راہ لی تین مہینے کے سفر کے بعد مقدس شہر خلیل کی عمارتین نظر کے سامنے تھین آبادی مین داخل ہو کے سیدھا اس تہ خانے پر پہنچا۔ مگر یہان نیچے اوترنا بہت دشوار تھا اس لیے کہ ہر وقت لوگون کا مجمع رہتا اور خرابی یہ تھی کہ جو کوئی اس مقدس غار مین اترنے کا ارادہ کرے عام مجاورین کے عقیدے مین واجب القتل تھا۔ حسین نے اپنے ارادہ کو چھپایا اور مجاورین کو دوست بنا کے اسبات کی اجازت حاصل کر لی کہ اترنے کے راستے کے قریب ہی شب بیداری کرتے تھے اور ایسا کوئی وقت نہ ملتا جبکہ لوگ معروف دعا و عبادت نہون۔ دو تین ہفتہ کے بعد ایکمرتبہ پچھلی رات کو اوٹھ کے دیکھا تو میدان صاف تھا اور جو لوگ تھے سو رہے تھے چپکے چپکے دبے پاؤن تہ خانے کے دروازے پر گیا اور چارون طرف دیکھ کے جب اطمینان کر لیا کہ کوئی نہین دیکھ رہا ہے تو بے تکلف نیچے اُتر گیا۔
اس مقام پر جانا بڑی جرأت کا کام تھا اُن انبیاے عظام کا رعب ساعت بساعت دل پر غالب آجاتا تھا پاؤن کانپ رہے تھے اور دل دھڑکتا تھا تاہم زمرد کا شوق ان تمام دلی کمزوریون پر غالب آیا اور وہ برابر بڑھتا چلا جاتا تھا باربار اپنے علام

ہوتا تھا کہ جیسے فرشتے روک رہے ہین کہ اس مقدس جگہہ کو اپنے قدمون سے ناپاک
نہ کر۔ مگر ان سب خیالات کو مٹا مٹا کے وہ گھٹا ٹوپ اندھیرے مین ہاتھون اور
پاؤن سے ٹٹولتا ہوا تہہ تک پہنچ گیا۔ رات کا وقت اور پھر وہ تاریک مقام
حسین نیچے پہنچ کے پریشان ہوا کہ ہاتھ کو ہاتھ سوجھائی نہین دیتا بزرگ پیغمبر جو
جنانے کیونکر نظر آئین گے۔ عرصے تک ایک ہی جگہہ پر کھڑا سوچتا رہا اب دل
مضبوط اور آمادہ کر کے آمادہ ہوا تھا کہ ٹٹول کے آگے بڑھے ناگہان صبح کی ہلکی روشنی
کی شعاعین اوپر سے پہنچین اور وہ ٹھہر گیا کہ روز روشن ہولے تو شاید زیادہ
آسانی سے اپنے معہودہ مقام پر پہنچ سکون گا۔ اور یہی ہوا۔ دن کی روشنی نے اندھیرا
کم کر دیا اور اسے کئی لاشین چبوترون پر رکھی نظر آئین جنمین سب کے درمیان
مین حضرت یعقوب و یوسف کے جسم تھے انکا انتقال چونکہ مصر مین ہوا تھا لہذا
مصریون کے رواج پر انکی ممیان[ع] بنائی گئین یعنی جسم تو گلنے نہ پائے تھے جن سے
اس تاریکی مین ایک عجیب رعب جلال برستا نظر آتا تھا حسین یہ مقدس چہرے دیکھ
کے سر سے پاؤن تک کانپ گیا۔ اور کسی طرح قدم آگے بڑھانے کی جرات نہوتی تھی جب تک
تک مرعوب اور سہما کھڑا رہا مگر پھر جی کڑا کر کے قدم آگے بڑھایا اور دونون کے درمیان
مین جا کے چپکے سے بیٹھ گیا جہان دونون پرہیبت چہرے ہر وقت اسکے پیش
نظر رہتے اور ان کا رعب اسقدر غالب تھا کہ زمرد کے خیال کو وہ مشکل سے انکے
سامنے متشکل کر سکتا تھا۔ مگر کود و جودی کے چلّے کی کوششون نے وہ پیاری صورت
زیادہ استقلال کے ساتھ نظر کے سامنے قایم کر دی۔ اور تھوڑی ہی کوشش سے اپنا

ع مصری لوگ اپنے بزرگون کی لاشون مین کچھ ایسا روغن لگا کر اور مصالحہ بھر کے رکھتے تھے کہ کبھی سڑتی نہ تھین۔ ان کی لاشین بشکل ممی اب بھی ہین جو اسی حالت مین ہین [illegible]
[illegible]

دونون شہر کے چھ دن کے درمیان مین وہ اپنی معشوقہ کا جلوہ دیکھ لیا کرتا تھا۔ الغرض یہان بھی وہ چلہ کشی مین مشغول ہو گیا مگر یہان کوہ جودی کے غار کی طرح یہ ممکن نہ تھا کہ کسی وقت نکل کے قوت لایموت حاصل کرے اسکا اسے پہلے ہی سے خیال تھا اور اس ضرورت سے تھوڑا سا میوہ اپنی چادر مین باندھ کے لیتا آیا تھا روٹی کے ٹکڑے جو تیسرے دن کہا کے خدا کا شکر گذار ہوتا تھا غرض کہ یہ چلہ بھی پورا ہوا۔ اور اکتالیسوین رات کو وہ چپکے چپکے اور دبے پاؤن باہر نکلا کہ کسی کو خبر نہو اور وہ حلب کی راہ لے مگر لوگ جاگ رہے تھے جن مین سے بعضون نے پہلے ہی دیکھ چکے تھے انہون نے دیکھتے ہی غل مچا کے حملہ کیا اور حسین غار سے نکلتے ہی مجاورون کے ہاتھ مین گرفتار تھا ایک بڑی سخت بے ادبی اور گستاخی کا اسپر الزام لگایا گیا اور قریب تھا کہ قتل کر ڈالا جائے مگر اتفاق یا اوسکی خوش قسمتی سے ایک روز ایک باطنی فدائی کے ہاتھ سے شہر حلب کا حکمران مار ڈالا گیا تھا لوگ اگرچہ باطنیہ لوگون سے ڈرتے تھے مگر یہ اتنا بڑا اہم معاملہ تھا کہ انتقام کے درپے ہوئے اور باطنیون کے ایک گاؤن پر تاخت کرنیکا سامان ہی کر رہے تھے کہ باطنیون کا ایک بڑا بھاری گروہ نمودار ہوا اور بڑا سخت قتل و خون ہوا بہت سے لوگ مارے گئے۔ اور اسی بے امنی کی حالت مین حسین مجاورون کی قید سے چھوٹ کے حلب کو روانہ ہوا۔

آٹھوین دن شام کے وقت حلب مین داخل ہوا۔ راہگیرون سے پوچھتا ہوا محلہ رامتین مین اور پھر سیدھا الشماشین مین پہنچا یہان آتے ہی کمر کھولدی اور سر شام ہی کچھ کھا پیکے عشا کی نماز پڑھی اور پڑ رہ کے سو گیا اگرچہ تھکا ماندہ تھا مگر زمرد کے وصال کا شوق سخت غالب تھا آدھی رات سے زیادہ نہ گذری ہوگی کہ آنکھ کھل گئی اور صبح تک نماز فجر کے انتظار مین کروٹین بدلتا رہا صبح کی اذان سے پہلے ہی وضو کر کے تیار ہو گیا اور دروازے پر بیٹھ کے پھر انہین کی صورت کا مطالعہ کرنے لگا۔ آس پاس کے مکانون والے نیند سے

خمار بین لڑکھڑاتے اور ٹھوکرین کھاتے نظر آتے اور وضو میں مشغول ہو جاتے حسین کو اکثر لوگو نیز شیخ شریف علی وجودی کی صورت کا دھوکا ہوتا مگر کسی طرح اطمینان نہوتا تھا پھر آنیوالے ہین اگر کوئی علامت ہوتی تو اور علامتین نہ پائی جاتی۔ آخر بڑا ہی دل مین پریشان ہونے لگا اور خود اپنی طرف خطاب کرکے چپکے سے کہا۔ مجھے یقین نہین کہ شیخ سکون۔ یہ جملہ اُسکی زبان سے نکلا ہی تھا کہ اسی حلیہ اور وضع کا ایک شخص آیا اُسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھکے کھڑا ہو گیا اور مسکرا کر نہایت ہی تسلی و تشفی کے لہجے مین بولا حسین مین جانتا ہون کہ تو میری تلاش مین آیا ہے۔

اتنا سننا تھا کہ حسین قدمو نپر گر پڑا اور شیخ شریف علی وجودی کے قدم چوم چوم کے اور اون کے پاؤن کو اپنے آنسوؤن سے دھو دھو کے کہنے لگا یا حضرت میری مدد کیجئے صرف آپ ہی کی رہبری سے مجھے حق کا راستہ مل سکتا ہے جس صراط مستقیم پر چل کے انسان خدا اور عالم ارواح کو پہچان سکے وہ صرف آپ ہی جانتے ہین۔

شیخ (جلال مین آکے) اے بیجوجود اور دریاے وحدت کے ذلیل و ناپاک قطرے! تیرا کیا حوصلہ ہے کہ اوس غیر موجود(۵) اور اس لاہوت غیر ممنوع کے رموز سمجھ سکے۔

حسین۔ بیشک میری کوئی ہستی نہین۔ مگر جب آپ سے تنا ور بحر وحدت کا ہاتھ پکڑ لون گا تو کیا عجب کہ اس طوفان خیز دریا سے پار ہو جاؤن اور یہ روکے پھر شیخ کے قدم چومنے لگا۔

شیخ کا جلال کسی قدر کم ہوا انھون نے حسین کو ہاتھ پکڑکے اُٹھایا اور سینے سے لگا لیا اپنا سینہ کئی دفعہ خوب زور سے اُسکے سینے سے رگڑا اور کہا۔ اچھا آ میرے ساتھ چل

(۵) باطنیین کا یہ عقیدہ کہ خدا کی طرف کسی صفت کا منسوب کرنا کفر ہے اور بظاہر جو صفات قرآن مین مذکور ہین اس اعتبار سے ہین کہ یہ صفات اُسنے مخلوق کو عطا کئے یعنی خدا کو نور کہین تو مراد یہ ہے کہ ہم نور کا پیدا کرنے والا ... سوا کہین موجود ... اور ... وہ صفات کو منسوب کر کے پھر نفی بھی کر دیا کرتی تھی یعنی کہتی تھی موجود غیر

میں تیرے ضبط و ظرف کا اندازہ کروں گا اور جب معلوم ہو لیگا کہ تیری طلب کہاں تک صادق ہے اُسوقت تجھے اپنے حلقۂ ذوق میں شریک کرونگا ۔

حسین نے بہ شکر گذاری کے طریقے سے سر اُٹھایا شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دیا اور اُن کے ساتھ جا کے نماز میں شریک ہوا نماز کے بعد شیخ علی وجودی اُسے اپنی خانقاہ میں لے گئے جو شہر سے فاصلہ پر ایک غیر آباد مقام میں تھی حسین کو یہ خیال کرکے تعجب ہوا کہ مسجد شماسین کو کیا تخصیص ہے کہ شیخ وہاں فجر کی نماز ادا کرنے کو گئے تھے اس کا راز دریافت کرنے کے لئے اُس نے ادب کے ساتھ پوچھا کیا حضرت ہر روز نماز کے لیے مسجد میں تشریف لیجاتے ہیں ۔

شیخ (لاپروائی سے) نہیں صرف آج چلا گیا تھا ۔

حسین ۔ تو شاید کسی خاص کام کے لئے ادھر تشریف لیجانے کا اتفاق ہوا ہوگا ۔

شیخ ۔ (ذرا برہمی سے) ولا تجسسوا[ع] ان رموز معنی کے پیچھے نہ پڑنا چاہیے اگر سچا شوق ہے تو کبھی خود ہی سارا راز کھل جائیگا اب حرف سوال تیرے منہ سے نکل ہی گیا تو لے بتائے دیتا ہوں سن جو لوگ خدا کے انوار ازلی و سرمدی کا انعکاس اپنے دل پر کرتے ہیں انکی آنکھوں سے حجاب کا پردہ اُٹھ جاتا ہے اور جہاں جہاں وہ نور الانوار ابھی کرنیں ڈالتا وہاں اُنکی آنکھونکی شعاعیں بھی پہنچ جاتی ہیں ۔ میرا جسم مادی اسی خانقاہ میں تھا مگر ان آنکھونکی تیز شعاعیں کوہ البرز کے پہلو میں تھیں جب تو زمرد کی قبر سے لپٹا ہوا روتا تھا پھر جبل جودی کے غار ابراہیم میں تھیں جب زمرد کی تصویر تیرے سامنے اور میری جستجو تیرے دل میں تھی پھر یہ شعاعیں اُس تیرہ و تار تہ خانے میں تھیں جہاں یعقوب و یوسف علیہ السلام کے حجروں کے درمیان تو زمرد کا چہرہ دیکھ رہا تھا پھر میں نے تیری اس بیکسی کو بھی دیکھا جب تو شہر خلیل کے

ع ولا تجسسوا قرآن کی آیت ہے مراد یہ کہ لوگوں کے افعال کی جستجو نہ کرو ۱۲

سجادرون کے ہاتھ مین اسیر تھا۔ تیری مدد کے لئے مین نے اپنے دوستونکو بہیجا جنہون نے شہروالونپر حملہ کرکے تجہے ادہر آنے کا موقع دیا۔ یہ کہتے وقت شیخ کی آنکھین اس تیزی سے چمکین کہ حسین بالکل تحمل نہ کرسکا۔ اور شیخ کے قدمونپر سر رکھ کے ایک مجذوبانہ جوش کے ساتھ کہنے لگا۔ آپ سب جانتے ہین۔ کوئی راز آپ سے پوشیدہ نہین۔ میری آرزو و تمنا بہی آپ کو معلوم "

شیخ (جوش وخروش سے) سب جانتا ہون۔ مگر ابہی اسکے اظہار کا وقت نہین آیا اس شوق کا تیری زبان سے ظاہر ہونا کسی خاص وقت اور خاص حالت و کیفیت پر موقوف ہے بس اب اسوقت خاموش رہنا چاہیئے۔

یہ حکم سن کے حسین اسقدر مرعوب ہوا کہ زمین پر پڑ کے کانپنے لگا تہوڑی دیر کے بعد شیخ نے اُسے اُٹھا کے بٹھایا سینے اور آنکھونپر اپنا دست برکت پہیر کے اسکے دلکو تسلی دی اور کہا حسین تو میری خانقاہ مین اور خاص میری صحبت مین رہا کر اور جسقدر زیادہ خدمت کریگا اور جس مستعدی سے بے عذر و حجت میرے احکام کی جو در اصل احکام الٰہی ہین تعمیل کریگا اسی قدر جلد کامیاب ہوگا مگر یہ خوب سمجہہ لے کہ ابہی تیرا ظرف اور تیرا دل اس قابل نہین کہ فتوحات ربانی اور انقلاب قدرت کے اسباب و علل سمجہہ سکے موسیٰ و خضر کا قصہ ہروقت پیش نظر رکہہ اور تلقین کرے کہ ظاہر کا ایک باطن ہے نتائج ہمیشہ باطن پر مترتب ہوتے ہین ظاہر پرست رموز قدرت کو نہین سمجہہ سکتے۔ سزا و جزا روح کے لئے ہی جو باطن پر متصرف رہتی ہے اور ہمیشہ دل کے اندر اور نیت پر حکمران ہے یہ ظاہری ارکان و جوارح اسی مادہ مین ملجائینگے۔ اور نہین رہین گے لہذا ان کے حرکات کا کوئی اعتبار نہین وہ قاضی و مفتی و جاہل اور نورانی تو ایزدانی سے دور ہین جو ظاہری افعال و حرکات پر حکم دیتے ہین خضر و موسیٰ کے قصے مین اس لاہوت اکبر نے موسیٰ کی تائید نہین کی جو ظاہر

پرستی کر رہے تھے بلکہ خضر کے موافق فیصلہ کیا جو رموز باطنی اور ارادہ صمدانی کو سمجھ رہے تھے اسی طرح دیکھو ابراہیم نے جب بی بی کو بہن بتایا تو ظاہر پرست بہت گھبرائے کہ پیمبر کی عصمت مین فرق آگیا مگر ان کی جہالت ہے۔ خدا ابراہیم کے دل کو دیکھہ رہا تھا۔

الحاصل اے حسین! تو خوب سمجھ لے کہ ہر ظاہر کا ایک باطن ہی اور خدا باطن کا طرفدار ہے۔ تجھے شیخ و مرشد کی اطاعت آنکھین بند کر کے اسی طرح کرنی چاہیے جیسی اطاعت کی خواہش خضر نے موسی سے کی تھی۔

حسین۔ (سینے پر ہاتھ رکھ کے) بیشک مین ایسی ہی اطاعت کرونگا مگر کیا معاصی اور برے کامون کے بھی بے سمجھے ارتکاب کر لینا چاہیے۔

شیخ (نہایت ہی جلال کے ساتھ اور آنکھین سرخ کر کے) کیا تجھے یہ گمان ہے کہ مرشد برے کام کا حکم کر دے گا۔

حسین۔ دوڑ کے اور اخلاق کمزوری کی شان سے، لیکن ممکن ہی کہ مرید اور عقیدت کیش کو وہ فعل گناہ نظر آتا ہو۔

شیخ۔ ہان ممکن ہے مگر اسکا باطن گناہ نہین اور نتائج صرف باطن پر مرتب ہوتے ہین۔

حسین۔ مگر اوسی باطن پر جو مرتکب اور کرنے والے کے دل مین ہو ایک فعل کا ارتکاب کرون تو اسکے نتائج اسی نیت پر مترتب ہونگے جو میرے دل مین ہی اگر مجھے اسکا باطنی اچھا پن نہین معلوم تو خواہ مخواہ میری نیت بھی بری ہوگی اور جب میری نیت بری ہوگی تو نتیجہ بھی اس نیت کے مطابق برا ہونا چاہیے۔

شیخ (جوش مین آکے اور آنکھین سرخ کر کے) تو کیا تیرے نزدیک شیخ کی نیت پر شبہہ جا سکتا ہے؟ اور اس پہلے ارزاہوتی کے تسلیم کرنے سے تجھے انکار ہے

حسین - (شیخ کے قدمون پر گر کے) ہرگز نہین مگر میری باتین محض اس لئے ہین کہ
عـ۵ یطمئن قلبی - اور خداوند روز بدلا نہ لائے کہ مین شیخ کی نیت پر شبہہ کرون -

یہ جواب سن کے شیخ نے حسین کو اوٹھا کے سینے سے لگایا اور اسکی پیٹھ پر شفقت کا ہاتھ پھیر کے کہا - سن بیشک تیرے دل مین ایسی شکوک آتے ہونگے مگر اس راہ باطن مین جو قدم آگے بڑہائیگا تجھے نظر آتا جائیگا کہ مرید کی وقت ایک بیجان آلہ سے زیادہ نہین مرید بعینہ ایک تلوار ہے - جس کے قبضے پر شیخ کا ہاتھ ہو اور تو سمجھ سکتا ہے کہ تلوار پڑے پہلے جسکا سر چاہے اڑادے مگر الزام یا تحسین کی نسبت تلوار سے نہین کیجا سکتی بلکہ یہ چیزین اسکی طرف منسوب ہوتی ہین جو اس تلوار کو افعال کا باطنی پہلو شیخ کی نیت سے متعلق ہے نہ خود مرید کے ارادے سے جب اسطرح اطاعت وسعادت مندی دکھا کے انسان ارادت کے مدارج طے کر چکتا ہی اسوقت کے درجے کو پہنچتا ہے - اور اسکی نیت قابل اعتبار اور بنائے نتائج ہوتی ہے - لیکن جب تک وہ ارادت کے درجے طے کر رہا ہے اسکے ارادون اور اس نیت کا کوئی اعتبار نہین - اسوقت تک اسکے ہر قول فعل کا ذمہ دار شیخ اور مرشد ہے -

حسین (جوش وخروش سے شیخ کا ہاتھ چوم کر) بیشک بجا ہے میری آنکھون کے سامنے حقیقت کا پردہ اوٹھ گیا اور مجھے کسی حکم کی تعمیل مین عذر نہو گا -

شیخ - حسین! مرید کے سر بڑی نازک ذمہ داری ہے اس سے زیادہ نفس کشی کیا ہو سکتی ہے کہ انسان اپنے دل اور اپنی عقل کو اپنے افعال سے بالکل الگ کر دے مگر تو غور کرے گا تو معلوم ہو جائیگا کہ یہ احکام الٰہی اور رفتار زمانہ کے بالکل موافق ہے جن کامون کی تعمیل خضر نے کی اور جن مین موسیٰ سے مدد لی ان کا

عـ۵ قرآن کی آیت - یعنی تاکہ میرے دل کو اطمینان حاصل ہو جائے -

باطنی پہلو صرف خضر کے دل میں تھا اور موسی کی نیت میں وہ قطعی معاصی تھے مگر کوئی
یہ نہیں کہہ سکتا کہ موسی نے گناہ کیا اور اتنے اتنے بڑے کبائر میں شریک ہوئے ایسا
کیوں ہوا محض اس لئے کہ اس عالم باطنی میں خضر مرشد اور موسی مرید تھے اسکی تعمیل
خود ظاہر پرستوں میں روز ہوتی رہتی ہے طبیب بظاہر نہایت تلخ بلکہ سمی دوا دیتا
ہے اور مریض اگرچہ اسکے منافع سے بے خبر ہے مگر بلا تامل کھا لیتا ہے اور نتیجہ
وہی ہوتا ہے اور وہی سمجھا جاتا ہے جو طبیعت کی نیت میں ہے ماں باپ لڑکے کو
کسی کام پر مارتے ہیں لڑکا اس کام کو اپنے دل میں اچھا سمجھ کے کرتا ہے مگر ماں باپ
اپنے ہی دل اور اپنے ہی خیال کی مضرت کی بنیاد پر مارتے ہیں اور اس کا
نتیجہ ہر ایک کے نزدیک اچھا ہے"

یہ تقریر ایسی موثر تھی کہ حسین اس سے زیادہ سننے کی تاب نہ لا سکا اور
ایک نہایت بیخودی کی وضع سے جوش میں آ کے چلا اٹھا "بیشک آپ بجا فرماتے ہیں
میرے دل کو اطمینان ہو گیا اور کبھی کسی حکم سے سرتابی نہ کروں گا"

اس علم غیب اور اس مدلل تقریر نے حسین کو شیخ علی وجودی کا ایسا گرویدہ
بنا دیا کہ اب اسکی نظر میں سوا شیخ کے اور کسی چیز کی ہستی نہ تھی اسکے کانوں میں ہر وقت
شیخ کی آواز گونجتی - اسکی آنکھوں کے سامنے ہر گھڑی شیخ کی تصویر پھرتی اور اسکے
دل میں ہر لحظہ شیخ کے احکام کا انتظار رہتا زمرد کی تصویر بھی اب اسطرح ہمیشہ پیش
نظر نہ تھی بلکہ کبھی خانقاہ کے حجرے میں لیٹ کے وہ زمرد کے خیال کی طرف متوجہ
ہو کے کہتا - پیاری زمرد! تو نے مجھے کہاں بھیجا ہے کہ خود تجھے بھولا جاتا ہوں؟

الغرض اب پورے کمال کے ساتھ اسے فنا فی الشیخ کا درجہ حاصل تھا -

حسین کو ارادت و عقیدت مندی کے ساتھ شیخ کی خدمت کرتے گیارہ مہینے گزر
گئے اس زمانہ میں اکثر تین تین مہینے کے لئے وہ غائب رہے اور کسی ایسے سفر پر

ہے کہ گویا جسم مین ہے ۔

شخص ۔ یہ کیونکر ہوسکتا ہے؟ جب مادہ کی کثافت ہی نہین تو اسے متشکل اور متحیز کون چیز کرتی ہے ۔

یہ سن کے شیخ کی برہمی اعتدال سے زیادہ ہوگئی ۔ انہون نے حسین کو پکار کے قریب بلایا اور کہا ۔ بتا جب تو کوہ البرز کی گھاٹی ۔ کوہ وجودی کے غار اور شہر خلیل کے تیرہ وتار خانے مین تھا اس وقت میرے وہان موجود ہونے اور تیری ہر حالت کے دیکھتے رہنے کا تجھے یقین ہے ۔

حسین (سینے پر ہاتھ رکھ کے) بیشک ہے گو میری ناتوان آنکھین نہ دیکھتی ہون مگر حضرت کا جلوہ ضرور موجود تھا ورنہ ممکن نہ تھا کہ وہان کے رموز آپکو معلوم ہوسکتے یہ سن کے شیخ نے ذرا فخر و ناز کی شان سے گرد کے لوگونکو دیکھا اور سب کے بعد اس شخص کے چہرے پر جسنے شک کیا تھا اپنی تیز نظرین جما دین مگر اُسکے دلکو ابھی اطمینان نہین ہوا شیخ علی وجودی کی اتنی برہم مزاجی دیکھہ چکنے پر بھی معترضانہ طریقے سے بول اوٹھا بیشک آپ وہان موجود ہونگے اور حسین کی ہر حالت کو دیکھ رہے ہونگے مگر صرف آپکی روح تھی اور متشکل نہین ہوئی تھی ایسا ہوتا تو حسین آنکھون سے بھی آپ کے نورانی جمال کو دیکھہ لیتا ۔

یہ سنتے ہی شیخ کو تاب نہ رہی ۔ زور زمین آکے اوٹھ کھڑے ہوئے آنکھونکی چمک دوچند ہوگئی منہ مین کف بھر آیا ۔ اور اس شخص کیطرف دیکھہ کے کہا یہ مشت خاک نہایت ہی سرکش ہے ۔ یہ اس نورانی نوار کے شہود وجود کو نہ سمجھہ سکتے ہے اور نہ سمجھنے کی کوشش کرتی ہے کیونکہ یہ راز ہی نہین معلوم کہ دنیا کیون ہوا اور یہ روح لطیف اس پیکر خاکی مین ایک مدت تک کیون قید رکھی جاتی ہے؟ اسکا راز مجھ سے سنو ۔ مین وہ شخص ہون جو سرو شیستان اور عالم لاہوت کا ایک آن مین دورہ

آتا ہون اور ان رموز کو جو اس اولی تنوع نور لاہوتی یعنی عرش علی کے اطراف میں
لکھے ہین پڑھ آتا ہون اصل یہ ہے کہ جسم مین آنے سے پیشتر روح مجرد مین یہ صلاحیت
نہین ہوتی ہے کہ کسی مادی مسرت سے لطف اوٹھا سکے - اس وقت وہ محض مجرد ہوتی
ہے اور حظوظ ولذائذ سے فائدہ یاب ہونے کے طریقون سے بالکل بے خبر صرف
اسی چیز کا سبق لینے کے لئے وہ اس جسم خاکی مین رکھی جاتی ہے وہ محدود زمانہ
جسے تم زندگی کہتے ہو اور ہم روحون کے کمال حاصل کرنے کا مدرسا اسلئے ہے
کہ روح لطیف اس مادے کے ساتھ علائق پیدا کرکے ہر قسم کی لذتون اور ہر قسم کے
المون سے اتنی آشنائی پیدا کرے کہ اس سے علیحدہ ہونے کے بعد بھی جب چاہے اپنے
آپکو متحیز ومتشکل اور لذت والم سے متاثر کر سکے جس طرح کوئی شخص مدارج روحانی
طے کرنے کے بعد یہ صلاحیت اور قوت حاصل کر لیتا ہے کہ اس جسم مین رہتے کبھی الت
مین ہی اپنے آپکو غائب یا روح مجروح کی طرح غیر متشکل وغیر متحیز بنانے اسیطرح روح
انسانی عموماً اس جسم خاکی کے حجرے مین بند ہو کے اتنا چلہ کھینچ لیتی ہے کہ اسکے چھوڑنے
کے بعد بھی جب چاہے اپنے آپکو جسم اور شکل مین ظاہر کر دے پھر اسکا کمال اس درجے
کو پہنچ جاتا ہے کہ جس اور جیسی شکل مین چاہے نمودار اور آشکار ہو جائے بہت سے
باکمال بزرگون اور شہیدون کو سنا ہوگا کہ انکے جسم تو قبر کے کونے مین پڑے سڑا رہے
تھے مگر روح اکثر لوگونکی نظر کے سامنے اپنی ہی یا کسی دوسری شکل مین نمودار ہوئے
صرف ایک روح ہے جسنے بغیر جسم مین آئے اس کمال کو حاصل کر لیا اس سے
مراد جبرئیل ہین جو کبھی وجہ کلبی اور کبھی دیگر پیکرون مین رسول اللہ صلعم کے سامنے نمودار ہوئے
مگر اس کا راز جاننے والا اس عالم مین سوا میرے کوئی نہین کہ جبرئیل نے یکمال روحی
کیونکر حاصل کیا - سنو مسیح کی ولادت کو ایسے رمز سے تعلق ہے جبرئیل نے جو مریم
صدیقہ کے جسم مین حلول کر کے مسیح کی صورت مین متحیز ہوئے اور تھوڑے ہی زمانہ مین

اپنا رہ وحی کمال حاصل کر کے چلے گئے۔ مسیح کو نکو دہوکا ہوا کہ خدا اٹھا۔ مگر نہین وہ صرف ایک روح تہی جو ایک جسم سے جسمین دوسری روح بہی موجود تہی کمالات جسمانی حاصل کر کے آسمان پر چلی گئی۔ مسیح کی روح ایک دوسری روح تہی جو انکے جسم مین تہی مگر اسی کے ساتھ جبرئیل کی روح بہی اُن کے پیکر مین اوتر کے چند روز ہی اور مسیح کے جسم سے الوہیت کی شان نمودار کر کے غائب ہوگئی۔ مردون کا زندہ کر دینا یہ مسیح کا کام نہ تھا بلکہ صرف جبرئیل کی ملکوتی قوت کا مشہور و مسلم نتیجہ تھا جسکا تجربہ لوگون کو موسیٰ کے عہد مین بہی ہو چکا تھا مگر جنکو خدا نے چشم بینا نہین دی آج بہی نہین سمجہ سکتے اور مسیح کے اس معجزہ کو یاد کر کے پریشان ہوتے ہین الغرض یہی متحیر و متشکل ہو سکنے کا کمال ہے جس کے حاصل کرنے کے لئے ہر روح دنیا مین آئی ہے اور یہان سے جانے کے بعد اسی کمال کے مطابق جنت و دوزخ مین اپنے کردہ کا جزاء و ثواب پاتی ہے۔

تم میرے کمالات سے ناواقف ہو مین وہ شخص ہون کہ خود ہی نہین ہر شخص کو اس ملاء اعلیٰ پر پہنچا کے وہان کی ہر چیز دکہا سکتا ہون اور میرے اختیار مین ہے کہ جنت کے روحانی پیکرون کو اس جہنم خاکی کے سامنے لا کر کہڑا . . . .

شیخ نے یہین تک کہا تہا کہ حسین روتا اور التجا کرتا ہوا ان کے قدمون پر گرا۔ اور کہا یا حضرت! مجہے مسئلے مین شک نہین مگر اتنی تمنا ہے کہ اس سرو شبستان ارجنت مین پاؤن۔ وقت آگیا کہ اپنی التجا آپکے سامنے پیش کرون اور یقین ہے کہ محروم رہونگا

عہ بعض مفسرین لکہتے ہین کہ جناب موسیٰ جب بحر قلزم کے اندر داخل ہوگئے تو فرعون نے بہی تعاقب کیلئے بڑہنا چاہا مگر اسکا گہوڑا نہ بڑہتا تہا اسوقت جبرئیل ایک گہوڑے پر سوار نمودار ہوئے اور بڑہے جن کے ساتھ ہی فرعون کا گہوڑا بہی قعر دریا مین اوترنے لگا سامری نے جبرئیل کے گہوڑے کے قدم کے نیچے کی مٹی اوٹہا کے رکہ لی تہی اور اسی مٹی کے ڈالنے سے وہ گوسالہ بولنے لگا جسکی بنی اسرائیل نے پرستش کی تہی

حسین دیر تک شیخ کے قدموں پر لوٹتا رہا مگر شیخ اسقدر جوش میں بھرے ہوئے تھے کہ چند ساعت تک خاموش کھڑے رہے پھر اوسکو اوٹھا کے بٹھایا اور کہا حسین میرے اسوقت کے جوش سے تو نے بہت بڑا فائدہ اُٹھایا خیر اب اسوقت تو تامل کر کل تنہائی میں پھر درخواست کرنا۔ بیشک وقت آگیا کہ تجھے اس محنت و ریاضت کا پھل ملے مگر ابھی تیرا امتحان باقی ہے۔ اور سخت امتحان ابھی مجھے دیکھنا ہے کہ تو نے کہاں تک اپنے آپ کو مرشد کے ہاتھ میں دیدیا ہے اور یاد رکھ کہ جس قدر تجھے مرشد کا حکم بجا لانے میں تامل ہوگا اسی قدر اپنا مقصد حاصل کرنے میں دیر ہوگی۔"

سب مرید رخصت ہو کے چلے گئے حسین بھی جا کے اپنے بچھونے پر لیٹا۔ مگر یہ رات اس نے نہایت ہی انتظار وہ منتظر ابایں گذری اس لیے کہ آتش شوق تیز ترگردد" کا مضمون تھا۔ صبح کو نماز کے بعد جیسے ہی شیخ علی وجودی نے وظیفے سے فراغت پائی اور ختم کر کے بیٹھے ہی تھے کہ حسین قدموں پر گر پڑا اور چلایا اب زیادہ صبر کی تاب نہیں۔ آپکو سب حالات خود ہی معلوم ہوتے ہیں مجھے کہنے کی بھی ضرورت نہیں۔ مگر خدا کے لئے زمرد سے جلدی ملا دیئے"

شیخ۔ "بہتر تو زمرد سے ملے گا۔ اس کے وصل سے کامیاب ہوگا۔ مگر اس کے لیے اچھی طرح تیار رہے"

حسین۔ دل و جان سے تیار۔

شیخ۔ دیکھ تجھے تامل ہو۔

حسین۔ ذرا نہیں۔

شیخ۔ تیرے دل میں شک اور بد عقیدگی نہ پیدا ہو۔

حسین۔ ہرگز نہیں۔

شیخ - وہ جراءت کا کام ہے۔
حسین - مین جان لڑا دون گا۔
شیخ - اس مین خطرے بھی ہین۔
حسین - ہون؟
شیخ - تو سُن''
حسین - ارشاد''
شیخ - ابھی نہین دل مضبوط کرے۔
حسین - خوب مضبوط ہے۔
شیخ - مجھے معلوم ہے کہ تو نے کتب درسیہ امام نجم الدین نیشاپوری سے پڑھی ہین اور انہین کا تو مرید بھی ہے۔
حسین (حیرت سے) بیشک ہون پورے پانچ سال اُن کے حلقہ درس مین شریک رہا
شیخ - تیرے دل مین اسکی کتنی وقعت ہے۔
حسین - تمام علماء مین آپ کے بعد بس انہین کو بہت بڑا عالم و فاضل بہت بڑا خدا شناس اور سب سے زیادہ متقی و پرہیزگار سمجھتا ہون۔
شیخ - خیر تو جان کے جلسے مین پھر شریک ہو۔ اور جسوقت موقع ملے اُنکو قتل...
شیخ کی زبان سے اتنا ہی نکلا تھا کہ حسین نے ایک چیخ ماری اور بیہوش ہو گیا۔

تیسرا باب

ملاء اعلیٰ کا سفر

امام نجم الدین نیشاپوری اس عہد کے بہت بڑے امام تھے۔ تمام زمانہ مین انکی نیک نفسی اور اُن کے علم و فضل کی شہرت تھی اور شاید کوئی مقام

انکے شاگرد مسلمانونکی ایک بہت بڑی جماعت کی مقتدائی نہ کر رہے ہون۔
حسین کی وہ استاد دم شد ہی نہین۔ بلکہ چچا بھی تھے انکا اصلی وطن شہر ایل مین
تھا کم عمری مین طلب علم کے شوق مین گھر سے نکل گئے تھے۔ دنیا کی بڑی بڑی
درسگاہون مین شریک ہوکے بغداد پہونچے۔ ایک مدت تک مدرسہ نظامیہ
کی طالبعلی کی پھر مشرقی بلاد علم کی سیاحت مین مشغول ہوئے۔ بخارا و ہرات کی
علمی صحبتونمین شریک ہوکے اور وہانکے علما کی درسگاہون سے خوشہ چینی
کر کے نیشاپور مین آئے اور رہین متوطن ہوگئے اب ان دنون وہ علم و فضل
کے بڑے مرکز اور خدا شناسی کے نامور قطب بنے ہوئے تھے۔ حسین نے ایک
ایسے نفس اور باخدا عزیز کے قتل کرنے کا حکم سنا تو یکایک کچھ ایسی حیرت و
پریشانی ہوئی کہ بیہوش ہوگیا؟
شیخ علی وجودی نے اُسکے ہوش مین لانے کی کوئی تدبیر نہ کی۔ بلکہ اسیطرح زمین پر پڑا
رہنے دیا۔ تھوڑی دیر تک تو وہ انتظار کرتے رہے کہ حسین خود ہی ہوش مین آکے
حکم بجالانے کا وعدہ کرے۔ مگر جب اُسے ہوش مین آنے مین دیر ہوئی
تو اسیطرح چھوڑ کے ایک دوسرے حجرے مین چلے گئے۔
شاید دو گھنٹے مین حسین کو ہوش آیا اور اسکے ساتھ ہی شیخ کا واجب التعمیل حکم
بھی یاد آیا۔ قریب تھا کہ دریاے غفلت مین پھر ایک غوطہ لگائے مگر سنبھلا اور اُس
کے چارون طرف دیکھا شیخ علی وجودی غائب تھے اور تنہا ہی وہ تھا گذشتہ باتون
کو یاد کر کے حیرت کرنے لگا کیا مجھے شیخ کا مفہوم سمجھنے مین غلطی ہوئی؟ بیشک
ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ ایسے نیک نفس اور حقیقت مین شیخ نے تو اس قسم کے
سخت ظلم و گناہ کا حکم نہ دیا ہوگا۔ مجھے قتل عمد کی ہدایت اور قتل بھی کسکا؟ شیخ
نجم الدین نیشاپوری کا جن سے بڑا عالم و فاضل اس وقت صفحہ ہستی پر نہین۔ یقیناً

مجھسے غلطی ہوئی۔ مگر فرض کیا جاے کہ شیخ نے یہی حکم دیا ہی تو کیا یہ مجھسے ہو سکیگا کہ اپنے پیر و مرشد اور باخدا چچا کو قتل کر ڈالون (کانپ کر) بہت مشکل معلوم ہوتا ہی۔ دنیا کیا کہیگی؟ اور پہر دین مین بہی تو ہی کہ من قتل مومنا معتمداً فقد کفر اس حکم کو بجا لا کے سوا اسکے کہ رو سیاہی دارین حاصل کرون اور کوئی فائدہ نظر آتا۔ بس خسر الدنیا والاخرۃ کے سوا اور کچھہ نہین لیکن ہان شیخ نے کہا تہا کہ ظاہر کا ایک باطن ہی۔ اسمین بہی کوئی فائدہ ضرور متصور ہوگا حقیقت بینی اور رموز قدرت جاننے مین امام نجم الدین شیخ علی وجودی کا مقابلہ نہین کر سکتے اور نہ خیال مین آتا ہی کہ شیخ علی وجودی کی نیت بری ہی کوئی تعجب نہین کہ اگر کسی روحانی مصلحت سے انہون نے بظاہر ایسے مکروہ کام کا حکم دیدیا ہو واقعی اگر یہی حکم ہوا ہی تو مجھے تامل نہ کرنا چاہیے۔ یہ میرا پہلا امتحان ہے اگر ذرا بہی عذر کیا تو گنہگار بہی ہونگا اور زمرد کے وصال سے بہی محروم ہونگا اس تعمیل حکم مین دینی فائدہ تو بدیہی ہے کیونکہ شیخ کا امر واجب الاذعان ہی باقی رہی دنیاوی بدنامی اول تو اسکی کوئی ہستی نہین۔ اگر کسی قدر ہی بہی تو اسکی عوض مین یہ کتنا بڑا فایدہ ہے کہ پیاری زمرد کی ہمکناری اسی زندگی مین نصیب ہو جائیگی۔

دل مین یہ خیالات جما کے حسین حجرے سے نکلا اور مختلف حجرون مین ڈہونڈہتا ہوا اس حجرے مین پہنچا جسمین شیخ علی وجودی تہے۔ انکی صورت دیکہتے ہی قدمون پر سر رکھدیا۔ اور چلایا مجھے وہ حکم یاد نہین رہا۔ جلدی بتاے کہ تعمیل کو روانہ ہون

شیخ "دیکھو" نہین۔ ایسے تامل کہو مجھے اندیشہ ہی کہ تمہارے دل مین بدگمانی پیدا ہو اور تم اپنی ساری محنت ضایع کر دو۔ خوب یاد رکھو کہ ظاہر کا ایک باطن ہے۔

حسین۔ خوب یاد ہے اور مجھے ذرا تامل نہوگا۔

شیخ۔ تو جاؤ امام نجم الدین نیشاپوری کو قتل کرو۔

حسین (دل کو مضبوط کر کے) بہتر لیکن اگر مین مارڈالا گیا۔
شیخ۔ کوئی مضایقہ نہین بلا زحمت زمرد سے جا ملوگے مگر مجھے معلوم ہے ایسا نہوگا۔
حسین۔ تو مین رخصت ہوتا ہون۔
شیخ۔ ٹھہرو (ایک تیز خنجر نکال کے) تو اس خنجر کو اپنے پاس چھپا کے رکھو اور جسوقت موقع ملے اس سے کام لینا۔
وہ مرشد کا عطا کیا ہوا خنجر لے کے حسین نے اپنے اوستاد کی جان لینے کے لیے مشرق کی راہ لی۔ ڈیڑھ مہینے بعد بغداد پہنچا۔ وہان سے چل کے اصفہان اور اصفہان سے ایک مہینے بعد نیشاپور پہنچ گیا حلب سے نکلے چار مہینے ہوئے تھے کہ امام نجم الدین کی درسگاہ مین حاضر ہو گیا۔ امام موصوف پہچانتے ہی بغلگیر ہو گئے تھے اور بے انتہا شفقت سے پیش آئے۔
گھر کے خطوط سے انہین یہ خبر معلوم ہو چکی تھی کہ حسین ایک شریف لڑکی کو ساتھ لے کے بدنامی کے ساتھ نکل گیا۔ جس کا تذکرہ کر کے انھون نے افسوس کیا اور کہا حسین مجھے ایسی امید نہ تھی کہ علم کو اس ذوق شوق سے حاصل کر کے تم اسکی بے حرمتی کروگے۔
حسین۔ یا عم مین کسی بری نیت سے نہین گیا تھا۔ زمرد کا عقد میرے ہی ساتھ ہونے والا تھا۔ اور وہ حج کی بے انتہا مشتاق تھی۔ اسی علم دین کیوجہ سے مجھے ناگوار ہوا کہ اسکی اس دینی خواہش کا لحاظ نہ کرون بے تامل ساتھ لیکے چل کھڑا ہوا۔
امام۔ اور اب وہ کہان ہے۔
حسین۔ جبال طایقان کی گھاٹیون مین بریون کے ہاتھ سے مارڈالی گئی۔
امام۔ (مسکرا کر) ایسا مہمل اور بے سروپا قصہ بنانے سے کیا حاصل جسے کوئی

تسلیم ہی نہ کرے گا۔

حسین۔ جس بے تکلفی سے مین نے یہ قصہ بیان کر دیا ہے اسی سے آپ اندازہ فرما سکتے ہین۔ کہ میرے بیان مین کسی بناوٹ کا دخل نہین۔

امام۔ خیر اب یہان کس غرض سے آئے ہو۔

حسین۔ آپ کے حلقۂ درس مین شریک ہونے کے لئے نہ مرد کے غم مین مینے ارادہ کر لیا ہے کہ علایق دنیوی کو چھوڑ دون اور چاہتا ہون کہ باقیماندہ زندگی تحصیل علم مین صرف ہو جائے۔

امام۔ اگر ایسا ہے تو خدا تمہارے ارادے مین برکت دے اور تمہین توفیق ہو کہ میرے بعد اس درسگاہ کے مالک بنو۔

الغرض حسین امام نجم الدین کے خوشہ چینون مین شامل ہو گیا اور چونکہ بھتیجا تھا انکے دل مین روز بروز اپنا زیادہ اعتبار پیدا ہو گیا مگر اسکے ساتھ ہی وہ اپنا موقع بھی ڈھونڈھ رہا تھا۔ امام اکثر اوقات طلبا اور معتقدین کے مجمع مین رہتے جسکی وجہ سے تین مہینے گذر گئے اور حسین کو خنجر لگانے کا موقع نہ ملا چوتھے مہینے مین چھ ہی دن گذرے تھے کہ اتفاقاً امام کو شدت سے بخار آیا اور کئی دن تک درس و تدریس کا سلسلہ موقوف رہا۔ اس بیکاری کے زمانہ مین اکثر طلبا تو ادہر اودہر کی سیر مین رہتے مگر حسین نے شیخ کی تیمارداری مین انتہا سے زیادہ گرمجوشی و سعادتمندی دکھائی شب و روز انکی دیکھ بھال اور خدمتگذاری ہی مین مصروف رہتا۔

امام کو بخار آئے چھٹا دن تھا کہ ایک رات کو اتفاقاً انکے حجرے مین اکیلا حسین ہی تھا رات زیادہ آچکی تھی۔ اور امام بچھونے پر لیٹے ناتوانی کی آواز مین اس سے باتین کر رہے تھے۔ حسین خلاف معمول آج زیادہ خاموش تھا انکی باتون پر ہونکاری تو ضرور بھرتا جاتا تھا۔ مگر اسکے سوا کوئی اور لفظ اسکی زبان سے نہ نکلتا تھا کئی مرتبہ امام کو

تعجب ہی ہوا بلکہ کئی مرتبہ پوچھنے لگے حسین آج تم خاموش کیون ہو۔ مگر حسین نے
"یونہین" کہہ کے ٹالدیا۔ حسین ساکت تھا اور باہر نکل کر تارون سے دریافت
کرتا تھا کہ رات کتنی آئی آخر آدہی رات گذر گئی اور حسین کو اطمینان ہو گیا کہ اب صبح
تک کوئی نہ آئیگا اس بات کا یقین کر کے اُس نے حجرہ کا دروازہ خوب مضبوطی سے
بند کر لیا اور پاس جا کے دیکھا تو امام کی بھی آنکھ لگ گئی تھی دیر تک کھڑا انکی صورت
دیکھتا رہا اُسکی آنکھون مین خون اُترا آتا تھا اور ساعت بساعت اپنے اوستاد اور
بزرگ پر کاری وار کرنے کے لیے زیادہ تیار ہو جاتا تھا اس قسم کی خونریزی کا موقع سے
وہ کبھی آشنا نہ تھا دل کو زور دے دیکر ابھارتا تھا مگر خیالات ایسا پلٹا کھاتے
کہ بار بار ہمت ہار دیتا۔ حجرے مین ہر طرف سے ایسی ایسی خیالی باتین نظر آتین
اور انکا ایسا رعب پڑتا کہ معلوم ہوتا کہ جیسے فرشتے یا کسی اور قسم کی غیر جسمانی
مخلوق امام کی حفاظت کر رہے ہین خود امام کا چہرہ اسکے خیال کی آنکھون مین کبھی
نہایت ہی نورانی بنکے سفارش کرتا اور کبھی بھیانک اور مہیب نظر آکے ڈرا دیتا مگر
ان سب خیالات کو اُس نے ہٹایا شیخ علی وجودی کا عطا کیا ہوا خنجر نکال کر اسکی باڑھ
دیکھی اور یکایک دل مضبوط کر کے امام کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ امام نے چونک کے آنکھ کھولی تھی
اور چلانے ہی کو تھے کہ اسکا بایان ہاتھ اُنکے منھ پر اور خنجر ان کے دل مین تھا۔

چند ہی لمحہ مین امام کی روح پرواز کر گئی۔ خون تمام حجرے مین پھیلا ہوا تھا بیجان
لاش خون آلودہ کپڑون مین لپٹی ہوئی بستر پر پڑی تھی اور گو یہ زور آوری کا کام نہ
تھا مگر حسین کے دل کو اتنی بڑی شدید حرکت ہوئی تھی کہ کھڑا ہانپ رہا تھا اور بار بار
اپنے ہاتھ کے معصوم شہید کی مظلومانہ صورت کو ڈر ڈر کے دیکھتا۔ آخر حسین نے
ان سب چیزون کو اسی حال مین چھوڑا حجرے کے خوفناک سمین پر سہمی ہوئی آنکھون سے
آخری نظر ڈالی اور دروازہ کھول کر نکلا کہ باہر سے بند کر دیا اور چپکے چپکے قدم اوٹھاتا

ہوا چلا۔ شاید زیادہ وقت نہ صرف ہوا ہوگا کہ وہ شہر کی خانقاہ سے دور نکل گیا
نیشاپور کے گرد نہایت ہی مضبوط فصیل تھی اور پھاٹک رات کو بند ہو جاتے
تھے جسکے سبب سے اسوقت اُسے باہر نکلنے میں بہت دشواری نظر آئی مگر وہ خانہ
فصیل کے ایک تیرہ و تار بدرو کے ذریعہ سے باہر نکلا اور نکلتے ہی نہایت
تیزی سے بھاگا تاکہ صبح ہونے سے پہلے ہی دور نکل جائے کہ کوئی اُسے نہ پا سکے۔

دوسرے دن جب وہ شوق کے پروں سے اوڑتا ہوا خراسان کے مغربی میدان
اور جنگل قطع کرتا چلا جاتا تھا۔ اسوقت اسکے حواس ذرا ٹھکانے ہوئے اور اپنا
ظلم و گناہ یاد آیا جو ہر پہلو سے برا نظر آتا تھا۔ اس خیال کی برابر کوشش کرتا تھا
مگر بار بار زبان سے ایک آہ کے ساتھ یہ جملہ نکل ہی جاتا تھا کہ میں "بڑا گنہگار ہوں"
اسکا دل اور اسکا ایمان اسپر لعنت کرتا رہا۔ لعنت اور پھٹکار کی آواز کان میں آتی
تھی اور وہ چونک چونک کے کہتا کہ "اس فعل کے ذمہ دار شیخ علی وجودی ہیں" مگر خود ہی
دل میں قایل ہو جاتا کہ امام کا کام تو میرے ہاتھ اور میری سنگدلی نے تمام کیا ہے
ذمہ داری کسی اور کے سر کیونکر جا سکتی ہے اب اُسکے دل نے شیخ کے اس اصول میں بھی
شک پیدا کیا کہ "مرید مرشد کے ہاتھ میں صرف ایک بیجان اور غیر ذمہ دار آلہ کی حیثیت
رکھتا ہے" وہ آپ ہی آپ کہنے لگا۔ انہیں علما نے روحانیت کا یہ مسئلہ اگر صحیح ہے کہ ثواب
اور عقاب اُسی لذت و الم کا نام ہے جو اپنے کردار کے نتایج میں خود اپنی کاوش اور دل کی
تحسین و ملامت سے پیدا ہوتے ہیں جو انسان کے فعل کا دوسرا ذمہ دار نہیں ہو سکتا۔ فرض کرو
کہ میں نے ایک کام کیا اور گو وہ کسی مشہور صلاح کار کے خیال میں اچھا ہو مگر میرے نزدیک
برا اور قابل ملامت ہے تو اس ارتکاب پر میرا دل مجھ پر ضرور لعنت کریگا۔ اور جب اسی لعنت
کے الم کو اصطلاح شرع میں عذاب سے تعبیر کیا ہے۔ تو بیشک میں دوزخ اور عذاب سے
نہ بچ سکونگا۔ الغرض حسین کے دل نے اسے قایل کیا۔ اب وہ پچھتا رہا ہے اور سخت

روحانی تکلیف مین مبتلا ہے - مگر اسکے ساتھہ ہی شیخ علی جودی کی عظمت بھی ویسی ہی دل مین موجود ہے - شیخ کی وہ ایسی ایسی کرامتین دیکھہ چکا ہے کہ اِن پر بدگمانی نہین کر سکتا بلکہ بعض اوقات ڈر جاتا ہے کہ وہ شیخ غیب کے اور دونون کے حالات سے واقف ہین میرے یہ شکوک کہین انکو معلوم ہو گئے تو غضب ہو جائیگا ادہر سے بھی جاؤنگا اور اُدہر سے بھی اتنے بڑے گناہ کے ارتکاب کے بعد زمرد کے وصال سے محروم رہا تو حسرت ہی رہجائیگی -

حسین اسی قسم کے خیالات دل مین لئے ندامت کے دریا مین غرق اپنے فعل پر پچھتاتا ہوا شہر حلب مین داخل ہوا - اور شیخ کے سامنے جاتے ہی قدمون پر گرنے کو ہی تھا کہ انھون نے اوٹھا کر سینے سے لگا لیا اور نہایت ہی جوش سے کہا حسین تو اپنے امتحان مین پورا اُترا اور اب زمرد تجھسے زیادہ تیری مشتاق ہے اُس نور الانوار کے ازلی نے تیرے دل پر پورا انعکاس کیا - اور تیرے جسم کی اُس مشت خاک نے یہ صلاحیت پیدا کر لی کہ اس عالم نور اور سروستان کی تجلیات کی متحمل ہو سکے -

حسین - مگر یا حضرت میرے دل مین اس ظالمانہ فعل کی نسبت طرح طرح کے شبہات پیدا ہوتے ہین -

شیخ - (جوش مین آکر) بیشک پیدا ہوتے ہونگے - روح اس مادہ کی کثافت سے بڑی دشواریون سے علیحدہ ہو سکتی ہے - اور صرف یہی چیز ہے جو ان شکوک و شبہات کو پیدا کرتی ہے وہ مرکز اشراقی جو باوجود لا متناہی ہونے کے حیات سرمدی کا چشمہ ہے اس جسمانی روح پر جو قفس عنصری مین مقید ہے اپنے توہمات کو بشکل آشکارا کر سکتا ہے

حسین - مگر ایسے اطمینان بخش نصایح اور ارشاد ہون کہ دل سے یہ شبہات نکل جائین -

شیخ - سن اے حسین! استقلال تیرے شکوک دور کر دیگا - بشرطیکہ تو اُن کے دفع کرنے کی کوشش مین مشغول رہے مگر تیرے اطمینان کے لئے کہہ سکتا ہون کہ

دنیا مین تکمیل نفس اسی کا کام ہے اور یہی منشا آلہیات ہے کہ روح کے تعلقات بس
جسم سے علیحدہ کئے جائین۔ جسمانی افعال پر تصرف کرتے کرتے روح عادی ہو جاتی ہے
کہ بلا استعانت مادہ کوئی کام نہ کر سکے۔ اور وہ روحین جو جسم کے چھوڑتے وقت انہین
مادیات مین پھنسی رہ گئین وہ بعد بھی ہر وقت اپنے گرد مادے کا تیرہ و تار غبار پاتی
ہین اور یہی چیز اصطلاح شرع مین انکا دوزخ ہے نجات کی کوشش یون ہونی چاہیے
کہ زندگی ہی روح کے علایق جسم سے کم دیئے جائین اس کوشش کی ابتدا اس سے
ہوتی ہے کہ جسم سے ایسے کام لیے جائین جن سے روح کو تعلق تھو۔ روح بیتاب ہو ہو
کے انکی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور التان سہاوری اور مضبوطی سے اسے جبراً
روکے یہی آلہیات کی تعلیم اولی ہے۔ دوسری اسکی تعلیم وسطی ہے کہ روح ایسے کام کرے جن سے
جسم کو تعلق تھو۔ جو لوگ دور دراز شہروں مین اپنی روح سے اثر ڈالدیا کرتے ہین ان کی
نسبت سمجھ لینا چاہیے کہ وہ عالم روحانیات کے اس درمیانی درجہ کو طے کر چکے
ہین اسکے علاوہ بعد تیسرا درجہ یہ ہے کہ روح جسم سے اتنی علیحدگی حاصل کرے کہ اس
نور الانوار کی انکشافات کی جستجو مین مادے سے مبرا و منزہ ہو کے ملکوت اور عالم
لاہوت کی سیر کرے اور اس تیسرے درجہ یا اس اعلی جستجو کے زمانہ مین جو کوئی مرجاتا ہے
وہ جسم خاکی کو الوداع کہتے ہی اس نقطہ اولی واجب الوجود اور علت العلل
سے جا ملتا ہے۔ اوسوقت اسے وہ اعلی کمال روحانی حاصل ہوتا ہے کہ جسکی
تحصیل کے لیے اس نے عالم مادی کی یہ قید اوٹھائی تھی اور اس امتحان کے
مصائب مین مبتلا ہوا تھا۔ اب اسکی یہ حالت ہوتی ہے کہ ایکطرف تو تعلقات
جسدی کی مادی تعلیمات سے اسمین یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ جب چاہے اس عالم
کے سامنے اپنے آپ کو متخیل و متشکل کر کے دکھائے اور دوسری طرف اسمین کمال
روحانیات و تجرد اس درجہ کا ہوتا ہے کہ جب چاہے اس نقطہ ازل اور اولی مرکز

نورالانور سے جا ملے۔ لہذا اے حسین! تو اس مدرسہ روحانیات کی ابتدائی جماعت
مین ہے اور ابھی اسی امر کی مشق کر رہا ہے کہ تیرے ارکان و جوارح سے ایسے افعال
و حرکات صادر ہون جنکی طرف منسوب کرے یہ لعنت و ملامت جو تیرا نفس اور
تیری روح اور نفس کشان دوسری طرف کرکے یہ لعنت ملامت جو تیرا نفس
اور تیری روح تجھپر کر رہی ہے اُسی تعلق روحی کا نام ہے جسکے قطع کرنے کی تجھے کوشش
کرنا چاہیے اور جب تو یہ کمال حاصل کریگا کہ روح کو تیرے اعضا کے کسی فعل کی
طرف توجہ ہی نہو اوسوقت دوسرے درجہ توحید مین قدم رکھے گا۔
حسین۔ تو مین ان الزامون اور ملامتون کی پروا نکرون جو خود میرے دل سے مجھپر پڑ رہی ہین
شیخ۔ ہرگز نہین۔ اسی امر کی تجھے مشق کرنا ہے اور اس نورالانوار کی طرف
توجہ کرنی بھی یہی پہلا زینہ ہے۔
حسین۔ حضرات آپ اُس خدا وند جل و علا کو نورالانوار کیون فرماتے ہین۔ اسکا
رمز مین نہین سمجھ سکا وہ حضرت رب العزت بیشک نور ہے مگر لا نور کیون؟
شیخ (برہم ہوکے) وہ نقطہ وحدت اور وہ سرچشمہ تکوین اس سے بالکل منزہ ہے
کہ ہم اپنے مادی خیال کے صفات کو اوسکی جانب منسوب کرین اور ایسا ہی کہ لیس کمثلہ شی
حسین۔ مگر جب خود اللہ جل شانہ نے ان صفات کو اپنی طرف منسوب کر لیا
تو ہمین کیا تامل ہو سکتا ہے۔
شیخ۔ وجودی کی برہمی کی اب انتہا نہ تھی۔ اُنھون نے حسین کو غضب آلود اور
آتشبار آنکھون سے گھور کے دیکھا اور بولے بیشک انسان ظلوم و جہول ہے۔ یہ تیرے
خیال مین نہین آتا کہ ہم بھی محض اُسی کے ارشاد کے بموجب اُن صفات کو اوسکی
طرف منسوب کر دیتے ہین ہم اسے نور کہتے ہین۔ مگر چونکہ ہمارے خیال کے نور سے
وہ منزہ ہے [illegible]
دیتے ہین۔

حسین - بیشک صحیح ہے اب میرا اطمینان ہوگیا اور انشاءاللہ کبھی اپنے افعال پر
نہ پچھتاؤنگا - لیکن امیدوار ہون کہ اب مجھے وہ سرپستان دکھادیا جائے
جہان میری زمرد اجرام فلکی کے پہلو مین بیٹھی جلوہ افگنی کررہی ہے -
شیخ - بہتر یہ کہکے شیخ نے اوٹھکے اپنا کتابون کا صندوق کھولا - اسمین ایک
چھوٹی کتاب نکالی - پھر اسکے ورق اولٹ کے ایک خط نکالا - اور اوس خط کو
حسین کے ہاتھ مین دیکے کہا اسے اس خط کو احتیاط سے رکھ اور اسی وقت روانہ
ہوکے شہر اصفہان کی راہ لے یاد رکھ اصفہان کے شمالی پھاٹک کے باہر ایک
شکستہ اور قریب الانہدام مسجد ہے - اوس مسجد مین تو ایک فقیر کو پاویگا جو بظاہر بھیک
مانگتا ہے مگر باطن مین بڑا خداشناس شخص ہے - یہ فقیر ہر وقت دنبے کی کھال اوڑھے
رہتا ہے اور انکسار آمیز صدا لگا کے راہ گیرون سے مانگتا ہے کہ "ذہن دہ سگ بہ لقمہ
اندوختہ بہ" کاظم جنوبی اوسکا نام ہے یہ خط لیجاکے اسکے ہاتھ مین دے اور میرا اسلام کہہ
رات کو تجھے وہ ایک عمارت مین لیجائیگا جہان تو ایک بڑے وقت اسرار سرمدی سے
ملیگا اور اسی وقت تو جنت کے مدارج طے کرنا شروع کردیگا - اور چند ہی روز کی
زندگی مین جو زیادہ تر خواب سی ہوگی فردوس بریں کے اعلی منازل مین جا پہنچے گا -
حسین نے یہ خط لیکے شیخ کے ہاتھ کو بوسہ دیا - پھر رخصت ہونے کے طریقے سے
اسکے قدم چومے اور اصفہان کیطرف رخ کرکے کھڑا ہوا - اب اسکا یہ سفر زیادہ اطمینان
کا تھا گناہ کی ندامت و ملامت کے اثر کو شیخ علی وجودی کی تقریر نے اسکے دل سے بالکل
محو کردیا تھا - امید و آرزو کا باغ اسکی آنکھونکے سامنے تھا اور معلوم ہوتا تھا کہ
گویا زمرد کے پہلو کا [illegible] چاہتی ہے الغرض اسی اطمینان اور انہی مسرتون کے ساتھ
بغداد ہوتا ہوا اصفہان پہنچا - شمالی پھاٹک کے باہر مسجد کے دروازہ پر متردد کھڑا
تھا کہ کان مین آواز آئی - "ذہن سگ بہ لقمہ [illegible]

یہ خط نکال کے کاظم جنوبی کے ہاتھ میں دیدیا جو دینے کی کھال اوڑھے بیٹھا زور شور سے صدا ہیں لگا رہا تھا۔

کاظم جنوبی نے حسین کو حیرت و استعجاب کی نظر سے دیکھا اور جوش وحشت کے لہجے میں چلا اوٹھا (فدا! از اہل عالم حذر) مگر جب خط کو پڑھا تو فوراً اوٹھ کے بغلگیر ہوا اور کہا میں نہین سمجھتا تھا کہ شجر معرفت کی ایک شاخ تمہین ہو" آؤ بیٹھو کہا پی کے آرام لو۔ رات ہو تو تمکو شیخ الجبؒ کے پاس لیچلوں۔ اونہوں نے غیابۃ الجب اختیار کر لی ہے دن چونکہ مظہر النور ہے لہذا دن بہروہ اپنے اوپر انوار لاہوت اکبر کا انعکاس کرتے ہین اور رات چونکہ تیرہ و تار اور نمونہ ظلمت ہے لہذا اسی ظلمت مین وہ مادی پیکروں سے ایک گونہ علاقہ پیدا کرتے ہین۔

حسین۔ معلوم نہین مجھ سے گنہگاروں اور سیہ کاروں سے وہ ملنا بھی پسند کرینگے

کاظم جنوبی۔ ضرور ملین گے شجر معرفت کی ایک شاخ تم بھی ہو"

حسین دن بھر اسی مسجد میں رہا اور شام کے بعد جب ایک ثلث رات گذر گئی تو کاظم جنوبی اسے ساتھ لیکے بیرونی کوہستان کیطرف روانہ ہوا۔ بہت سے نشیب و فراز طے کر کے اور کئی گھاٹیوں سے گذر کر کاظم ایک بڑے غار کے دہانے پر ٹھہر گیا۔ اور زور سے چلایا۔ یا شیخ الجب ظلمت مادے مین ایک شگفتہ چہکا ہی"! مگر کچھ جواب نہ ملا پھر کاظم جنوبی نے پکار کے کہا! ایک آئینہ سے پردہ اوٹھا ہو تجلیات انوار لاہوتی سے منعکس ہونا چاہتا ہے"۔ اب بھی کوئی آواز نہ آئی۔ کاظم جنوبی نے پھر پکارا۔ ایک اخشیجی پیکر کا عنید اسرار سرِ دستان جاننے کیلئے بیچین ہے۔ اس تیسری صدا پر غار کے اندر سے جنگلوں مین گونجتی اور اندھیرے مین سنسناتی ہوئی آواز آئی مرحبا اخوان آلی مرحبا! جنت کی ایک حور دو سال سے تیرے فراق مین بیتاب ہے مین نے اوسی میرا ادنی مین انکے طرف

ؔ جب غار کو کہتے ہین شیخ الجب یعنی غار والا شیخ حیابۃ الجب یعنی غار میں چپکے غائب ہو جانا۔

اس حور کو فردوس بریں کے شگون کو روکتی اور دوسری طرف تجھے راہ طلب میں مار کے دکھاتا ہو اب یہیں سے تجھے لذائذ سروستانی حاصل ہونے لگیں گے آؤ ترک کر دے اس جملے کے ساتھ ہی غار کی تہ میں ایک روشنی نمودار ہوئی اور کاظم جنوبی نے حسین سے کہا بس آگے میں نہیں چل سکتا۔ مجال نہیں کہ ایک قدم بھی آگے جاؤں۔

حسین "کیوں"؟

کاظم جنوبی۔ اگر یک سر موے برتر پرم * فروغ تجلی بسوزد پرم ٭ جاؤ اور یقین جانو کہ تم شجر معرفت کی ایک شاخ ہو۔

یہ سنتے ہی حسین نے کاظم جنوبی کو اوپر چھوڑا اور خود جوش دل کی بیخودی میں امید و آرزو کے خواب دیکھتا ہوا غار میں اترا تھوڑی دیر تک تو ادھر ادھر کی چٹانوں سے ٹکریں کھاتا رہا مگر انتہا پر پہنچ گیا۔ جہاں سے روشنی نظر آتی تھی تو بھی طرف ایک زینہ ملا اس زینہ کے ذریعے سے اور زیادہ نیچے گیا تو اپنے وہم و گمان کے خلاف اس خوفناک کوہستان درندوں کے مسکن کے نیچے ایک نہایت ہی وسیع عالیشان اور بہت بارونق مکان نظر آیا جس میں ہر طرف کافوری شمعیں روشن تھیں عود و لوبان سلگ رہا تھا اور دیوار طلائی رنگ پر کے نقش و نگار بنائے گئے تھے اور انہیں بیل بوٹوں میں رنگین پتھر اور شیشے کے ٹکڑے جڑے تھے جن پر شمعوں کا عکس پڑ کے ہر سمت ایک عجیب عالم پیدا کر رہا تھا حسین اس تمام سامان عیش کو دیکھ کر بہت خود رفتہ ہو گیا اور ایک بے صبری کے جوش میں چلا اٹھا کیا فردوس بریں یہی ہے"

کہیں قریب ہی سے تسلی آمیز لہجے میں آواز آئی کہ سروستان کی سیر کرنے والوں کے لیے یہ پہلی منزل ہے جس میں ٹھہرا کے وہ اس قابل بنائے جاتے ہیں کہ جنت کی سیر توں کو یکایک دیکھ کے از خود رفتہ نہ ہو جائیں۔

حسین - مگر آپ کون ہین -؟ اور کہان ہین کہ آپکی خدمتمین حاضر ہو کے شکر گذار ہون
آواز - مین تیرے قریب ہی ہون ناگہان ایک آواز دی منقش پردہ جو پہلے دیوار کا
دہوکا دے رہا تھا کہینچ کے نظر سے غائب ہو گیا اور ایک معمر قوی الجثۃ اور نہایت
ہی نورانی صورت کا آدمی نظر آیا جو زرتار مسند پر گاؤتکیہ سے لگا ہوا عجب بیپروائی
اور بے نیازی کی شان سے بیٹھا تھا اوسکا نورانی چہرہ آئینہ کیطرح صاف تھا اور
اوسوقت چارون طرف سے شمعون اور نیز در و دیوار کی شیشون کی صنوبر پڑنے سے آفتاب کی مثل
چمک رہا تھا - اور سفید لمبی ڈاڑہی مقیش کی جہالر یا آفتاب کی کرنون کا دہوکا دیتی ہے
حسین - یہ نورانی صورت دیکھتے ہی پروانے کیطرح دوڑ کے قدمون پر گر پڑا اور
اور کہا فرمایئے آپ کون ہین ؟ شاید رضوان آپ ہی کا نام ہے -
پیر مرد - نہین ابہی تو اس تیرہ خاک - ان عنصری ہی کی حدود مین ہو مگر ہان تیری
آنکہون پر سے پہلا پردہ اوٹہا ہے - اہل دنیا مجہے شیخ الجسب کہتے ہین - مگر اہل حقیقت
کی اصطلاح مین طور معنی کہلاتا ہون -
حسین (حیرت سے) طور معنی حقیقت مین یہی نور ہوگا - جو موسی کو طور پر نظر آیا تھا
طور معنی - مگر تو اسے ستر ہزار حجابون کے اندر سے دیکھ رہا ہے -
حسین - للہ وہ سب پردے بہی اوٹہا دیجئے -
طور معنی - ابہی ان مادی کثیف آنکہون مین اسکی قابلیت نہین مگر صبر کر - اسی کا
سامان ہو رہا ہے - اور یہ سب پردے اوٹہ جائینگے -
یکایک ایک خوبصورت نوعمر لڑکے نے آکے شربت کا لبریز جام طور معنی کے ہاتہ مین
دیا اور طور معنی نے اپنے ہاتہ سے حسین کی طرف بڑہا کے کہا اس جام کو پی - اور
ملکوت سے ایک درجہ اور قریب ہو جا - حسین نے فوراً وہ جام پی لیا جسکے ساتہ ہی
اوس کا دماغ چکر کہانے لگا - اور طور معنی کے ساتہ لپٹ کے غافل سو گیا -

اس غفلت اور از خود رفتگی کی نیند مین کئی دفعہ اُسکی آنکھ کھلی اور ہر مرتبہ اپنے آپ کو ایک نئے مقام مین پاتا تھا۔ کسی سرسبز شاداب میدان نہین ہوتا اور کبھی وحشت ناک اور پرخطر گھاٹیون مین ہر بیداری مین فرشتے یا انسان۔ مگر کسی غیر معمولی قسم کے لوگ اسے سرو ستان اور زیادہ قریب ہونیکا یقین دلاتے اور وہ یقین کر لیتا۔ آخر ایک مرتبہ اُسکی آنکھ کھلی تو وہ ایک نوجوان شخص کے سامنے تھا۔ یہ شخص حریر سفید کے کپڑے پہنے تھا جسپر سنہرا کام تھا۔ اسکے سر پر نہایت ہی قیمتی اور بیش قیمت تاج تھا۔ اور اوسمین اعلیٰ درجہ کے جواہرات لگے ہوئے تھے۔ حسین کی آنکھ جیسے ہی اس خوبصورت نوجوان کے سامنے کھلی جو شاہانہ لباس پہنے اور مرصع تاج سر پر رکھے تھا۔ نہایت ہی التجا و عاجزی کے لہجے مین کہنے لگا "امید وار انتظار نے بے صبر کر دیا ہے"

شخص۔ اے جسم خاکی تو مراحل تجرد کو طے کر چکا مجھے نہین خبر کہ تو آسمان کے قریب اور فردوس برین کے دروازہ پر ہے۔ اب تو گھبرا ملائکہ مقربین تیرے انتظار مین ہین اور حورین تیرے لئے بناؤ سنگار کر رہی ہین۔

حسین۔ اور آپ کون ہین۔

شخص۔ مین وہ برزخ ہون جو لاہوت و ناسوت مین واسطے ہے۔ یہی میرا جسم ہے جو کبھی نور بن کے سینا پر چمکا تھا۔ یہی وہ نور ہے جو مسیح کے جسم سے خدا کی شان دکھاتا رہا تھا۔ اور مردون مین زندگی کا چراغ روشن کر دیا تھا۔ اور یہی وہ نور ہے جو اشراق مجرد کی شان سے رسول آخر الزمان کے سینے مین چمکا۔ اور یہی وہ نور ہے جو امامت کی شمعین روشن کر کے معدوم جسدون کو بدلتا رہا۔

حسین۔ تو آپ ہی جبریل ہین۔

شخص۔ جبریل بھی میرے تنویرات کی ایک چھوٹی شمع ہے"

حسین - شاید آپ ہی وحی لایموت ہین -
شخص - حی لایموت نہین - حی لامے - مگر اس شخص کے ساتھ مین یہ دعوی نہین کرسکتا گو ضرور کہونگا کہ انا خالق الارواح! انا خالق[۵۱] الاصباح! لیکن اسوقت تو ایک پیکر مستحیر مین ہون اور وہ امام جسکے بمنزلہ ہوا ہون جس پر ایمان لانا ہر مکلف پر فرض ہے حسین (ہاتھ سے ہاتھ ملاکے) تو مین بھی آپکی امامت اور اس مظہر نقطہ وحدت کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہون -
شخص - حسین! اب تو منزل مقصود کو پہنچ گیا - مدارج صعود طے ہوگئے اور عنقریب اُس پرشوق آغوش مین ہوگا - جو دوسال سے تیرے لیے کھلی ہوئی - اگرچہ اب کوئی دنیاوی عبادت تجھپر فرض نہین - تاہم ارضی کثافت کا باقیماندہ اثر دل سے نکال ڈالنے کے ضرور ہے کہ اس سروستان کے پھاٹک پر تین دن تک بیٹھ کے تو ایک مختصر سی عبادت کرے - تین شبانہ روز تیری زبان سے صرف یہی کلمہ نکلتا کہ مرکز انوارا عرقنی فی ابحار الانوار[۵۲] مگر یہ شرط ہو کہ جا ہے کچھ کھانے مگر ان تین دن مین پانی کا کوئی قطرہ تیرے حلق سے نہ اترے -
اتنا کہکے یہ تاجدار شخص چند روٹیاں چھوڑکے چلا گیا اور اسکے جاتے ہی مکان کے سب دروازے یکایک اور ایک ساتھ بند ہوگئے حسین پہلے تو یہ حالت اپنی تنہائی دیکھکے گھبرایا - مگر فوراً اس آخری مرشد اور امام کی نصیحت یاد آئی اور ریاضت اور وظیفہ مین مشغول ہوگیا - علی الاتصال ایک ہی جملہ کہتے رہتے اور پھر پانی نہ پینے کا یہ نتیجہ تھا کہ تیسرے روز پیاس نے مجبور بنا دیا تھا ہونٹھون سے لیکر سینہ تک سارا گلا خشک تھا اور سوا سائین کے کوئی آواز نکلتی تھی مگر زمرد کے شوق مین

[۵۱] مین ہی پیدا کرنیوالا روحون اور مین ہی چاک کرنیوالا (دامان سحر کا ہون) "
[۵۲] اے مرکز نور مجھے اپنے نورون کے سمندر مین غرق کر -

وظیفے سے زبان نہ رکی اور اوسی استقلال اور خود فراموشی سے دعا پڑھے جاتا تھا۔
تیسرے روز حسین زبان حال سے العطش پکار رہا تھا کہ وہ تاجدار نوجوان شاہانہ لباس پہنے ہوئے آیا اور کہا ہے۔ اب سفر جنت کے لیے تیار ہو۔ تیری ریاضت پوری ہوئی تو نے سب مراحل یقینی طے کر لیے۔ اور کوئی چیز نہیں باقی رہی جو اس راہ مین تیری مزاحم ہو مگر ہان تو پیاسا ہے ذرا اپنے آپکو تازہ دم کرلے۔ اس شخص کی زبان سے یہ جملہ پوری طرح نکلنے نہ پایا تھا کہ ایک نہایت ہی حسین و نازنین عورت ایک سونیکا مرصع جام ہاتھ مین لیے جو ایک خاص قسم کی لطیف و خوشرنگ شربت سے لبریز تھا حاضر ہوئی اس شخص نے جام کو اس حسینہ کے ہاتھ سے لیکے حسین کی طرف بڑھایا اور کہا ہے یہ وہ شراب طہور ہے جسکے دور فردوس برین مین ہمیشہ چلتے رہتے ہین۔ اسکے پینے سے تیری پیاس۔ ماندگی۔ تھکن۔ اور جملہ بدمزگیان جاتی رہینگی اور تو ایک نہایت ہی نورانی و روحانی سرور کے ساتھ جنت مین داخل ہوگا۔
حسین نے فوراً وہ جام لیکے منہ سے لگا لیا۔ اور پیاس کی ایسی شدت تھی کہ دو ہی تین گھونٹ مین اُتار گیا۔ ایک لحظہ نہ گذرا ہوگا کہ اُسے اپنے سر مین ایک گرانی سی معلوم ہونے لگی جسکے ساتھ ہی خمار آلود آنکھین جھپک جھپک کے بند ہوگئین وہ بیہوش تھا اور بیہوشی بھی ایسی کہ سر و پا کی خبر نہ تھی۔

چوتھا باب

فردوس برین

حسین کو خبر نہین کہ یہ غفلت کتنی دیر تک اسپر طاری رہی لیکن مدہوشی تھوڑی کم ہوئی تھی اور نشۂ غفلت اوترنا شروع ہوا تھا کہ ایک نہایت ہی دلکش اور وجد پیدا کرنیوالے نغمے کی آواز کان مین آئی اور ایسا معلوم ہوا کہ گویا دلفریب و دلربا پریون کا

ایک طائفۂ عجیب و غریب اور انتہا سے زیادہ پُر لطف باجوں اور مزامیر کے ساتھ ہی
نور کی کلوں سے ولولہ خیزی اور بہار کی مسرت انگیز دھن میں یہ ترانہ مبارکباد گا رہی
ہیں کہ سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین۔ ایک جوش مسرت کی بے اختیاری سے حسین نے گھبرا
کے آنکھیں کھولدیں ہر طرف ایسا سمان نظر آیا کہ جدھر نظر جاتی ہی کرشمہ دامن دل میکشد کہ
جا اینجاست۔ حسین نے اسوقت اپنے آپ کو اس حالت میں پایا کہ ایک طلاکار اور
مرصع کشتی میں سوار ہے۔ اور نازک بدن اور پری جمال لڑکوں کی کوشش سے وہ
کشتی ایک پتلی مگر بہت ہی دلکش نہر کے کنارے ابھی ابھی آ کے ٹھہری ہی۔ نرم اور نظر
فریب سبزی کو شفاف اور پاک و صاف پانی اپنی روانی میں چومتا ہوا نکلجاتا ہے
بعضے مقامات پر گنجان اور سایہ دار درخت ہیں جو پیچیدہ اور خمدار زلفوں کی
طرح نہر کی گوری مگر خم آلودہ پیشانی پہ دونوں طرف سے جھک پڑے ہیں مگر جہاں پہ
کشتی کنارے لگی ہے وہاں ایک کشادہ مرغزار ہے۔ ان خوبصورت ملاحوں کے
کہنے کے بموجب وہ کشتی سے اوتر کے سبزہ روئیدہ کی سیر کرنے لگا۔ وہاں جا کے دیکھا
تو اور حیرت ہوئی۔ پانی کے پاس ہی سے سبزے کا ایک پتلا اور برابر حاشیہ چھوڑ کے
شگفتہ اور خوشرنگ پھولوں کا سلسلہ شروع ہو گیا ہے جو نہر کے دونوں جانب
حد نظر تک پھیلتے چلے گئے ہیں۔ اگرچہ پھولوں میں شادابی و خوشرنگی کی وہی
شان ہے جو صرف خود پھولوں میں نظر آتی ہے۔ مگر اس قدرتی بہار کے ساتھ یہ
لطف بھی ہے کہ نہایت ہی لیاقت بلکہ بظاہر مافوق العادت ہوشیاری و
دانائی سے چمن بندی کیگئی ہے۔ چمنوں کی بعض قطاریں تو ایسی ہیں جنمیں ایک ہی
قسم اور ایک رنگ کے پھول ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ جیسے ایک ہی قوم اور ایک ہی
وردی کی فوج مختلف پلٹنوں پہ تقسیم ہوتی حد نظر تک چلی گئی ہے۔ مگر اکثر چمن ایسے ہیں
جنمیں مختلف رنگ کے پھولوں کو ترکیب دیکے زمین پر ایسی ایسی گلکاریاں کیگئی ہیں

کہ عقل انسانی حیرت مین آجاتی ہے سارا مرغزار اور ساری وادی جو کون تک پھیلی ہوئی ہے اور جسے خوبصورت متوازی اور سرسبز و شاداب پہاڑون نے اپنے حلقے مین کر لیا ہے اور از سرتاپا ان چمنون اور پھولون سے بھری ہے۔ اور مختلف نہرین جو آبشار رنگین شان سے اور پانی کی چادرین بن بن کے پہاڑون سے اُتری ہین۔ ان ہی چمنون اور پھولون کے درمیان مین جابجا بہ رہی ہین۔ اور اُن کے پانی نے خواہ پھولون کی خوشبو سے متاثر ہو کے یا کسی اور وجہ سے گلاب اور کیوڑے کی شان پیدا کر لی ہے یہ نہرین زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہین کہ ہم ہی تسنیم و سلسبیل ہین راستون اور روشون کی ترتیب مین یہ معجز نما کیفیت پیدا ہو گئی ہے کہ ہر چمن کے ایک پہلو کو نہر دھوتی ہے تو اسکے دوسرے پہلو کو ایک چھوٹی سی خوشنما سڑک اپنے آغوش مین لیتی ہے یہ سڑک چمن سے بھی زیادہ کمال صناعی دکھا رہا ہے۔ مختلف قسم اور مختلف رنگ کے سنگریزون سے ان سڑکون کی تعمیر مین کام لیا گیا ہے اور ہر سڑک پر ایک خاص رنگ کے سنگریزے بچھا کے کوئی سڑک فیروزی کوئی زمردی کوئی یاقوتی اور کوئی نیلم کی بنا دی گئی ہے پھر ترتیب مین یہ لطف ہے کہ جس رنگ کے پھولون کا چمن ہے اسی کی مناسب و موزون رنگ کی چھوٹی خوشنما سڑک اسکے پہلو سے گذری ہے۔ نغمہ سنج طیوران چمنون مین اُڑتے پھرتے ہین۔ پھولون کے قریب بیٹھ بیٹھ کے عشق و محبت کی داستان سناتے ہین اور خدا جانے کس کمال اُستادی سے تعلیم دی گئی ہے کہ اکثر آنے جانے والے مہمان دیگر اطراف پری پیکرون کے نورانی گلون سے خیر مقدم کا ترانہ سنتے ہین وہان ان نغمہ سنج طائرون کا بھی اپنے قدرتی ارغنون سے یہی کلمہ خیر مقدم سناتا ہے "کہ سلام علیکم طبتم فادخلوھا خالدین"

حسین نے نہایت ہی حیرت و جوش سے دیکھا کہ ان ہی چمنون مین جابجا نہرون کے کنارے سونے چاندی کے تخت بچھے ہین جنپر ریشمی پھولدار کپڑون کا فرش ہی اوگ

پر تکلف اورگاؤ تکیوں سے پیٹھ لگائے دلفریب اور ہوشربا کمسن لڑکوں کو
پہلو میں لیے بیٹھے ہیں اور جنت کی بیفکریوں سے لطف اوٹھا رہے ہیں ۔ خوبصورت
خوبصورت آفت روزگار لڑکے کہیں تو سامنے دست بستہ کھڑے ہیں اور کہیں
نہایت ہی نزاکت اور دلفریب حرکتوں سے ساقی گری کر تے ہیں شراب کے دور چل
رہے ہیں اورگزک کے لئے سدہائے یا قدرت کے سکھائے ہوئے طیور پہولدار درختوں
سے توڑ توڑ کے لاتے ہیں اور ان کے سامنے رکھ کے اڑ جاتے ہیں بہں ہی نہیں
یہ خوشنما طیور کپڑوں میں لپٹے ہوئے کباب کی بوتلیاں بہی لاتے ہیں اور ان
لوگوں کے لیے میکشی و شاہد پرستی کا پورا ساماں فراہم کر دیتے ہیں سب سے
زیادہ جس چیز نے حسین کو متوجہ کیا وہ یہ بات تہی کہ سب لوگ بے غل و غش
نہایت بیفکری و اطمینان سے اُن لذتوں کے مزے لوٹ رہے تھے ۔
اور خبر بھی ہوتی تہی کہ پاس سے کون گذرتا ہے اور انہیں کس نظر سے دیکھتا ہے
نہ کسی کو کسی سے حسد تھا ۔ اور نہ کسی کو کسی لطف کے چہپانے کی ضرورت تہی

بہشت آنجا کہ آزارے نباشد ۔۔۔ کسے را با کسے کارے نباشد

یہ عالم دیکھ کے حسین کے دل میں ایک جوش و ولولہ پیدا ہوا اسنے کسی قدر بلند
آواز سے کہا بیشک فردوس بریں یہی ہے ۔ یہیں آکے نیکوکاروں اور ایمانداروں کو
اپنے اعمال نیک کا صلہ ملتا ہے مگر افسوس اسے نہر دلو کہاں ہے یہ جملہ ناتمام ہی تھا
کہ پاس کے چمن کے پہولوں کے پیچہے سے ایک شیریں و دلکش آواز میں کسی نے کہا تو
ابہی جنت کے چمنوں ہی کو دیکھ رہا ہے ذرا محلوں اور قصروں کو بہی نظر اوٹھا کے دیکھ
پہلے سے تو اس نے یہ آواز سنی اور سامنے سے ایک نہایت ہی نازک اندام اور
قیامت خرام نازنین نے آکے گلے میں بانہیں ڈالدیں اور مسکرا کے کہا میں بہی
تیرے لیے ہوں ذرا جہانک کر اس سے علیحدہ ہوا اور غور سے اسکی صورت دیکھ کے

کہا مگر مین پیاری زمرد کے سوا کسی کو نہین چاہتا ۔

نازنین - وہ بھی ملجائینگی آپ کی خوشی کا پیمانہ تنگ ہے ذرا ان سرہی سرو قدون سے نگاہ اور دل اشنا ہولین تو ان سے ملئے گا دیکھئے وہ سامنے جو موتی کا قصر ہے وہ آپ ہی کے لئے ہے اور زمرد اسی مین ہے ۔

حسین نے نظر اوٹھا کے اس رفیع الشان قصر کو دیکھا اور اسکے ساتھ ہی اسکی نظر دیگر عمارتون پر بھی جا پڑی اور اُسے نظر آیا کہ یہ عمارتین باغون سے بھی زیادہ مسرت انگیز ہین بعض بالکل سونے کے ۔ بعض ہونگے کی اور بعض موتیونکے نظر آتے ہین تمام مکانات جو حسب حیثیت محل قصر اور کوشک کے لفظ سے تعبیر کئے جا سکتے مذکورہ اشیا کے علاوہ ان ہی مین کوئی فیروزے کا کوئی زمرد کا کوئی یاقوت کا اور کوئی ہیرے کا ہے موتی کے محل مین جن مین سے ایک خاص حسین کیلئے ہے ایسے ابدار رنگ مین رنگے ہوئے ہین کہ نیچے سے اوپر تک ایک ہی موتی مین ترشے ہوئے معلوم ہوتے ہین ان مین جا بجا صدف صادق جھلکتے ہوئے ٹکڑے جڑے ہین تمام محلون کے علاوہ اس رنگ کے جسکی خلاف وہ محل بنے ہین ہر در و دیوار کے گرد طلا اور شیشے کا [illegible] حاشیہ بنا ہوا ہے اور ان ہٹون کے نیچے ڈاک دی ہوئی ہے یہ آئینے دنکو آفتاب کی شعاعون اور رات کو ہزارہا کافوری شمعون کی روشنی مین اسقدر جگمگا اوٹھتے ہین کہ نہایت تیز نگاہ خیرگی کرنے لگتی ہے ۔ اسکے علاوہ ان دیوارون مین اندر باہر جواہرات جڑے ہین جو اپنی کرنین ہر جا چمکا کے ایک عجیب لطف پیدا کرتے ہین بہر تقدیر اس مجموعی سامان نے ہر کلم روپیلی اور رنگ برنگ قصرون ان کے آئینون اور جواہرات نے ہر چہار طرف ایک ایسی نور کی کیفیت بنا رکھی ہے کہ نظر پڑتے ہی انسان کے دل مین ایک جوش اور ولولہ پیدا ہو جاتا ہے حسین ان محلون کو دیکھکر ذرا مبہوت کھڑا رہا مگر ہوش کے آتے ہی اس خاص محل کیطرف جسکی نسبت اس پری پیکر کی زبانی سنا تھا کہ خاص اسکے لئے ہے

اور حسین پیاری زمرد کے ملنے کی امید نہی اب اسکے جذبات دلی اس جوش و خروش سے زمرد کی طرف متوجہ تہی کہ اسنے کسی چیز کیطرف نظر اوٹھائی نہ کسی سامان عشرت کو دیکھا اور سیدہا اس قصر دری کے دروازے پر جا پہنچا زمرد بہی استقبال کے لئے محل کے باہر نکل آئی تہی اور ایک غیر معمولی مگر نہایت دلربا وضع سے بال کہولے اور زلفوں کو شانوں اور پیٹھہ پر بکہرائے کہڑی تہی آنکہین دو چار ہوتا تہین بے اختیاری کے جوش مین دونوں کی زبان سے ایک دوسرے کا نام نکلا اور دوڑ کے لپٹ گئی حسین تو محو حیرت تہا ہی زمرد کے چہرے سے بہی ایک غیر معمولی مسرت وجوش حرکت سے بے اختیار ہوکے رونے لگا اسکی سانس سے رونیکا پتہ پاکے زمرد نے اپنے آپ کو علیحدہ کیا اور کہا حسین یہان رونا حرام ہے ۔ بس اب آنسو پوچہہ ڈالو۔

حسین (آنسو پوچہہ کے) زمرد یہی فردوس برین ہے ۔

زمرد ۔ یہی !

حسین ۔ تم یہان چلی آئین اور مجہے اس درد الم مین چہوڑ دیا ۔

زمرد ۔ یہ میرے اختیار کی بات نہ تہی مجہے تو ایک اتفاقی شہادت نے یہان پہنچایا مگر تمہاری زندگی باقی تہی اور ضرور تہا کہ اتنے مدارج و مراحل طے کرکے یہان آؤ مگر سچ کہتی ہون کہ اس جنت مین بہی تمہارے فراق نے کبہی چین نہ بیٹہنے دیا کیا کہون کس دشواریون سے مجہے اتنی اجازت ملی ہے کہ تمہین اپنے پاس آنیکا راستہ اور طریقہ بتا دون ۔

حسین ۔ میرے تو ایسے اعمال نہ تہے کہ شاید مر کے بہی نہ پہنچ سکتا صرف تمہاری محبت تہی جو خضر طریقت بن کے لائی ۔

زمرد ۔ تمہاری محبت ۔

حسین ۔ ہان تمہاری محبت ۔

زمرد - لیکن اگر تمھارے دل مین طلب صادق نہوتی تو مین کیا کرسکتی -
حسین - مگر اس طلب سے یہ تھوڑی ہی ممکن تھا کہ اس ملاء اعلیٰ مین آ پہونچتا مین تو
دل مین ٹھان چکا تھا کہ اس قبر کے پاس اور اس چٹان کے سامنے جسپر تمھارا
پیارا نام کندہ ہے پڑے پڑے دم توڑ دون گا -
زمرد - خیر یہ باتین تو ہوتی رہینگی اب اندر چل کے آرام سے بیٹھو شراب طہور کے
دو جام پیو اور دیکھو اس خداوند جل وعلی نے تمھارے لیے کیسے کیسے سامان راحت
اور کیسی کیسی لذتین فراہم کر رکھی ہین یہ کہہ کے زمرد حسین کو اندر لے گئی -
جس وقت حسین نہر کے کنارے کشتی سے اوترا ہے سر شام کا وقت تھا مگر اب رات
ہو گئی تھی ہر طرف کافوری شمعین روشن ہوئین ایک خاص قسم کی ٹھنڈی روشنی
جسکا پتہ نہ چلتا تھا کہ کہان سے آتی ہے اور کیونکر پیدا ہوتی ہے دروازون اور بلند
کھڑکیون اور چھت کے روشندانون سے رہ رہ کے چمک اوٹھتی تھی معلوم ہوتا تھا
کہ گویا یکایک ہزارہا مہتاب مین چھوڑ دی گئین اس تیز روشنی مین شمعین ماند پڑجاتی
تھین اور پیاری ہم صحبتون کا چہرہ ایک دوسرے کو پیارا اور دلفریب نظر آنے لگتا
تھا اس غیبی روشنی کو حسین نے حیرت سے دیکھا اور دریافت کرنے لگا کہ کیسی روشنی ہے
وہ بار بار دروازہ سے جھانک کے باہر دیکھتا مگر کچھ حال نہ کھلا صرف اتنا معلوم ہوا کہ
اس روشنی کا مرکز ننشاگرد کی پہاڑیون کی چوٹیون پر ہے جہان وہ زیادہ چمکتی ہے اور وہان
سے اسکی کرنین آ کے تمام مکانات کو روشن کر دیتی ہین ایک یہ بات اس نے دیکھی کہ روشنی
جب پوری تیزی اور کمال پر آجاتی تو چارون طرف لوگ چلا اوٹھتے علی ہذا الذی -
عدنی ربی ملک سے ساتھ ایک بے اختیاری کے جوش مین یہی کلمہ خود حسین کی زبان سے
بھی کئی مرتبہ نکل گیا جب اس روشنی کا راز حسین کے کیے حل نہو سکا تو اس نے
زمرد سے پوچھا یہ کیسی روشنی ہے ؟

زمرد - تمنے نہین پہچانا یہی وہ نور الٰہی ہے جو موسیٰ کو وادی ایمن مین نظر آیا تھا تمنے قرآن و حدیث مین پڑہا ہے کہ جنت مین خدا کا دیدار ہوگا اسی یہی نور عبارت

حسین - تو یہی خدا وند جل و علا ہے ؟

زمرد - یہ تو نہین کہہ سکتی مگر ہان اسکے ممنوع اولی کی سب سے زیادہ مکمل اور سچی تصویر یہی ہے ۔

یہ جواب سن کے حسین اس نور کے سامنے سجدے مین گر پڑا مگر زمرد نے اٹھایا اور کہا یہان عبادت کی تکلیف نہین - یہ نور صرف اس غرض سے ہے کہ لوگونکے دل مین اطمینان کی مسرت پیدا ہو -

اب حسین نے مکان کے فرش اور تمام سامان کو دیکھا اور اسے یقین ہوگیا یہ سب نوری سامان ہے جو دنیا مین نہ کبھی انسان کے دل مین گذرا ہو نہ کسی قیاس و گمان مین آسکتا ہے - زمرد اسکے ہاتھ مین ہاتھ دیئے یہان کے تمام اعجوبہ چیزین اسے دکھاتی پہرتی تھی اور ہر چیز پر خدائے ذو الجلال والاکرام کی قدرت و رحمت کا جوش و خروش سے اعتراف کرتا اور آخر پہرتے پہرتے ایک مقام پر رک گئے وہ نہایت گرمجوشی کے ساتھ زمرد سے لپٹ گیا اور کہا یہ سب لطف اور سارے سامان عیش ہین مگر زمرد میرے لیے کوئی تجھ سے بڑی نعمت نہین ہو سکی -

زمرد - یہی محبت تمہین یہان لائی ہے ورنہ یہ وہ مقام ہے جہان کسی زندہ انسان کا بہت کم گذر ہوتا ہے یہ تمھاری بڑی فضیلت ہے کہ اس جسم خاکی کے ساتھ اس نورستان مین آپہونچے -

حسین کو جنت مین پہرنے اور زمرد کے حسن و جمال سے فائدہ اوٹھاتے پورا ایک ہفتہ گذر گیا اور یہ ہفتہ اس حالت مین گذرا کہ دلکش اور نشاط انگیز نغمونکی آواز اکثر بلند ہوتی رہتی ہے اور گوشت سے حورین اسکی خدمت کو حاضر تھین اور سب

پری جمال و زاہد فریب تھین مگر اسے زمرد کے سوا کسی سے کچھ علاقہ نہ تھا ہر وقت زمرد کی بغل مین ہاتھ رہتا اور دونون ہمیشہ فرحت بخش وادیون اور روح افزا مرغزارون مین ٹھلتے رہتے زمرد نے اتنے زمانے مین پہر پہرا کے اُسے یہان کے تمام نزہت گاہین اور سب دلچسپ مکانات دکھادیئے۔ ایک مرتبہ حسین نے کہا زمرد مین سنتا تھا کہ جنت مین ہمیشہ صبح کا وقت ہی مگر آکے دیکھا تو یہان بہی دنیا ہی کے سے تغیرات موجود ہین

زمرد - اس امر مین لوگون سے سمجھنے مین غلطی ہوتی ہے جو کہا جاتا ہے کہ ہر وقت صبح رہتی ہے اس کا یہ مطلب نہین کہ اور کسی وقت کا لطف انسان اوٹھا سکتا ہے یا نہین ایسا ہو تو جنت سے ایک بڑا لطف اوٹھ جائے اصل مطلب یہ ہی کہ یہان ہر وقت کوئی ایسا مقام ضرور ملجائیگا جہان انسان جس وقت چاہے لطف اوٹھائے۔

حسین - یہ کیونکر۔

زمرد - زبان سے کہنے کی نہین۔ مین چل کے تمہین آنکھون سے دکھائے دیتی ہون یہ کہہ کے اسے ساتھ لئے ہوئے قصر دری سے باہر نکلی اور کہا دیکھو یہان دوپہر کا سمان ہے اب آگے چلو تہوڑی دیر بعد دونون ایک ایسے درختون سے گھرے ہوئے سبزہ زار مین پہونچے جہان آفتاب کی روشنی کو درخت روکے تہے ہر طرف اندہیرا جہکا ہوا تھا اور مشرقی قلعہ ہاے کوہ سے ایک ہلکی ہلکی روشنی نمودار تہی - زمرد یہان پہنچ کے بولی دیکھو یہ صبح کا وقت ہے۔

حسین - بے شک ہے۔

زمرد - آگے چلو۔

یہان سے روانہ ہو کے تہوڑی دیر مین دونون ایک ایسی چہوٹی سی وادی مین پہونچے جو ہر طرف سے پہاڑیون مین گہری ہوئی تہی یہان بہی درختون نے خفیف تاریکی پیدا کر دی تہی - اور ذرا فاصلے کے مقامات پر ہلکا ہلکا دہوان اوٹھتا نظر آتا تھا

چراغ جلنے لگے طیور چہچہانے کا شور بلند تھا اور مغرب کے قاعدہ پر آفتاب کے غروب ہونے کی جو شعاعیں نظر آ رہی تھی زمرد نے یہاں رُک کہا اور یہ شام ہوئی۔

حسین - اس میں کسے شک ہو سکتا ہے۔

زمرد - دن کا سمان دیکھ چکے اور شام بھی دیکھ لی صرف رات کا وقت باقی ہے جلوہ وہ بھی دکھائے دیتی ہوں۔

یہاں سے واپس آ کے زمرد حسین کو لیے ہوئے ایک پہاڑ کے غار میں داخل ہوئی جہاں نہایت خوبی سے ایک نشیبی راستہ بنا ہوا تھا زینے نہ تھے بلکہ زمین جو بہ سطح اور رنگ برنگ کی تھی ساعت بساعت نیچی ہوتی جاتی تھی اس زمین دوز راستے میں جاتے جاتے دونوں ایک نہایت ہی عالیشان اور پُر تکلف حصہ میں پہونچے جس میں ہر جگہ کافوری شمعیں روشن تھیں جھاڑ اور فانوس کثرت سے لٹک رہے تھے اور درو دیوار اور شیشے کے رنگ برنگ ٹکڑوں ٹکڑوں شمعوں کی شعاعیں کچھ ایسی عجیب و غریب روشنی چمکا رہی تھیں کہ نظر خیرہ ہو جاتی تھی۔

زمرد - دیکھو یہ رات ہے اور کیسی پیاری رات۔

حسین - پیاری زمرد اگر تو ساتھ ہو تو ہر چیز پیاری ہے۔

یہ سب سامان دیکھ کے دونوں اپنے قصر میں واپس آئے اور باہم عشق و محبت کی باتیں کرنے لگے مگر پیشتر کے برخلاف زمرد اب کسی قدر افسردہ تھی اس کے چہرے سے ظاہر ہوتا تھا کو زبردستی کوشش کر کے چہرے کو بشاش بناتی ہے مگر دل اندر سے بیٹھا جاتا ہے حسین نے اس امر کو حیرت سے دیکھا اور کہا - زمرد اس فردوس بریں میں بھی آج تم مجھے ملول نظر آتی ہو۔

زمرد - نہیں مگر ان گذشتہ مفارقت کسی کسی وقت یاد آ جاتی ہے تو خواہ مخواہ دل بھر آتا ہے۔

حسین - مگر خدا نے وہ مصیبت کاٹ دی اور اب امید ہے کہ ہم دونوں ہمیشہ یوہین ایک دوسرے کے وصل سے حظ اوٹھاتے رہین گے۔

زمرد - خدا کرے ایسا ہو مگر حسین مجھے اسکی اُمید نہین۔

حسین - (حیرت سے) امید نہین! جنت ہے جسکے لطف سرمدی وابدی ہین یہان نہ کسی دشمن کا اندیشہ ہو سکتا ہے نہ کسی حاسد کا حسد۔ پہر ناامیدی و حسرت نصیبی کا کیا سبب لا تقنطوا من رحمۃ اللہ۔

زمرد - بیشک مگر وہ حسین تم یہان قبل از وقت آگئے ہو اور ابدی اور سرمدی لطف اوٹھانے کے لیے وہ ہی لوگ آتے ہین جو مرنے کے بعد دنیا سے قطع تعلق کرکے آئین گے۔ تمنے ابہی اس مادی دنیا کے علائق قطع نہین کئے اور اس مادی جسم کو ساتھ لائے ہو جسکو وہین دنیا ہین چھوڑنے کیلئے تمہین ایک روز اس عالم مین جانا ضرور ہے دیکھو حضرت مسیح یہان زندہ آئے اور ابتک ہین مگر انہین کبھی کبھی لطف مین پورا مزہ نہین آتا اسلئے کہ جانتے ہین یہ قفس عنصری چھوڑنے کے لئے ایکمرتبہ دنیا مین پھر جانا ہے اصل یہ ہے کہ کثافت مادہ اس لطف کو رسائی نہین ہونے دیتی۔

حسین - افسوس پھر کب جاؤنگا۔

زمرد - جب حکم ہو جائے مگر مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلدی جانا پڑیگا اس لیے کہ وہان کے کئی شدید ضرورتین تمہین بلا رہی ہین حسین یہ سنکر آبدیدہ ہو گیا اور نہایت جوش دل سے ایک آہ سرد کھینچکر بولا! روئے گل سیر ندیدم و بہار آخر شد۔ مجھے تو ابہی تیرے وصال کا بہی لطف نہین حاصل ہوا! مجھسے تو اب نہ جایا جائیگا اسوقت سے مین ہر وقت تیرا ہاتھ مین لئے ہونگا تاکہ کوئی مجھے تجھ سے جدا نہ کر دے یہ سنکے زمرد بہی آبدیدہ ہو گئی۔ اور بولی۔ حسین یہ امر تمہارے اختیار سے باہر ہے جب وقت آئیگا خبر بہی نہوگی اور ایک ادنی سی تو دو تمہین اس عالم دو...

پہنچا دے گی +
حسین (رو کر) پھر اب تو مجھ سے تمہارے فراق کی مصیبت نہ برداشت کیجائیگی جاتے ہی اپنے آپ کو ہلاک کر ڈالونگا۔ اور تم سے چھوٹے ایک گھڑی بھی نہ گذری ہوگی کہ پھر تمہارے پاس آپہونچونگا۔
زمرد۔ کہیں ایسا غضب بھی نہ کرنا خودکشی کرلی تو جنت تمپر حرام ہوجائیگی پھر تو قیامت تک بھی ملنے کی امید نہیں۔
حسین۔ (زور سے سینے پر ہاتھ دھر کے) ہائے مجھ سے کیونکر زندہ رہا جائیگا زمرد خدا کے لئے کوئی تدبیر بتا ورنہ سمجھے کہ ہمیشہ کے لئے مایوسی ہے اسلئے کہ اب دنیا مین جاکے زندہ نہین رہ سکتا۔ ہزار سوکون۔ میرا خنجر میرے سینے پر اٹھ ہی جائیگا اچھا اگر یہ نہین تو تم میرے ساتھ چلو۔
زمرد۔ یہ تو کسی طرح ممکن ہی نہین۔ حسین یہ نہ سمجھو کہ مین اپنے بس مین ہون اتنا ہی لفظ زبان سے نکلا تھا کہ کانپنے لگی اور ادھر ادھر دیکھا کہ کوئی سن تو نہین رہا ہے مگر جب کوئی نظر نہ آیا تو اطمینان سے آکے بیٹھ گئی اور بولی حسین اب ان باتون سے کوئی فائدہ نہین تمہارے واپس جانیکا وقت آگیا۔
حسین۔ (بے صبری سے چلا کے) آگیا! ابھی سے! نہین ہین تو نہ جاؤنگا یہ کہہ کے دکو دونون ہاتھون سے پہنچ کر پکڑ لیا۔
رد۔ ان باتون سے کوئی فائدہ نہین جتنی زیادہ بے صبری دکھاؤگے اتنی ہی خراب ہوگے اسوقت تنہائی مین باتین کرنیکا موقع ملگیا ہے غنیمت سمجھو اور نے ہو سنو کوئی آگیا تو یہ موقع ہاتھ سے نکل جائیگا پھر عمر بھر کف افسوس ملوگے دنیا مین جلنے بھروگے اور مطلب نہ نکلے گا۔
مین۔ (اپنے آپ کو سنبھال کر) اچھا سنتا ہون پیاری زمرد تم ہی کوئی

تدبیر بتاؤگی تو کام چلے گا ورنہ" مگر یہ جملہ پورا نہ ہونے پایا تھا کہ جی بھر آیا اور زار و قطار رونے لگا۔

زمرد۔ (اپنے نازک ہاتھ سے اس کا منہ بند کر کے) کیا غضب کرتے ہو خدا کے لئے سنبھلو دنیا میں جا کر جی بھر کر رو لینا مگر ابھی میری ایک بات ذرا ہوش و حواس درست کر کے سن لو۔

حسین۔ (نہ رکنے والے جوش گریہ کو روک کے) کہو پیاری زمرد دل و جان سے سن رہا ہوں۔

زمرد۔ یہاں سے جانے کے بعد پہلے تم کوشش کرنا کہ وہی لوگ جنکی مدد سے اس دفعہ یہاں آئے انہیں لوگوں کی اطاعت کر کے انہیں خوش کر کے پھر یہاں آنے کا موقع پاؤ انہیں حاجت روائی کے لئے تم ان کے لئے کسی حکم سے انحراف نہ کرنا لیکن اگر وہ تمہیں یہاں دوبارہ بھیجنے کا وعدہ ہی نہ کریں اور سب طرف سے مایوس ہو جاؤ تو پھر اسی وادی میں آ کر ٹھہر جانا جہاں میری قبر ہے اور جہاں خط بھیج کے میں نے تمہیں یہاں آنے کی تدبیر بتائی تھی۔

حسین۔ کوہ طالقان میں۔

زمرد۔ ہاں ہاں۔ وہیں اگر تم ایک مہینے تک وہاں ٹھہرو گے تو پھر میں کوئی تدبیر بتاؤنگی۔ دیکھو خبردار کسی کو خبر نہو۔ کہ میں نے وہاں بلایا ہے۔

حسین۔ مگر پیاری زمرد وہ تدبیر اسی وقت نہ بتا دو کہ یہاں سے جاتے ہی اسپر عملدرآمد کروں

زمرد۔ افسوس تم نہیں سمجھ سکتے بس تمہیں وہی کرنا چاہیے جو میں بتاتی ہوں وہ تدبیر اسوقت بتانے کی نہیں۔

حسین۔ دیکھو اب کتنے دنوں ٹھوکریں کھانی پڑتی ہیں۔

زمرد۔ صبر کرو اور ضبط سے کام لو اور خبردار ایسی کمزوری اور بزدلی نہ

کہ خودکشی کا ارادہ کر لو۔
حسین۔ مین اسی کو ڈرتا ہون پیاری زمرد تیرے عشق مین بعض وقت نہ اپنے ہوش مین ہوتا ہون اور نہ نیک و بد سمجھتا ہون۔ تیرے ہی لئے تھا کہ مینے اپنے چچا اور شیخ وقت امام نجم الدین نیشاپوری کو قتل کر ڈالا۔
زمرد۔ جانتی ہون مگر اسمین مجھے شریک نہ کرو کچھ آہٹ پا کے بس اب خاموش ہو رہو۔ ناگہان چھ سات حورین ناز و انداز سے قدم رکھتی ہوئی سامنے آئین اور محبت کے لہجے مین حسین سے کہنے لگین اب چل کے باہر کی سیر کیجیے اور ان نورانی تختون پر جلوہ افروز ہوجیے جو چمنون کے درمیان ہین اسوقت کی بہار دیکھنے کے قابل ہے اور شراب طہور کے جامون مین خاص قرد ہے۔
حسین۔ مین تو یہان تنہا ہی اچھا ہون۔
زمرد۔ تو وہان چلنے مین کیا مضایقہ ہے چلو مین بھی ساتھ چلتی ہون۔
حسین۔ خیر اگر تمھاری یہی مرضی ہے تو مجھے کیا عذر ہوسکتا ہے ؎

رشتہ درگردنم افگندہ دوست　　می برد ہر جا کہ خاطر خواہ اوست

چلو اتنی دیر مین اور سب حورین بھی آگئین۔ اور زمرد حسین کو ساتھ لئے نقرئی کے باہر نکلی سب کے سب لالہ زار کے درمیان مین طلائی تختون پر جا کر بیٹھے۔ تختون کے دونون جانب دو حوض تھے اور بغیر کہے مد... اقعات سے یقین دلایا جاتا تھا کہ ایک حوض کوثر اور دوسرا شراب طہور کا حوض ہے سامنے چند حورین بیٹھ کے عجب دلربا اور وجد مین لانے وا... لحن مین گانے لگین دو چار غلمان یعنے خوب صورت خوب صورت کم عمر لڑکے سونے کے جام و صراحی لا کے کھڑے ہوگئے اور نغمہ سرود کے ساتھ دور بھی چلنے لگا۔ دو چار جامون نے حسین پر از خود رفتگی کی کیفیت پیدا کر دی۔ اور جب وہ اس عالم نور کو پہنچ دی کی غم باز آنکھون ن

سے دیکھ رہا تھا اسے نظر آیا کہ زمرد ایک ہاتھ تو اسکے گلے مین ڈالے ہے اور دوسرے ہاتھ سے ایک جھلکتا ہوا جام اسکے منہ سے لگا رہی ہے۔ حسین اس لطف صحبت کا دل ہی دل مین مزہ اوٹھا کے اس جام کو پی گیا مگر پینے کے بعد معلوم ہوا کہ جیسے زمرد کی آنکھون سے موتیون کی طرح آنسو ٹپک رہے ہین بیخودی کے جوش مین پیاری دلربا کی دلدہی کے لئے بڑھتی ہی کو تھا کہ مدہوش ہو کر گر پڑا بس اس کے بعد اُسے اپنے پرائے کی خبر نہ تھی۔

پانچوان باب

پھر وہی عالم عناصر

دیر کے آزار رسان غفلت و بیہوشی کے بعد حسین ذرا ہوشیار ہونے لگا تھا کہ کان مین آواز آئی اے جسم خاکی اوٹھ اور اس پر نسخ کبری کا ہاتھ چوم جو تیرا امام ہے اور جس نے تیرے لئے باوجود مجرد محض ہونے کی صورت مادی اختیار کی ہے حسین نے بیساختہ آنکھ کھولدی اور باغ جنت یا زمرد کے پہلو کے اپنے آپ کو اس تاجدار شخص کے سامنے پایا جسکے ہاتھ پر اوس نے بیعت کی تھی جو اس سفر جنت کی آخری منزل پر ملا تھا حسین آنکھین ملتا ہوا ادب سے اوٹھ بیٹھا اور اوسکے قدمون پر گر گر کے سر رگڑ کے کہنے لگا۔ لیکن بیدار ازین خواب عدارا۔

شخص۔ نہین پھر تجھے عالم ارضی مین جاتا ہے ہوشیار ہو جا کہ مشایخ باطن سے ہرگز گریز نہ کرنا میرا یہ ہاتھ حسین لوز کے سوا مادی کا بہت کم جز ہے تیرے ہاتھ سے مل چکا ہے اور ہمیشہ اُن لوگون کے ہاتھ پر رہتا ہے جنکے وسیلے سے تیری اس ملاء اعلی تک رسائی ہوئی۔

حسین۔ مگر مین ابھی اور چند روز جنت مین رہنے کا آرزومند ہون۔

شخص - اس مادی عالم کی زندگی مین ممکن نہین کہ تو اُس وخانی عشرتکدہ مین پہنچ جا اور اسوقت کا منتظر رہ جبکہ کسی دیلی کوشش مین یا ایام دمرشد کے حکم سے تو جام فنا پیئے گا۔

حسین - تو آپ میرے امام ہین اور آپ ہی جام فنا پلا کے مجھے فردوس برین مین پہنچا دیجئے۔

شخص - ابہی ملاء اعلی کی سرحد ہے اور یہان فنا نہین اتنے مین وہی پہلی پری وش نازنین لبریز جام ہاتھ مین لے ہوئے آئی جسکے دیکھتے ہی اُس شخص نے کہا بس اب زیادہ حجت نہ کر اور یہ شراب طہور کا آخر جام پی یہ کہہ کے اس نے جام اپنے ہاتھ سے حسین کی طرف بڑہایا۔

حسین اب جانتا تھا کہ یہ شراب طہور وارد ہے۔ بیہوشی کا اثر رکھتی ہے اور جب طرح اسکا نشہ پہلے عالم مین لے لیا تھا اب حضیض ظلمت مین لے جائیگا مگر مایوسی کی تکلیف نے پیاس اس قدر تیز کر دی تہی کہ انکار کی جرائت نہوئی بے تکلف لے کے پی گیا۔ تہوڑی دیر بعد وہی مدہوشی تہی اور وہی خود فراموشی پہر اسی طرح تہوڑی دیر کے بعد آنکھین کہول کے وہ مختلف سین دیکھنے لگا حیرت زیادہ آنکھون کے سامنے وحشت دور رہنے اور کبھی پہاڑونکی بلندی و پستی آخر ایک شب کو اسکی آنکھ شیخ الجبل کے سامنے کہلی راہ جنت کے اس پہلے نگہبان نے اسکی پیٹھ پر ہاتھ پہیر کے کہا۔ حسین تو پہر اس تیرہ خاکدان عنصری کے حدود اسی طرح ستر حجابون مین دیکھ رہا ہے۔

حسین (آبدیدہ ہوکر) مگر مین تو اس ظلمت خاکی مین نہین آنا چاہتا تھا۔

شیخ - بیشک نہ چاہتا ہوگا جذبات نور وحدت ایسے ہی کشش رکھتے ہین مگر ممکن نہ تھا کہ اس جسم خاکی کا دھبہ اوس نورستان مین ہمیشہ قایم رہتا۔

ح - تو مجھے کوشش کیجئے کہ اسی وقت اس جسم خاکی کو چہوڑ کے اس سرو شبستان

اعلی کا پورا راستہ لون۔

طورمعنی - ان امور مین شیخ علی وجودہی تمہارا اطمینان کرسکتے ہین اُن کے پاس جاؤ اور وہ جو کہین اسپر عمل کرو۔

حسین (جوش دل سے نوحہ وبکا کرکے) افسوس میری اتنی ریاضت اور یہ مذلتون کی آرزومندی صرف اتنے مختصر زمانے کے لئے تھی! آہ کیا کرون کہ پیر زمرد کا وصال نصیب نہ ہوا اس کے بعد حسین پھوٹ پھوٹ کے اور زار و قطار رونے لگا اور یہان تک رویا کہ ہچکیان بندھ گئین۔

طورمعنی - اے بلند حوصلہ مشت غبار۔ میرے عزلت کدے کو خالی کر اور صفحہ ہستی پر جا اس میعاد معینہ کو پورا کر جتنے دنون کے لئے تو اس ظلمت کدہ ارض مین گرفتار ہے

حسین - کاش یہی معلوم ہوتا کہ اس مشت غبار کو کب تک اس عالم مین سرگردان پھرنا اور خاک اڑانا ہے۔

طورمعنی - تیرے لئے ان رموز کا حل کرنا شیخ علی وجودی کا کام ہے اسلئے کہ وہی تیرے مرشد ہین مگر ہان تجھے ایک راز بتا سکتا ہون وہ یہ کہ پھر اس عالم نور کی زیارت فقط اس امام کے اختیار مین ہے جسکے ہاتھ پر بیعت کرچکا ہے۔ جو لاہوت ناسوت برزخ ہے اور وہ تجلی ہے جو مختلف جسد ہائے امامت و نبوت مین ظاہر ہوئی تھی۔

حسین - مگر ان تک رسائی کیونکر ہوسکتی ہے اور ملاء اعلی سے پھر مین اس قعر ظلمت مین پھینکدیا گیا۔

طورمعنی - گو ان کا مرکز مفرد یہی نورستان اعلی ہے مگر ایک گونہ تیرگیات مادہ جنکی وجہ سے انھون نے بہت سے جسد ہائے امامت بدلے انہین اکثر اوقات اخشیجستان مین کھینچ لاتے ہین مگر بغیر مرشد کے اس غرض مین کامیابی نہین ہوسکتی اگر تو اصرار کرے گا تو تیرے مرشد شیخ علی وجودی تیری اس امر مین [illegible]

پس اب تو اس خلوتکدہ نور کو خالی کر اور مرشد کی قدمبوسی کے لئے روانہ ہو۔
اس تقریر نے امید کا ایک دھندلا چراغ پھر اسکے سینے مین روشن کیا جسکی روشنی مین وہ غار کے باہر نکلا لیکن اسکی حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی جب دیکھا کہ کاظم جنوبی غار کے دہانہ پہ اُسی وضع اور حالت مین کھڑا ہے جس وضع و حالت مین کہ وہ اُسے چھوڑ گیا تھا کاظم جنوبی اسکی صورت دیکھتے ہی بولا اب تمکو اطمینان ہو گیا کہ شجرِ معرفت کی ایک شاخ تم بھی ہو۔

حسین - اور آپ یہان کب آئے۔

کاظم جنوبی - ابھی تمھارے ساتھ ہی آیا تھا۔

حسین - ابھی۔

کاظم جنوبی - ہان ابھی۔

حسین - مجھے تم سے رخصت ہوئے کئی ہفتے گذر گئے۔

کاظم جنوبی (ہنسکر) اُس عالم اور اس عالم مین بڑا فرق ہے یہان کا ایکدن وہان کے ستر برس کے برابر ہے۔

حسین - وہ ایک گھڑی سہی مگر تم یہان ٹھیرے کیون رہے۔

کاظم جنوبی - امام قایم قیامت کا حکم یون ہی تھا۔

حسین - امام قایم قیامت کون۔

کاظم جنوبی - وہی جنکے ہاتھ پر اُس عالم نور کے سفر مین تم نے بیعت کی ہو گی۔

حسین - مگر ان کے احکام تم تک کیونکر پہنچ گئے۔

کاظم جنوبی - اُن ہی مرشد کے ذریعے سے جو راہِ حقیقت طے کرنے کے لئے اُن کے درمیان مین واسطہ ہین۔

حسین - تو شاید تمھارے مرشد یہان آئے ہونگے۔

کاظم جنوبی - اسکی کچھ ضرورت نہین وہ ایک توجہ سے اپنے خیالات میرے
دل مین پیدا کر دیتے ہین -
حسین - تو شاید تمھارے مرشد یہان آئے ہونگے -
کاظم جنوبی - ان رموز ربانی کی شکایت نہ کرو اور انکے مصالح دریافت کرنا ہین
تو اپنے مرشد شیخ شریف علی وجودی کے پاس جاؤ مگر یہ یاد رکھنا کہ اب تم عالم نور
کی سیر کر آئے ہو - لہذا انکو اسی روحانی لقب سے یاد کرنا جو اس سرو شبستان مین مشہور ہے
حسین - کیا اُن کا کوئی اور بھی لقب ہے ؟ مین نے سنا نہین -
کاظم جنوبی - ہان اس عناصر مین تو ان کا نام یہی ہے جو تم جانتے ہو مگر اس
عالم نور مین وادی ایمن کہے جاتے ہین -
حسین (تعجب سے) وادی ایمن اور پھر سوچ کے بیشک انہین وادی ایمن ہی
کہنا چاہیئے اُن ہی کے پہلو مین مجھے پہلے نور کی حقیقت کی پہلی شعاع نظر آئی -
کاظم جنوبی - بس اب چلو اور حلب کا ارادہ کرو -
حسین - مگر مجھے اتنا ضرور بتا دیجیے کہ اس عالم نور مین کبھی پھر بھی میرا گذر ہو سکیگا
کاظم جنوبی - اس امر مین کوئی شک نہین کر سکتا - مگر ہان یہ یقینی ہے کہ اگر
تمھارے مرشد کی توجہ ہو تو سب باتین ممکن ہین -
کاظم جنوبی - نے اس جواب سے حسین کے سینے مین اُمید کے چراغ کو ذرا اور اوکسا دیا
آخر دونون نے اس وحشت ناک مسکن دام و دد کو چھوڑا اور شہر اصفہان مین آئے
کاظم جنوبی نے اپنی مسجد کے دروازہ پر پہونچتے ہی آواز لگائی - دہن سگ بہ لقمہ
دوختہ بہ جسکے بعد حسین نے اسے رخصت کیا اور شہر حلب کی راہ لی
اس سفر مین حسین ہر وقت جنت اور اوسکے حورون کی اودھیڑ بن مین رہتا اگر
اسکا جسم اس دنیا مین تھا لیکن اسکے خیالات اور اوسکے اعتقاد مین اسکی روح

اس دوسرے عالم نور کے مزے لیتی رہتی وہ دل مین کہتا۔ اتنے انقلابات کے بعد اب مجھے تو یہ معلوم ہو گیا کہ موتوا قبل ان تموتوا کے کیا معنی ہین یا اس دنیا مین رہنے کے ساتھ انسان اس عنصرستان سے قطع تعلق کر کے اپنی زندگی کا زیادہ حصہ عالم ملکوت مین کیونکر صرف کرتا ہو اب اس مرتبہ جبکہ وہ اصفہان سے حلب کو جا رہا تھا اُسے ایک بہت ہی نئی اور حیرت مین ڈالنے والی چیز نظر آئی وہ جس گاؤن یا جس بستی وہ ہو کر گذرتا اکثر لوگ خود بخود اُسے پہچان لیتے کہ جنت کی سیر کر آیا ہے اور پاس آ آ کے مبارکباد دیتے وہ دل مین پریشان تھا کہ یہ کیا بات ہے اور کونسی علامت ہے جسکی وجہ سے لوگونکو میری حالت معلوم ہو جاتی ہے بعض لوگون سے اس راز کو دریافت بھی کیا مگر کسی نے کچھہ نہ بتایا۔ زمرد اب اسکے دل و دماغ پر پہلے سے زیادہ حاوی تھی اوٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر حالت مین اسکی دلفریب تصویر پیش نظر رہتی۔ وہ کبھی اپنی طرف بلاتی تھی اور کبھی صبر و تحمل کی تاکید کرتی تھی۔ یہی مزید اور پریشان کن خواب دیکھتا ہوا شہر حلب مین پہونچا اور شیخ علی وجودی کے سامنے جاتے ہی اونکے قدمونپر گر پڑا۔ شیخ نے اوٹھا کے اسکی پیشانی چومی اور پیٹھہ ٹھونک کے اپنے برابر بٹھایا اور کہا کہ اے حسین تو لاہوت اکبر کی سیر کر آیا۔

حسین۔ یا شیخ اس عالم نور کی مینے پوری کیفیت دیکھہ لی اور اے وادی ایمن تیرے پہلو مین مجھے وہ جلوہ نظر آ گیا جس کے اشتیاق کے سوال پر موسیٰ کو بھی لن ترانی کا جواب ملا تھا مگر مین کیا کہون کہ مین نے کن حسرتون سے اپنے جز نور کو چھوڑا ہی۔

شیخ۔ اے تیرہ و تار رشتہ غبار بتا تو نے وہان کیا دیکھا۔

حسین۔ ایسا کچھہ دیکھا کہ آنکھون کو تمنا رہ گئی۔

شیخ۔ جذبات نور ایسے ہی ہوتے ہین زمرد سے ملا تھا۔

حسین (شیخ کے قدم چوم کے) ملا تھا مگر ابھی سیری نہین ہوئی آہ جی بھر کے دیکھنے بھی نہ پایا تھا کہ وہ نظر کے سامنے سے غائب ہو گئی۔

شیخ۔ مگر تیرا یہ جسم خاکی اس نورستان مین زیادہ نہین ٹھہر سکتا تھا اگرچہ تو کہتا ہے تجھے یقین ہے کہ اس عالم نور کو تو نے آنکھون سے دیکھ لیا مگر اے حسین مین کہتا ہون کہ تو نے نہین دیکھا۔

حسین۔ نہین اے شیخ اور اے وادی ایمن مین نے دیکھا اور اپنے خیال کی آنکھون سے اسوقت دیکھ رہا ہون"

حسین کا یہ جواب سنتے ہی شیخ کو جلال آگیا منہ مین کف بھر آیا آنکھین سرخ ہو گئین اور ایک دفعہ جوش مین آکے اوٹھ کھڑے ہوئے حسین مارے خوف کے سر سے پاؤن تک کانپ گیا اور انھون نے کہنا شروع کیا اے متکبر و مغرور مشت خاک! تیری کیا مجال کہ اس نور لم یزلی کو ان ذلیل آنکھون سے دیکھ سکے تو ان مادی آنکھون سے دیکھ رہا تھا جن مین انوار ازلیہ کی اشاعت لامعہ آدھی ضو کے ساتھ بھی نہین چمک سکتین تیرے جسم کے سامنے وہ نور غیر متغیر منتجز بن کے نمایان ہوا تھا اُسکے اعلی کیفیات کو تیری کسی طرح معلوم نہین کر سکتی تھین مگر ہان تو اُن انوار کو دیکھے گا اور انکی اصلی حالت و کیفیت مین دیکھے گا مگر اس جسم خاکی کو چھوڑ کے اور مجرد محض بنکے اس خبر نور مین جائیگا اسوقت تجھے یہ بھی نظر آجائیگا کہ اُسی نور ازل کا چراغ تو بھی ہے۔

حسین (کانپتی ہوئی آواز سے) مگر مین تو ابھی وہان سے آنا نہین چاہتا تھا

شیخ۔ بیشک نہ چاہتا ہو گا مگر یہ ممکن نہ تھا نور محض کثافت مادہ کا متحمل نہین ہو سکتا

حسین۔ لیکن اے شیخ آپ وادی ایمن ہین اگر آپ چاہین تو پھر اس عالم نور مین جا سکتا ہون آہ! زمرد کے لیے بہت پریشان ہون۔

شیخ (یہ طیش مین آکے) اگر ہوس است ہمین قدر بس است۔ اس سرو شبستان کو دیکھے

قبول کرنے کی اس سے زحمت نہین دیجا سکتی۔ آگ مین کسی مادی چیز کو ڈالدو تو اپنا تصرف کرنے کے بعد باقیماندہ کثافت کو الگ پھینکدیتی ہے اسی طرح نورستان نے تیرے جسم کو اپنے حیرت سے نکال کے پھینکدیا ہے۔

حسین۔ تو پھر آپ ہی اپنے ہاتھ سے مجھے اس جسم خاکی کی قید سے آزاد کیجیے تاکہ تجرد اختیار کرکے جاؤن اور پیاری زمرد کو اپنے آغوش مین لون کیا کہ اسوقت تک وہ میرے شوق مین اپنا آغوش پھیلائے ہوسے ہو۔

شیخ۔ اب وہان تک تیری رسائی امام قایم قیامت کی دستگیری سے ہوسکتی ہو

حسین۔ گو مین اس برزخ کبری کے ہاتھ پر بیعت کرچکا ہون مگر اس درگاہ مین میری رسائی اسی وقت ہوگی جب آپ میری مدد کرین آپکی دستگیری سب پر مقدم ہے

شیخ۔ اچھا مایوس نہو مجھے تیرا ایک وظیفہ اور امتحان لینا ہے اگر تو اس امتحان مین پورا اترا مین تجھے اس دربار امامت مین سفارش کے ساتھ پہنچادونگا

حسین۔ جلدی فرمایئے جو حکم ہو اُسکے بجالانے کو تیار ہون موت کا سب سے زیادہ آرزومند ہون اگر اس امتحان ہی مین مجھے موت نصیب ہوگئی تو اس سے زیادہ میری کیا خوش قسمتی ہے۔

شیخ۔ اسی وقت شہر دمشق کی راہ لی۔ اور جس طرح بنے امام نصر بن احمد کو جو ہم باطنیین کے خلاف وعظ کہا کرتے ہین قتل کرکے واپس آ۔

حسین۔ ابھی چلا۔ مگر مجھے اتنا اور بتا دیجیے کہ کیا ہم ہی وہ باطنیین ہین جنکو کبھی لوگ قرامطہ کے اور کبھی لاحدہ کے نام سے یاد کرتے ہین۔

شیخ۔ بیشک ہم اسماعیل بن جعفر صادق علیہما السلام کی امامت کے مدعی ہین اور چونکہ امامت ظاہر ہوگئی لہذا ہمپر فرض ہی کہ اسکی تبلیغ و نقابت خفیہ اور باطنی طریقون سے کرین انوار ازل نے یہ قدیم ہی سے فیصلہ کردیا ہے کہ جب تک امامت

ظاہر رہتی ہے نقابت و تبلیغ خفیہ ہوتی ہے اور جب امامت مخفی و باطنی ہوجاتی ہے تو نقابت و تبلیغ علانیہ ہونے لگتی ہے۔

حسین۔ مگر اسکا سبب میری ناقص فہم سے بالا ہے۔

شیخ۔ بیشک بالا ہے (زور سے گھور کے) اور تیرے جاہلانہ شکوک اور زیادہ بالا کرتے جاتے ہیں خود خدا کی طرف خیال لیجا کہ وہ مخفی ہے اور اسی لئے اسکی توجہ کی تبلیغ علانیہ ہوتی تھی۔

حسین۔ یا وادی ایمن۔ نبوت تو ظاہر رہی اور اسکے ظہور کے زمانہ مین برابر علانیہ تبلیغ ہوتی تھی۔

شیخ علی وجودی کے منہ مین کف بھر آیا اور سخت برہمی کے لہجے مین وہ چلائے ابھی تک شیطان تیرے دل مین بیٹھا ہے وہ تجھے بہکا رہا ہی اور تو پھر عالم نور مین جانے کی آرزو رکھتا ہے اسُن اس نظام کا تعلق صرف امامت سے ہے نبوت ہمیشہ ظاہر رہی اور ظہور کے زمانہ مین علانیہ تبلیغ ہوتی رہی تاکہ نبوت اور رسالت کس چیز کی طرف لوگون کو بلاتی ہے خدا کی طرف اور فردوس برین کی طرف اور یہ دونون دنیا کی نظر سے مخفی ہین۔

حسین (ڈرتے ڈرتے) گو امامت بھی تو انہی چیزون کی طرف بلاتی ہے اب شیخ کو غصے نے آپے سے باہر کر دیا تھا ایک دفعہ جھک کے اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اور کہا تو عالم نور کی سیر کرنے پر بھی جاہل اور شکی ہے عہد نبوت مین جنت وہ نور الانوار اسقدر نمایان نہ تھے جتنے کہ اب عہد امامت مین ہین۔ رسالت نے کبھی کسی داعی کو اس سرو بستان مین نہین بھیجا اور امامت برابر بھیج رہی ہے جسکا یہ قطعی نتیجہ ہے کہ فردوس برین اور وہ نور ازلی پہلے مخفی تھے۔ اور اب نمایان اور چونکہ نمایان ہین لہذا تبلیغ و نقابت کو خفیہ طریقون سے ہی اپنا عمل کرنا چاہیے۔“

حسین "یا وادی امین! اب مجھے اطمینان ہوگیا اور ضرور تھا کہ اپنے شکوک دفع کرنا۔ اس لئے کہ مین نے اس مذہب کی نسبت بہت سی بے سروپا باتین سنین تھین۔ اور سنا تھا کہ التمونت کے قلعہ مین لوگ طرح طرح کے فریبون سے اس مذہب کے پابند بنائے جاتے ہین۔

شیخ۔ یہ دشمنون اور جہلا کی افترا پردازیان ہین۔ ایسے لوگ جنکو چشم بصیرت نہین اور اُن انوار ازلیہ کے سامنے خفاش سے زیادہ وقعت نہین رکھتے اُن کے کہنے کا کیا اعتبار! اتنے مدارج یقین طے کرکے تجھے نظر آگیا ہوگا کہ ہم کس ملاء اعلی پر ہین اور کس آسانی سے سرو بستان کی سیر کرتے ہین اور وہ کس قعر جہالت مین پڑے ہین اور کس طرح تحت الثریٰ کی طرف روز بروز زیادہ دھنستے چلے جاتے ہین"

حسین۔ "مجھے معلوم ہے" یہ کہہ کے حسین شیخ سے رخصت ہوا۔ اور امام نصر بن احمد کی جان لینے کے لئے دمشق کی راہ لی۔

حسین۔ اب ایسے کامون کے لئے زیادہ جری تھا پہلے موقع پر جو شبہات اُسکی دلمین پیدا ہوئے تھے۔ اب نام کو بھی نہ تھے۔ اُسکو یقین تھا کہ جنت یقیناً ان لوگون کے ہاتھ مین ہی جن کا وہ معتقد ہے اور اُنکے اشارے پر بُرے یا بھلے کام کا کرنا ہی ذریعہ نجات ہے باوجودیکہ اسکے ایک جلیل القدر عالم کے قتل مین اسکے دل نے کسی قدر پس و پیش ضرور کیا۔ مگر شیخ اور زمرد کے خیال نے پھر اسکا دل آگے بڑھایا۔ وہ نہایت سنگدلی کے ساتھ مرشد کے وحشیانہ حکم کی تعمیل کے لئے دمشق مین پہنچا۔ اور امام نصر کے عقیدت کیشون مین شامل ہوگیا۔

اس سفر مین بھی وہ حیرت سے دیکھتا تھا کہ بعض لوگ راہ چلتے چلتے پہچان کے اُس سے بغلگیر ہوتے اور یکجہتی و اخوت کا ثبوت دیتے جس سے اُسے یہ بھی نظر آجاتا تھا کہ اُسکے ہم عقیدہ و ہم خیال کس کثرت سے دنیا مین پھیلے ہوئے ہین خوش نصیبی یادلکی

بے صبری سے جھینے ہی بہرمین اُسے اپنی غرض حاصل کرنیکا موقع ملگیا - ایک پچھلی رات جبکہ امام نصر بڑوس کی مسجد مین اور سب سے چھپانے کے لئے اندھیرے مین تن تنہا کھڑے نماز تہجد ادا کر رہے تھے حسین کا خنجر اُن کے دل مین اُتر گیا حسین نے ایک ہاتھ سے اُن کا منہ بند کر لیا تھا اور قتل کر کے گراتے ہی سینے پر چڑھ بیٹھا اور اونہین نیچے دبا کے بیٹھ گیا جبکا یہ نتیجہ ہوا کہ نہ اونکی آواز نکلنے پائی اور نہ تڑپنے پائی - جب لاش بالکل ٹھنڈی ہو گئی تو وہ پچھلی کے سناٹے ہی مین مسجد سے نکلا چلا گیا - راستے مین ایک نہر کے کنارے بیٹھ کے اپنے کپڑے دہوے کے اور حلب کو روانہ ہوا"

شیخ علی وجودی نے اسکی کارگذاری کی داد دی - اور اسکی پیٹھ ٹھونک کے کہا۔

حسین - تو مراحل یقین کو بہت جلد طے کر رہا ہے کہ اپنے اغراض مین کامیاب ہو"

حسین - یا دادی امین! مجھے ایک امر پر بڑی حیرت ہے - مین جہان جاتا ہون اور جس جگہہ ہوتا ہون میرے ہم خیال وہم عقیدہ صورت دیکھتے ہی مجھے پہچان لیتے ہین اور مین اُن کو نہین پہچان سکتا"

یہ سنتے ہی شیخ نے ایک صندوق سے ایک آئینہ نکالا اور اُسے دکھا کے کہا اپنی صورت دیکھ تجھے اپنے چہرے کی کوئی چیز نظر آتی ہے"

حسین - ہان پیشانی پر ایک داغ ہے مگر معلوم نہین کیسا داغ ہے - شاید بچپن مین کبھی گر پڑا ہونگا"

شیخ - (مسکرا کے) نہین یہ حور کے بوسے کا نشان ہے - یہی ایک مہر ہے جو شخص اس بات کا ثبوت دیتی ہو کہ انسان اپنے قفس عنصری کے ساتھ فردوس برین کی سیر کر آیا ہو"

حسین - تو جن لوگون نے مجھے پہچانا غالباً انکی پیشانیون پر بھی یہ حور کے بوسے کا نشان موجود ہوگا"

حسین - شیخ کی پیشانی پر بھی وہی اپنا داغ دیکھ کے) بیشک یہ مدارج یقین

طے کرنے کا تمغہ ہے "
شیخ - حسین یہ بہت بڑی چیز ہے - مرنے کے بعد سب مومنین جنت مین جائینگے
مگر جو لوگ دنیاوی ہی زندگی مین اُس مرکز نور کی سیر کر چکے ہین انکا یہ فخر وہان
بھی موجود رہے گا - یہ داغ وہان پیشانیون پر نور کی طرح چمکے گا - اور عام ناجیون
مین ہم لوگون کو ممتاز ثابت کرے گا -
حسین - مگر مجھے یہ داغ دنیا ہی مین عزیز ہے - کاش میرے لب میری پیشانی
تک پہنچ سکتے کہ مین اس داغ کو بوسے دے دیکے اپنے دل کی تسلی کرتا - میری پیشانی
پر سوا زمرد کے اور کسی کے بوسے کا نشان نہین ہو سکتا - اگر میرے بوسے لیے
ہین تو صرف اُسی کے لب لعلین نے "

بوسہ من بے برگ دلنوا برگ حنارا   تا بوسہ بہ پیغام دہم آن کف پارا

مگر افسوس جس طرح زمرد میرے دل مین ہے ہاتھ نہین آسکتی - اسیطرح
اسکے بوسے کا نشان ہر وقت میرے پاس ہے اور مجال نہین کہ اپنے مشتاق
ہونٹون کو وہان تک پہنچا سکون -
شیخ "اب ان شاعرانہ خیالات کو دور کرو - اور امام قائم قیامت کی قدمبوسی
کے لئے تیار ہو "
شیخ - لبیک! اگر یا وادی ایمن اتنا اور بتا دیجیے - کہ آپ کو امام قایم قیامت
کیون کہتے ہین -
شیخ - یہ بھی رموز ربانی مین سے ایک بھید ہے - تجھے شاید ابھی تک اُن آئمہ کے
نام بھی نہ معلوم ہونگے جو نور الٰہی کی شعاعین ہین اور مختلف اوقات مین مختلف
جسدون سے نمایان ہوتے رہے ہین - یہی ائمہ ہمیشہ ناسوت اکبر ہوتے رہے ہین سونیکی
نوح جو آدم نوح - ابراہیم - موسیٰ - داؤد - سلیمان - عیسیٰ - اور محمد صلواۃ اللہ علیہم اجمعین

بساد مطہرہ سے لمعہ فگن ہوتا رہا تھا۔ آخر علی مرتضیٰ کے جسد نورین میں نمودار ہوا
اور چونکہ اب نبوت ختم ہو چکی تھی۔ لہذا اس ایک روح نے مختلف اجساد بدلنے شروع کئے
پھر حسین و علی زین العابدین و محمد باقر علیہما السلام کی اجساد کی سیر کرتے کرتے وہ نور
جناب جعفر صادق کے جسد انور سے نمایان ہوا اور وہ زندہ ہی تھے کہ اسکے پیکر جسدی کو
چھوڑ کے پہلے جناب اسمعیل مین پھر محمد مکتوم ابن اسمعیل مین جو سابع نام تھے آیا چندروز
تک وہ نور سلسلہ وار امام منصور بن محمد مکتوم جعفر مصدق۔ اور حبیب بن جعفر کے
اجساد کے مطہرہ مین خفیہ ہی خفیہ لمعہ فگن رہا۔ جناب اسمعیل سے اسوقت تک
امامت مخفی رہی تھی۔ اب یکایک اوس نور نے عبید اللہ مہدی کی ذات سے نمایان ہو کے
اپنی پوری تنویر دکھادی اور امامت ظاہر ہو گئی اسکے بعد سے وہ نور برابر علانیہ طور پر
مختلف اجساد طاہرہ کو بدلتا رہا۔ پہلے قائم بامر اللہ کے جسم سے پھر منصور کے پھر معز لدین اللہ
کے پھر عزیز باللہ کے پھر حاکم بامر اللہ کے بعد پھر حسن بن محمد یعنی علی علیہم السلام پھر محمد بن علی
علیہم السلام کے جسمون نے لاہوتیت کبریٰ کا درجہ پایا اور فی الحال وہی نور ازلی رکن الدین
خورشاہ سے جمال جہان آرا سے نمودار ہین جو فرمانروائے التمونت ہین۔ وہی امام
قائم قیامت البرزخ ہین اور لاہوت و الناسوت اور وہ تجلی ہین جو مختلف جسدہائے
امامت و نبوت سے لمعہ افگن رہی تھی۔

حسین (حیرت سے) وہی جن کے ہاتھ پر مین نے اس عالم لاہوت مین بیعت کی تھی۔

شیخ "وہی"

حسین۔ مگر وہ تو فرماتے ہین کہ وہ التمونت کے فرمانروا ہین۔

شیخ۔ بیشک ہین مگر یہ علائق دنیوی اُنکے تجرد اور اونکی اوس نورانیت کو جو
عالم سروش مین لیجاتی ہے۔ دھندلا نہین کر سکتے امام دینی اور عام لوگون مین یہی فرق
ہے کہ جس چیز کو ہم محنت و ریاضت سے ادا نہین کرتے ہین۔ انہین فطرۃً بدرجۂ اتم

حاصل رہتی ہے اسی لحاظ سے وہ عالمین برزخ کہے جاتے ہیں"

حسین - اور وہ امام قائم قیامت کیوں کہلاتے ہیں"

شیخ - (کسی قدر برہم ہوتے ہوئے) لڑکے ہاں میں نے اسکا راز ابھی نہیں بتایا امام مستنصر و نزار کے عہد میں انہیں انوار ازلی کی ایک نئی اور غیر معمولی شمع روشن ہوئی تھی گو یہ شمع دراصل وہی قدیم نور امامت کا انعکاس تھی - مگر اتنا بڑا انعکاس تھا کہ اوسکے جلوے سے تمام ممالک ارض چمک اوٹھے اس سے وہ چراغ نور مراد ہو جو حسن بن صباح کے جسم صافی میں چمکا تھا یہ لقب قائم قیامت اسی آئینہ پرتو انداز کا ہے جسنے یکایک حدود مدارج اعلی اور نورستان میں پہنچ جانے کے اتنے صحیح ذریعے مخلوق میں پیدا کر دے کہ ادنی لوگوں کو وہ کمال حاصل ہو گیا جو گذشتہ عہدوں میں سوا انبیا اور آئمہ کے کسی کو حاصل نہ تھا پہلے کوئی فردوس بریں میں جانے کا خیال بھی نہ کر سکتا تھا مگر اب اوس اعلی پرتو انداز کے ظہور کے بعد یہ حالت ہے کہ میں آنکھیں بند کر کے ایکدم میں عالم نور کی سیر کر آتا ہوں ۔ اور تم اور تم صدہا مومنین اس بہشتستان میں جا کے حوروں کی صحبت اوٹھا آئے ہیں قیامت کے معنی ظاہر پرستون میں یہ سمجھے گئے ہیں جبکہ دنیا کی زندگی ختم ہو جائے گی مگر حقیقت شناس جانتے ہیں کہ قیامت دراصل اوس حالت یا وقت کا نام ہے جبکہ بندون کو خالق سے یا پرتو نور سے قربت ہو۔ حسن بن صباح نے چونکہ اپنے عہد کے مخلوق کو ایسے تقرب کے درجے پر پہنچا دیا لہذا وہ امام قائم قیامت کہلاتے ہیں یعنی وہ امامت جسکی بدولت مخلوق و خالق میں قربت ہو گئی اور اسی قربت کا نتیجہ ہے کہ اون کے چوتھے جانشین امام علی ذکرہ السلام جو امام قائم ہیں جو جناب علی مرتضی سے نسلاً بعد نسل علی آئے ہیں - اور جنہوں نے قائم قیامت جنکا چراغ پہلے پہل حسن بن صباح کے جسم میں روشن ہوا تھا

دونون امانتین[۵] جمع ہوگئین اور یکایک انوار لم یزلی ہیجان مین آگئے۔ بس قیامت سے تمام تکلیفات شرعیہ بندون پر سے اوٹھا دے گئے۔ رمضان کی ۱۷ کو اس قربت و نور و پرنور کا جلوہ نظر آیا تھا۔ یعنی مومنین شرعی ان قیدون سے آزاد ہوئے تھے اسی سبب سے وہ دن ہمارے لئے عید ہے اور اوسکی یاد مین یہ وظیفہ ہر وقت اور ہمیشہ ہماری زبان پر رہتا ہے ۵

برداشت غل شرع بتائید ایزدی مخدوم روزگار علی ذکرہ السلام

حسین۔ (متحیر ہوکے) مگر مین تو دیکھتا ہون کہ آپ شب و روز ریاضت ہی مین مشغول رہتے ہین اور آپ ہی کی طرح اس فرقہ ناجیہ کے جتنے پیرو مجھے ملے سب پابند شرع بڑے محتاط اور بڑے متقی و پرہیزگار نظر آئے۔"

شیخ۔ جو لوگ عرفان و حقیقت کے مدارج طے کرنا چاہتے ہین۔ ان کو بیشک عبادت ریاضت کرنا پڑتی ہے مگر مومنین پر فرض اب کوئی عبادت نہین۔ خاصۃً ان برگزیدگان لم یزلی کے لئے جو امام قیامت سے تقرب رکھتے ہون۔"

حسین۔ مگر [illegible] میرا دل آپکی توجہ کا محتاج ہے تکلیفات شرعیہ کا اوٹھا دینا ایک ایسی چیز ہے جس سے میرے دل مین شکوک پیدا ہوتے ہین۔"

شیخ۔ دیر ہی کے ساتھ ان مدارج طے کرنے پر یہی شکوک [illegible] دبستان اور عالم نور کی سیر کر چکنے کے بعد بھی شک [illegible] بیشک نہین گستاخی ہے۔ جانتا ہے کہ

---

۵ دونون امانتین اس طرح جمع ہوئین کہ قائم قیامت کی امامت تو حسن بن صباح کے جانشینون سے ملی اور دوسری امامت [illegible] کہ علی ذکرہ السلام نے عجیب تاویلون اور رکیک توجیہات سے دعویٰ کیا تھا کہ مین اسکا بیٹا نہین جسکی طرف منسوب ہون بلکہ دراصل مین نزار بن مستنصر باللہ کے ایک بیٹے کا بیٹا ہون جو قلعہ الموت مین چھپا ہوا تھا۔ اس طرح اپنا سلسلہ نسب بنی فاطمہ سے ملا کے اس نے خود [illegible] اور امامت موروثی کے پانے کا دعوے کیا تھا۔

ساری عبادتیں خداوند جل و علا کی قربت حاصل کرنے کے لئے ہین اور جب وہ قربت حاصل ہو جائے تو پھر کسی عبادت کی ضرورت نہین رہتی تمنے سنا ہے اور دیکھ بھی لیا ہوگا کہ جنت مین کوئی شخص عبادت کا مکلف نہین - اسکا بھی منشا یہی کہ اس تقرب انوار لم یزلی کے لیے عبادت کرتے ہین اور وہان ہر ایک کو یونہین حاصل ہوتا ہے
حسین ۔ بیشک وہ منزل نور منزل مقصود ہی - اور عبادت اُسکا راستہ جنت مین پہنچ جانے کے بعد فی الحقیقت کسی عبادت کی ضرورت نہین رہتی ہے لیکن جو لوگ ابھی اسکے باہر ہین اُنکی نسبت نہین کہا جا سکتا کہ منزل مقصود کو پہنچ گئے یا وہ چل رہے ہین اور راستے مین ہین - لہذا انکو عبادت کرنے کی ضرورت بھی ہے -
شیخ - (انتہا سے زیادہ از خود رفتہ ہو کے اور منہ مین کف بھر لا کے) اس پیکر خاکی کو شہادت ہی نے خراب کیا! یہ برابر شک کرتا ہے! اور اپنے شکوک مین بڑا ضدی ہے سُن! اے حسین! امام قایم قیامت نے جو اپنے کو آپ کو بتایا کہ وہ اس عالم نور مین ہین اور حیز عنصری سے باہر اُسکے یہی معنی تھے کو بظاہر اُن کا جسد اس عالم مادی مین نظر آتا ہے - مگر در اصل وہ ان مادیات سے اور اوس سمر و سمر و ستان اعلیٰ مین ہین اُن سے ملنے اور اُنکے جوار مین رہنے کے یہی معنی ہین کہ گویا انسان اس تیرہ ظلمت کدہ ارضی سے نکل کے لاہوت اکبر کے قریب جا پہونچا پھر وہان پہونچ جانے کے بعد عبادت کیسی؟
حسین - بجا ہے میرا شبہہ دور ہو گیا آپ کی تقریر سے ہمیشہ دلکے شکوک دور ہو جاتے ہین اور اسی اطمینان کے حاصل کرنے کیلئے مین اپنے شبہون کو بلا تامل آپ کی خدمت مین عرض کر دیتا ہون
شیخ - خیر تم اس امتحان مین بھی پورے اُترے اب تمکو امام علیہ السلام کی خدمت مین بھیجتا ہون - جاؤ - اور اُنکے احکام کی بلا عذر اطاعت کرو - آج صفر کی ۲۰ ہے

رمضان کی ۱۷ کو عید قایم قیامت ہوگی - اس تاریخ کو بہی مین وہان آؤن گا - اور
شیخ طور معنی بہی وہان موجود ہونگے - مگر اتنے دنون مین تم نے امام قایم قیامت پر
اپنی عقیدت کیشی و اطاعت کا پورا ثبوت دیدیا تو مین بہی تمہاری سفارش کرونگا
اور طور معنی بہی کرینگے - اور اسی وقت تمکو زمرد سے ملنے مین کامیابی بہی حاصل ہوگی -
مگر خیال رکہو کہ اس اعلی دربار مین انسان کے سر سے بہت تکلیفات شرعیہ اُٹھا جاتے
ہین وہان کی عبادت صرف اطاعت و انقیاد ہے - اگر اس مین کوتاہی ہوئی تو پہر
اس کا علاج نہ میرے پاس ہے اور نہ کسی شخص کے پاس - اس درگاہ کا رانده
مردود ازلی اور رحمت الہی سے ہمیشہ کے لئے محروم ہے "

حسین " مین کسی حکم سے سرتابی نہ کرون گا -

شیخ - وہ ایسا مقام بہی نہین جہان تم اپنے دل کے شکوک کو اسی بے تکلفی سے
ظاہر کردیا جس طرح میرے سامنے کرسکتے ہو -

حسین - کبہی کسی امر مین شک نہ کرون گا "

شیخ - اگر اتنے مضبوط ہو تو کل صبح کو تم یہان سے روانہ ہوکے الموت کی راہ مین
ایک خط دونگا اسے لیکے امام کی خدمت مین حاضر ہونا اور جب تک وہان سے
یا مجہ سے کوئی حکم نہ ملے اس دربار کو نہ چہوڑنا -

حسین - ہرگز نہین " یہ کہکے اس نے شیخ کے قدم چوم لئے -

دوسرے دن علی الصبح وہ شیخ علی وجودی سے خط سفارش لیکے رخصت ہوا اور
مشرق کی راہ لی - چند روز مین بغداد و اصفہان ہوتا ہوا علاقہ رودبار مین پہنچا اس
سفر سے دوران شیخ نے ہمیون کو ہرون کے بوسون کے نشان سے پہچان کہ سکتے اور بے
بتائے پہچان لیا کرتا تھا ہر شہر و قریہ مین ملتے اور اونکے ساتھ نہایت ہی خلوص عقیدت
سے پیش آتے - اس نے دیکہ کے ایک گاؤن مین ایسا باطنی شخص جو اپنی پیشانی کے

نشان سے تیار رہا تھا کہ وہ بھی جنت الفردوس کی ہوا کھا آیا ہے حسین کو نہ
ہی خلوص و پاک دلی سے اپنے گھر لے گیا۔ اور کئی دن تک مہمان رکھا۔"

اس شخص کے گھر پر ایک صحبت میں کئی ایسے باطنی جمع ہوئے جن کو ابھی سال
دو سال کے اندر جنت کی ہوا کھلائی گئی تھی۔ لوگوں نے صحبت کو اغیار سے خالی
اور اپنے ہم عقیدہ و ہم خیال لوگوں ہی پر محدود دیکھ کے باہم جنت کا تذکرہ شروع
اثنائے کلام میں ایک شخص بولا۔ "مگر مجھے جنت میں بھی ایک تمنا رہ گئی"

دوسرا۔ "خیر تو ہے وہ کیا؟"

پہلا۔ "وہاں ایک ایسی دلفریب نازنین نظر آئی کہ دل بے اختیار ہاتھ سے نکل گیا
لیکن خدا جانے کیا بات تھی کہ ہزار کوشش کی مگر اوس آفت نے ہاتھ دھرنے
بات کا جواب تک نہ دیا"

دوسرا۔ "واقعی تعجب کا مقام ہے۔ جنت میں تو ایسا ہونا چاہیئے کہ جس حور
کی طرف تمہارے دل کو میلان ہو اور ذرا التفات نہ کیجئے تو یقیناً بالطف خلوت میں لیجا

یہ سن کے ایک تیسرا شخص بول اوٹھا "حقیقت میں اس قسم کے بعض نقصانات
وہاں انسان کو نظر آجاتے ہیں۔ اس مسئلے کو میں نے شیخ کے سامنے بھی پیش کیا تھا
جنہوں نے بہت آسانی سے میرا اطمینان کر دیا۔ انہوں نے بڑے جوش و خروش
کہا تھا اور گویا اوس وقت بھی میرے کانوں میں گونج رہے ہیں کہ تم اپنی مادی
پیکر کے ساتھ ہزاروں کثافتیں اور برائیاں لیکے تو اس عالم نور میں جاتے ہو اور پھر آ
کرتے ہو کہ سروستان کو اسی پاک و مجرد حیثیت سے دیکھو جس طرح غیر مادی آنکھیں دیکھتی ہیں؟
تمہارے نقصان اور تمہارے مادی عجز ہیں جو اوس عالم نور کو معیوب دکھاتی ہیں"

پہلا۔ "اور وہاں میں نے یہ بھی سنا تھا کہ اوس حور کو تجرد ہی میں حاصل ہوا اوروں کو
اس لیے کہ مادی تعلقات کلیۃً منقطع نہیں ہونے پائے تھے"

دوسرا۔ بیشک یہی سبب ہوگا اول تو ادس حور مین ذاتاً نقصان وجود تھا پھر تمہین اپنی مادی آنکھون سے اور زیادہ بدنما نظر آیا۔

حسین۔ (کسیقدر تعلق خاطر سے) اور کچھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اس حور کا نام کیا تھا۔

پہلا۔ ہان مجھے بتایا گیا کہ اُسکا نام زمرد ہے۔ اور میری حور نے جسکے آغوش کا مزہ زندگی بھر نہ بھولیگا۔ یہ بھی بتایا کہ اُسے کسی خاکی پیکر سے اسقدر تعلق ہے کہ جنت کی سیر کرنیوالون مین سے کسی طرف التفات نہین کرتی۔

دوسرے دن حسین یہان سے رخصت ہو کر آگے روانہ ہوا اور وہ ہی چار روز مین قلعہ التمونت کے پھاٹک پر کھڑا تھا۔

چھٹا باب

مردود ازلی

قلعہ التمونت کے پھاٹک پر حسین روکا گیا۔ اور چونکہ اندر داخل ہونیکا اجازت نامہ نہین پیش کرسکا۔ لہذا وہی خط جو شیخ علی وجودی نے لکھدیا تھا اس سے لیکے قلعہ دار کے پاس بھیجا گیا پھر رکن الدین خورشاہ کے ملاحظہ مین پیش ہوا جو اُن دنون تمام باطنیون کا امام اور علی ذکرہ السلام کا پوتا تھا۔ خورشاہ کا ہنوز عنفوان کا شباب تھا مگر چونکہ ان لوگون کے عقیدے مین امام پیدا ہوتی ہی امام ہوتا ہے لہذا اُنکی تقدس و وجاہت مین نوعمری سے کوئی فرق نہین آنے پاتا۔ انکے نزدیک اگر رتبہ امامت حاصل ہو تو ایک چھ برس کا بچہ اور ساٹھ برس کا بوڑہا دونون یکسان معصوم ہین اور دونو نکے احکام یکسان طریقے سے واجب التعمیل ہین۔ سلطنت اور یہ مذہب دونون حسن بن صباح کی بینظیر کوششون سے قایم ہوئے تھے جسکو اب ڈیڑہ سو برس گذر چکے اور باوجودیکہ دنیا مین بڑے بڑے انقلابات ہوگئے مگر اس خاندان کا وہی دور دورہ رہا۔ بعض دلیر اور اولوالعزم حملہ

آوروں نے اگرچہ دو ایک مرتبہ یہاں کی پولیٹکل قوت کو ضرر پہنچا دیا - مگر مذہبی اثرات
پہلے سے بھی زیادہ ترقی پر ہے اور التمونت کا قلعہ اسی طرح محفوظ و مامون
چلا آتا ہے جس پر مخالفت کے ساتھ کوئی پرندہ بھی پر نہیں مار سکتا۔"

مذہبی مقتدائی کا تاج تو یہاں کے تاجداروں کے سر پر ابتدا ہی سے تھا مگر علی ذکرہ السلام
کے عہد سے یہ لوگ اپنے آپ کو امام اور یادگار خاندان بنی فاطمہ بھی کہنے لگے اس لئے
کہ ذکرہ السلام نے دعوی کیا کہ میں جب بچہ تھا تو ابن مستنصر فاطمی بھی کے پوتے سے
مخفی طور پر بدل لیا گیا۔ اسوقت ان لوگوں نے علانیہ امامت کا دعوی کر دیا۔ اور اب
اپنے آپ کو نور محض اور لاہوت و ناسوت کا برزخ ظاہر کرتے ہیں۔ جو لوگ بادشاہ یا امام
کے احکام بے عذر و بے حجت آنکھیں بند کر کے بجا لاتے ہیں اور جنکے خنجر سے سارا زمانہ
کانپ رہا ہے۔ خدائی کہلاتے ہیں انکی یہ حالت ہے کہ مقتدا اور فرمانروا کے حکم پر جان دینا
اور خودکشی بھی ذریعہ نجات سمجھتے ہیں انہیں فدائیوں کی وجہ سے جو رعب و داب
رکن الدین خورشاہ کے دربار میں ہے شاید اس درجہ کا کسی بادشاہ کے دربار میں
نہ نظر آتا ہوگا۔ یہاں کسی کی اتنی بھی مجال نہیں کہ بادشاہ کے سامنے بے ادبی
و مخالفت کا خیال ہی دل میں لا سکے۔

شیخ علی وجودی کا خط دیکھتے ہی حسین کو باریابی کی اجازت دی گئی بڑے بڑے قوی ہیکل
اور مہیب شکل و شمائل کے فدائی اسے پکڑ کے خورشاہ کے سامنے لے گئے حسین نے سامنے
جا کے جیسے ہی فرمانروائے التمونت کی صورت دیکھی دوڑ کے قدموں پر گر پڑا اور چلایا "
ہذا امامی " ہذا امامی " رکن الدین اسکے اوٹھانے کے لیے جھکنے ہی کو تھا کہ اہل
دربار میں سے بعض ممتاز لوگوں نے اسے اوٹھا کے کھڑا کیا۔ اور کہا کہ " بیشک یہی
امام زمانہ ہیں اور نور محض ہیں۔ مگر ادب و صبر سے کام لو۔ اور جو التجا ہو پیش کرو "
خورشاہ۔ اے نوجوان آملی! تجھ میں کیا بات ہے کہ وادی الموت تیری انتہا سے زیادہ

یف کرتے ہین ؟ تیرے علم و فضل کے بھی مداح ہین ۔ اور تیری بہادری
با نبازی کے بھی ۔

ین ۔ (ادب سے زمین چوم کے) صرف اس سبب سے کہ مین نے ان کی
ست گذاری مین کوئی دقیقہ نہین اوٹھا رکھا اور کبھی اُس کی حقیقت کے
سے انحراف کرنے کی جرات نہین کی ۔

رشاہ ۔ اور اب شیخ نے کس غرض سے یہان بھیجا ہے ۔

ین ۔ یا امام قائم قیامت مین فردوس بریں کو ایک نظر دیکھنا چاہتا ہون"

رشاہ (غور کرکے) ابھی تک انوار شیونات انوار ایزدی سے بھی آواز
رہی ہے کہ لن ترانی"

سین ۔ مگر امام قائم قیامت کی توجہ نے شفاعت کی تو ممکن نہین کہ میری ارزو نہ برآوے

رشاہ ۔ اے بوالہوس پیکر خاکی ابھی اسکے متعلق تجھے کسی قسم کی
مید نہین دلائی جا سکتی"

کہہ کے خورشاہ ایک اور شخص کی طرف متوجہ ہونے کو تھا کہ حسین نے آبدیدہ ہوکے
در نہایت ہی پردرد اور مایوسی کی آواز مین کہا ۔ تو اس ادنی جان نثار بارگاہ
امت کو اجازت ملے کہ اسی آستانے پر ٹھیر کے اسوقت کا انتظار کرے جبکہ
آرزو برآئیگی ۔ آئندہ عہد قائم قیامت کے موقع پر وادی ایمن بھی یہان تشریف
ینگے کیا عجب کہ اس دن جبکہ قائم قیامت اور امام تجلیا ہونگے اور مخلوق کو
الق سے یا پرتو کو نور سے زیادہ قربت ہوگی میری دعا قبول ہوجائے ۔

خورشاہ ۔ اچھا ٹھیرو ۔ مگر یہ خیال رہے کہ یہان کے امتحان زیادہ سخت ہین"

حسین ۔ مین ہر قسم کا امتحان دینے کو تیار ہون"

خورشید شاہ نے اسکے بعد دوسرے شخص کیطرف توجہ کی اور پوچھا ۔ تم یہان کب آئے

دیدار۔ ہاتھ جوڑکے)" آج ہی صبح کو۔
خورشاہ۔ اور جس کام کے لئے گئے تھے وہ پورا ہو گیا؟"
دیدار۔ میرا خنجر کبھی خالی گیا ہے؟ اگرچہ مہم دشوار تھی مگر جنت کے شوق مین وہان پہنچا اور امام کے حکم کو نہایت کامیابی کے ساتھ پورا کیا"
خورشاہ۔ ہان بیان کرو تم نے چغتائی خان کو کیونکر قتل کیا؟"
دیدار۔ یا امام قایم قیامت! ترکستان مین اس جان نثار کا نام منقی تھا وہا نکی مختلف صحبتون مین شریک ہو کے فدوی نے ایسی ہر دلعزیزی پیدا کی کہ منقو خان چغتائی خان کے بہادر بیٹے کے دل مین مجھ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا اُس نے مجھے بلوا کے اپنے گھر مین رکھا اور کئے مہینے تک یہ حالت رہی کہ جب تک مین نہو تا کسی بات مین اسکا دل ہی نہ لگتا اس نے مجھے اپنے باپ سے ملایا۔ اب چغتائی خان بھی میری باتون کا دیوانہ تھا چند روز تک باپ بیٹون کا میرے سوا کوئی انیس وجلیس نہ تھا۔ چغتائی خان اپنی ذات سے ایسا زبردست اور قوی ہیکل واقع ہوا تھا کہ اسپر حملے کر کے کامیاب ہونا مجھے دشوار نظر آیا۔ اور اسی وجہ سے مجھے کئی مرتبہ موقع ملنے پر بھی جرات ہوئی آخر ایک روز رات کو جبکہ ہلاکو خان کسی بڑی مہم سے آیا تھا۔ اور منقو خان اُس کے ملنے کو گیا تھا۔ چغتائی خان مجھے تنہا سوتا ہوا مل گیا۔ اس سے زیادہ مناسب موقع ملنے کی امید نہ ہو سکتی تھی۔ مین نے چپکے ہی چپکے پہلے اسکے ہاتھ پاؤن ایک رسی سے باندھ دیئے اور پھر سینے پر چڑھ کے اس کا کام تمام کیا۔
اور چغتائی خان کے قتل کے بعد مین واپس چلا آیا۔ مگر مجھے حکم تھا کہ ان لوگون کو بتا بھی دون کہ چغتائی خان کو قتل کیا گیا۔ اس غرض کے لئے ان تمام حالات کو ایک خط مین لکھکے مین نے پہلے ہی اپنے پاس رکھ لیا تھا۔ اب اُسی خط کو لیکے ہلاکو خان کی فرودگاہ کی طرف چلا خوش نصیبی سے چغتائی خان کی بیٹی راستے مین مل گئی جو ہلاکے

ل کر اپنے گھر کو آرہی تھی - رات کے اندھیرے مین مین نے وہ خط اُسکے ہاتھ مین چپکے سے رکھدیا اور بھاگ کے قریب کے ایک جنگل مین چھپ رہا دوسرے دن صبح کو مجھے معلوم ہوا کہ قراقرم[1] ماتم کدہ بنا ہوا ہے اور ہر شخص کو میری جستجو ہے - بعدہ موقع پا کے مین نے ایک غار مین پناہ لی اور پورے آٹھ دن تک اسی مین چھپا بیٹھا رہا - نوین دن جب میدان خالی نظر آیا تو اس غار سے نکل کے ادہر کو روانہ ہوا - جس کے تین مہینے بعد اب آستان بوسی کی عزت حاصل کر رہا ہون "

خورشاہ "بیشک دیدار تم نے بڑا کام کیا اور مستحق ہو کہ تمھین آج ہی جنت کی سیر کرائی جائے " یہ سنتے ہی دیدار بادشاہ کے قدمون پر گر پڑا - مگر خورشاہ نے خود اپنے ہاتھ سے اُٹھایا - اور ساتھ ہی لیجانے کو تھا کہ حسین نے از خود رفتگی کے جوش کے ساتھ کہا "اے بیرحم بادشاہ مین سب سے زیادہ جنت مین جانے کا آرزومند ہون اگر یون نہین تو میرا امتحان ہو بتایا جائے کہ مین بھی کسی کو قتل کرون - مگر آہ زمرد کے فراق مین صبر نہین ہو سکتا "

خورشاہ - "نہ ابھی تمھارا امتحان لیا جا سکتا ہے " اور نہ تمکو باغ فردوس مین جانیکا کوئی استحقاق ہے"

حسین (جوش و خروش سے) "مجھ سے زیادہ مستحق کوئی نہین مین نے امام نجم الدین نیشاپوری کی زندگی کا چراغ گل کیا ہے - امام نصر بن احمد کے خون مین ہاتھ رنگ چکا ہون اب اسکے بعد بھی کیا کوئی زیادہ مجھ سے مستحق ہو سکتا ہے ! مین صرف اپنی بے صبری ہی کی وجہ سے مستحق نہین بلکہ ایک مینو نشین حور بھی میرے لئے حیران و پریشان ہے " یہ گستاخانہ جملے سنتے ہی سب لوگ چونک پڑے - بعض حسین پر حملہ کرنے کو جھپٹے قریب تھا کہ گرد کے قوی ہیکل فدائی اسکی بوٹیان اڑا دین بلکہ خود خورشاہ نے ہاتھ کے اشارے سے سبکو روکا اور نہایت ہی متانت کے ساتھ حسین کے ساتھ دیکھکے بولا

[1] قراقرم تاتاریون کا قدیم دارالسلطنت تھا جو کاشغر کے قریب ہے ۱۲

اس گستاخی اور بدتمیزی کی سزا مین تم سے کہا جاتا ہے کہ فوراً قلعہ سے با
اور تم ہرگز اُسکے مجاز نہین کہ اس فردوس برین کی پاک زمین تمہارے قدم
کیجائے تمہاری سزا قتل تھی۔ چند ایسے اسباب ہین جنکی وجہ سے مین تمہارے قتو
نہین خیال کرتا۔ مگر اب یہ نہین ہو سکتا کہ تم اس قلعے مین ایک گھڑی کے لئے بھی ٹھ
حسین کو بھی فوراً اپنی گستاخی کا خیال آیا ایک بے اختیاری کی شان سے
پر گر پڑا اور عاجزی کے لہجے مین رو رو کے کہنے لگا دو یا امام قایم قیامت امید
معاف ہو مین جوش عشق مین بے اختیار و بیخود ہو گیا تھا لیکن بالکل شنوا
خورشاہ دیدار کو لئے ہوئے اپنے محل مین چلا گیا اور اوسکے جاتے ہی لوگون
زبردستی دھکے دیکے قلعے سے نکالدیا۔ اُس نے ہزار منت و سماجت کی مگر
نہ گئی۔ بلکہ بعض لوگون نے کہا کہ دو تم بڑے خوش نصیب تھے کہ صرف خارج
کئے جاتے ہو ورنہ یہان گستاخی کی سزا قتل ہے۔

حسین - پھر اب مین کیا کرون؟ اور کہان جاؤن؟"

لوگ - ہم نہین جانتے تمہین اختیار ہے۔

حسین کی مایوسی کی اسوقت کوئی انتہا نہ تھی صرف یہی نہ تھا کہ وہ زمردہ
سے مایوس ہو گیا ہو۔ بلکہ اپنے آپ کو رحمت باری اور نجات سرمدی سے دو
اُسکے عقیدے مین تھا کہ جب مین اس درگاہ سے مردود ہو گیا تو پھر کہین
لگے گا التمونت کے باہر پہاڑون مین روتا اور چٹانون سے سر ٹکراتا تھا
آئی کہ اپنے شیخ شریف علی وجودی کے پاس جا کے اُن سے معافی کی درخو
کرے۔ مگر خیال کیا کہ اس بارگاہ امامت سے نکالے جانے کے بعد وہ بھی اپنے و
نہ دینگے خیال ہر طرف لیجاتا اور ہر طرف سے مایوسی کے آثار نظر آتے آخر اُسے
نصیحت یاد آئی اور اسکے ساتھ ہی کوہ البرز کی اُس گھاٹی اور زمردہ کی نقد

سامنے پھر گئی یکایک آپ ہی کہہ اوٹھا تو مجھے وہین چلنا چاہیئے - بس اب میرے لیے وہان کے سوا اور کوئی پناہ کی جگہہ نہین - مگر اسکے ساتھ ہی دل مین خیال گذرا کہ اب تو وہان بھی مقصد وری کی امید نہین - جب اوس نورشان اور سرو شعان سے میرے تعلقات مطلقاً قطع کر دئے گئے تو وہ بھی مجھ سے ناخوش ہوگی اور اگر بالفرض خوش بھی ہو یا وہ قدیم محبت اوسکے دل مین باقی بھی ہو تو یہ کیونکر ممکن ہوگا کہ امام اور مرشد کے خلاف وہ مجھے کسی قسم کی مدد دے سکے ؟ اب تو اتنی بھی امید نظر نہین آتی - کہ پہلے کی طرح اور وعدے کے مطابق وہ مجھے کامیابی کا کوئی راستہ بتا سکے " یہ خیال کر کے وہ پھوٹ پھوٹ کے رونے لگا بار بار دل مین آتی تھی کہ انہین پہاڑون سے سر ٹکرا کے خودکشی کرے - مگر اسمین اور زیادہ مایوسی کا یقین تھا آخر اس نے دل مین یہی فیصلہ کیا کہ "پہلو زمرد ہی کی قبر پر چل کے بیٹھون اگر مایوسی ہوگی تو یہی کیا کم ہے کہ دلکی اولجھن زیادہ بڑھیگی تو اس حوروش کی قبر کو سینے سے لگا لونگا " یہ فیصلہ کر کے وہ روتا اور سر دھنتا ہوا پہلے قزوین گیا - پھر قزوین سے نکل کے وہ البرز کی اوسی پرانی گھاٹی مین پہنچا اور وہین مقیم ہو گیا اتنے انقلابات اور اتنی سرگردانی کے بعد اب پھر وہ معشوقہ دلبر کی تربت کا مجاور ہے - اسیطرح شب و روز عبادت و فاتحہ خوانی مین مصروف رہتا ہے - قبر کے پاس بیٹھے بیٹھے گھنٹون زمرد کے خیال سے باتین کرتا ہے اور بار بار رو کے کہتا ہے " اے بہشتی نازنین ! خدا کے لئے اپنی قبر کیطرف توجہ کر اور دیکھ کہ مین کیسا حیران و پریشان ہون ! آہ تیرے عشق اور تیری فراق کی بے صبری نے دونو جہان سے کھو دیا نہ ادھر کا ہوا نہ اودھر کا - نہ اس دنیا ہی کے کام کا رہا اور نہ اوس عالم کے کام کا - مگر اے معشوقہ باوفا ! اور بارگاہ لم یزلی کے مقبول نازنین ! میرے حال زار پر توجہ کر - اس درگاہ مین میری شفاعت کر - اور اپنی محبت کا صدقہ مجھے اپنے وصل سے مایوس نہ رکھ "

یہی خیالات تھے کہ شکوہ وہ قبر کے سامنے ظاہر کرتا اور یہی دعا تھی جو ہر وقت اسکے لب
تھی آخر ایکدن اُسکی امید بر آئی۔ صبح سویرے آنکھہ کھولکر دیکھا تو قبر پر زمرد کا
خط رکھا ہوا تھا ایک ہی نہین بلکہ دو خط جن مین سے ایک لفافے مین بند تھا
اور دوسرا کھلا ہوا۔ حسین نے دونون خطون کو اوٹھاکے چوما۔ اور آنکھون سے
لگایا۔ اور کھلے خط کو پڑھنے لگا۔ جس کا مضمون حسب ذیل تھا "
"حسین تونے بڑی غلطی کی! امام قایم قیامت کی خدمت مین اور گستاخی؟
غنیمت ہے کہ تو بچگیا۔ افسوس مین اپنے دل کو تیری طرف سے نہین پھیر سکتی چند
روز کے لیے یہان آنے کی تو مجھے اور بیتاب کر گیا اور اسی بیتابی کا نتیجہ ہے جو مین
تجھے یہ خط لکھہ رہی ہون۔ افسوس مین وہ کام کرنے پر آمادہ ہو گئی جو مجھے کرنا
نہ چاہیے تھا۔ مگر مجبور رہی تھی جو بات ہونیوالی تھی کیونکر رکتی۔ خیر اب تو مستعدی
سے میری تدبیر پر کاربند ہو۔ مگر یہ سمجھہ لے کہ یہ بہت ہی نازک کام ہے جسے ضبط و
تحمل سے انجام دینا چاہیے اگر تو نے ذرا بھی میرے مشورے کے خلاف کیا تو تجھے
بھی ضرر پہنچے گا۔ اور مجھے بھی اور پھر ہم کبھی نہ مل سکین گے۔ یہ آخری اور سخت تدبیر
اور اوسکے عمل مین لانے پر مین اسوقت مجبور ہوئی ہون جب یہ یقین ہو گیا کہ تیرے
لیے اب امید و آرزو کے سب دروازے بند ہو گئے۔ یہ دوسرا خط جو تجھے اس خط
کے ساتھ ملیگا اور بند ہے اسیطرح بند رکھہ اسکو لیکے مشرق کیطرف روانہ ہو اور
سیدھا شہر قراقرم مین جو کاشغر کے قریب ہے وہان مغلون کے شاہی خاندان مین
ایک ملکہ ہے بلغان خاتون۔ کوشش نہ کر کہ اسمین کیا لکھا ہے اور نہ اس امر کو
بلغان خاتون سے پوچھنا۔ وہ تجھ سے جو سوال کرے بس اسکا صحیح جواب دیدے
اور ملکہ بلغان خاتون جس امر کا ارادہ کرے اُسمین اسکی مدد کرے۔ اگر وہ تیرے ساتھ
آنا چاہے تو اُسے اور جو لوگ اُسکے ساتھ ہون ان سب کو میری قبر پر لاکر کھڑا کرے

بلغان خاتون غالباً تجھ سے اخلاق سے پیش آئیگی اور یقین ہی کہ اپنی قوم کے ایک لشکر کے ساتھ ادہر آنے کا ارادہ کرے تو خوشی سے اُسکی رہبری کرنا۔ اور منتظر رہ کہ پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے۔ تیری دلدادہ زمرد۔

حسین نے یہ خط پڑہتے ہی دوسرے خط کو احتیاط سے اپنے سینہ مین کہہ لیا۔ اور فوراً قراقرم کی طرف چل کھڑا ہوا۔ اثنے مین بار بار اسکے دل مین یہ خیال آتا تھا کہ مجھے دہان پہنچنے سے زمرد کی کیا غرض ہے؟ مگر اسکو وہ خود ہی مٹاتا اور کہتا کہ ان سوالات کے تجسس سے زمرد نے منع کیا ہے۔ تاہم ایک چیز کی اُسے بڑی فکر تھی وہ یہ کہ زمرد نے ملکہ کے سوالون کا سچ سچ جواب دینے کی ہدایت کی ہے اور مین ایسے کام کر چکا ہون جنکے ظاہر کرنے مین ہر جگہ جان کا اندیشہ ہے۔ کیا یہ بتادون کہ مینے امام نجم الدین نیشاپوری کو بے خطا و بے قصور قتل کیا۔ یا امام نصر بن احمد کی نماز پڑہتے مین جان لی اور سب باتین درکنار وہان تو شاید اگر یہی معلوم ہو گیا کہ مجھے فرقہ باطنیہ سے کوئی تعلق ہے تو واجب القتل قرار دے دیا جاؤنگا۔

کئی مہینے جو اسے منازل سفر طے کرنے مین صرف ہوے انہین خیالات اور اسی قسم کے ترددات مین گذرے۔ آخر وہ ہرات ہوتا ہوا ترکستان کی حدود مین داخل ہوا اور چند روز بعد خاص شہر قراقرم مین وارد ہوا جو تاتاریون کا مرکز اور پایہ تخت تھا قراقرم مین پہنچ کے بھی اُسے کئی مہینے ہو گئے۔ مگر شاہزادی بلغان خاتون تک رسائی نہوئی جس کے حسن و جمال کے قصے سارے شہر مین مصروف تھے۔ اور کہا جاتا تھا کہ اپنے باپ کے مارے جانے کے صدمے سے تمام لذائذ دنیوی سے علیحدہ ہو گئی ہے آبادی سے باہر اسکا ایک باغ تھا جسمین ایک وسیع اور دلچسپ شکارگاہ بھی بنی ہوئی تھی۔ مگر باپ کے غم نے ایسا پژمردہ کر دیا تھا کہ اُس نے اب اس باغ مین آنا بھی چھوڑ دیا تھا۔ ایکدن حسین وسط شہر مین کھڑا تھا ناگہان غل ہوا۔ شاہزادی آ

خاتون آتی ہے وہ سڑک کے کنارے ٹھہر گیا۔ اور زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا تھا کہ ملکہ کبھی سہیلیوں کے ساتھ گھوڑوں پر سوار آئی اور نکل گئی۔ حسین شاید جراءت کر کے اور جان پر کھیل کے اس کے ہاتھ میں خط دیدیتا۔ مگر زمرد نے تاکید کی تھی کہ تنہائی میں دینا مایوسی کی صورت بنائے خاموش کھڑا رہ گیا اور جب شاہزادی نکل گئی تو دل میں کہنے لگا "یہ تو مشکل نظر آتا ہے کہ اس نازآفرین ملکہ کی خلوت گاہ تک میری رسائی ہو"

چند روز اور گذر گئے اب سنا گیا کہ شہزادی نے مدت کے بعد باغ اور شکارگاہ میں جانے کا ارادہ کیا ہے۔ حسین کو امید پیدا ہوئی کہ غالباً وہاں موقع ملجائیگا اسی خیال سے وہ پہلے ہی جا کے شکارگاہ میں چھپ رہا۔ وہاں بھی ملکہ بلغان خاتون آئی اور چلی بھی گئی۔ مگر حسین کو موقع ملتا تھا نہ ملا۔ کئی دفعہ وہ ملکہ سے دوچار ہوا مگر ہر مرتبہ کوئی نہ کوئی سہیلی ضرور موجود تھی"

اب حسین کو زیادہ مایوسی ہوئی آخر تدبیر یہ تھی کہ نوکری کا امیدوار بن کے ملکہ کی ڈیوڑھی پر پہنچا اور ملازمت کی درخواست کی اتنے دنوں قراقرم میں رہ کے اس نے چند ایسے دوست بھی پیدا کر لئے تھے جنہوں نے اُسکی سفارش کی اور اُسے بدشواری ملکہ کے داروغہ اصطبل ہونے کی عزت حاصل ہوگئی۔ اس نوکری کے بعد بھی دو مہینے تک اُسے تنہائی میں ملنے کا موقع نہ ملا آخر ایک مرتبہ صبح سویرے جبکہ ملکہ اپنے بستر ناز سے اوٹھکر غسلخانہ کو جارہی تھی اور بالکل اکیلی تھی وہ سامنے گیا۔ اور جھک کے سلام کیا بلغان خاتون حسین کو غیر معمولی طور پر سدراہ دیکھ کے ٹھہر گئی اور پوچھا کیوں ؟"

حسین۔ (سامنے زمین چوم کے) سب خیریت ہے مگر شاہزادی کی خدمت میں ایک خط پہنچاتا ہے جسکو لئے ہوئے چھ مہینے سے قراقرم میں پھر رہا ہوں۔ اور

صرف اس وجہ سے کہ بغیر تنہائی کے بعد مجھے اس خط کے پیش کرنے کی اجازت نہ تھی اتنی تاخیر ہوئی اُسی غرض کے لیے مجبوراً مین نے شاہزادی کی ملازمت اختیار کی بڑی بڑی نامرادیون کے بعد خوش نصیبی سے اس خط کے پیش کرنے کا موقع ملا ہے "

یہ کہہ کے اس نے زمرد کا خط نکال کے شاہزادی کی طرف بڑھایا "

شاہزادی بلغان خاتون تاتاری عورتون مین نہین بلکہ تاتاری روساء کے بھی خلاف ایک نہایت ہی شایستہ اور تعلیم یافتہ ملکہ تھی وہ فارسی زبان مین بے تکلف گفتگو کرتی تھی اسقدر نہین بلکہ شعرائے فارس کے کلام کی اچھی طرح داد دے سکتی تھی۔ اور مشکل سے مشکل اور بلیغ سے بلیغ فارسی کو بوجہ احسن سمجھ لیتی تھی۔ خط کو ہاتھ مین لیتے ہی اُسنے غور سے دیکھا اور لفافہ کو سادہ پا کے تعجب سے حسین کی صورت دیکھی اور پوچھا "کہ یہ خط بھیجا کس نے ہے "

حسین "شاہزادی کو پڑھنے کے بعد خود ہی معلوم ہو جائیگا مجھے صرف اتنا ہی معلوم ہے کہ یہ خط کسی انسان کا نہین بلکہ ایک حور کی طرف سے ہے جسکا نشیمن اس سرو شستان اعلیٰ اور خیر لور مین ہے "

بلغان خاتون نے یہ جواب سن کے اور حیرت زدہ ہو کے حسین کی صورت دیکھی اور پوچھا "اگر فردوس برین کی کسی حور کا خط ہے تو تمکو کیونکر ملا۔ اور تم سے اس سے کیا تعلق "

۵۰ حسین ۔ بس اتنا ہی تعلق ہے کہ اسکی یاد مین سر دھنتا ہون اور کبھی کبھی کوئی خط کسی روحانی ذریعے سے میرے پاس پہنچا دیتی ہے "

تاتاری شاہزادی یہ جواب سنکے اور متحیر ہوئی اور دیر تک حسین کو غور سے دیکھتی رہی اور پھر دل مین سوچ سوچ کے بولی ۔ اچھا اب اسوقت تم جاؤ ۔ اس خط کو دیکھ لینے کے بعد پڑھکر مین تمکو بلا دونگی "

حسین - (سینے پر ادب سے ہاتھ رکھ کے) بہتر - مگر اتنا خیال رہے کہ اس بارے میں جو کچھ دریافت فرمانا ہو اسیطرح تنہائی میں بلا کے دریافت فرمائیے میں اپنے راز کو کسی اور کے سامنے صحیح طور پر نہیں عرض کر سکتا "

بلغان خاتون "میں اکیلی ہی ملونگی"

یہ خط اور حسین کا بیان ایسی معمولی چیزیں تھیں کہ شاہزادی بلغان خاتون نہانا بھی بھول گئی حسین کے واپس جاتے ہی پھر اپنی خوابگاہ کی طرف پلٹ گئی - تنہا بیٹھ کے خط کو کھولا - اور نہایت ہی توجہ و مستعدی سے پڑھنے لگی "

مضمون حسب ذیل تھا "

" اے غمزدہ اور نیک دل شاہزادی تو اپنے باپ کے غم میں مبتلا ہے جو باطنیں کے فدائی دیدار کے ہاتھ سے نہایت دغا بازی کے ساتھ قتل ہوا مجھے تیرے رنج والم سے ہمدردی ہے تو اسی لئے اپنے منصب کے خلاف تجھے خبر دیتی ہوں کہ دیدار یہاں التمونت میں میٹھا جنت کے مزے لوٹ رہا ہے - اگر اپنے باپ کا انتقام چاہتی ہے اگر دنیا کے پردے سے ایک بہت بڑا فتنہ دور کرنا چاہتی ہے تو اسی حسین کے ساتھ جو میرا خط لایا ہے اور جو جنت کی زیارت کے شوق میں عقل و ہوش بلکہ دین و ایمان تک کھو چکا ہے کوہ لبرز کی وادی میں میری تربت کے قبر کے پتھروں کو اولٹ اسکے نیچے تو میرا دوسرا خط پائیگی جو تیری رہبری کریگا تیرے باپ کے انتقام کے ساتھ ایک بڑے طلسم کو توڑ کے دنیا کا سب سے بڑا ... دیگی اسوقت تجھے معلوم ہو جائیگا کہ دنیا اور ملاء اعلیٰ میں کتنا فرق ہے ... سے تو اسکے حالات پوچھ سکتی ہے جس سے تجھے معلوم ہوگا کہ اسکے دل پر اس ... میں کا کتنا اثر ہے - جہاں میں ہوں - یہی جنت میں تجھے بے منت دکھا دونگی ... تیرا مجرم تیرے ہاتھ میں ہوگا لہذا آ اور جلدی آ - مگر خیال رہے کہ "(بقیہ ...)"

صبح کو میری تربت پر موجود ہوا اسکے ساتھ یہ بھی ضرور ہے کہ کافی تعداد مین اہل تاتار بھی لشکر سے قریب تر موجود رہے - لیکن میری قبر پر مجھے چپ ساتھ مین چار آدمیون سے زیادہ گروہ کو نہ لانا چاہیے -

(تیمو نشین زمرد)"

بلغان خاتون کے حق مین یہ خط کسی جادو یا تسخیر کے عمل سے کم اثر نہ رکھتا تھا جسکو پڑھتے پڑھتے کبھی وہ انتہا سے زیادہ غضبناک ہو جاتی تھی - اور کبھی ایسے خاص خیال سے اسکے دل کو گونہ تسکین ہو جاتی - مگر حیرت و اضطراب کی کوئی انتہا نہ تھی اسنے خط کو اول سے آخر تک کئی مرتبہ پڑھا اور کچھ سوچنے لگی - پھر پڑھا اور پھر غوطہ مین آگئی پھر پڑھا پھر متفکر چہرہ بنایا اور نازک کلائی رخسار پر رکھ کے سوچنے لگی - آخر کچھ دیر کے تردد و انتشار کے بعد اسنے حسین کو اپنے سامنے بلوایا اور پوچھنے لگی "تم بتا سکتے ہو اس خط مین کیا لکھا ہے"؟

حسین - نہین مجھے ایک لفظ کی بھی خبر نہین " جواب پا کے بلغان خاتون نے تجسس نگاہ سے حسین کو گھور کے دیکھا اور پوچھا "تم نے [illegible] دیکھا ہے"؟

حسین "[illegible] دو [illegible] بار"

بلغان خاتون "تمنے جنت کی سیر کی ہے"

حسین - ایک بار دیکھا ہے اور دوبارہ دیکھنے کی ہوس ہے

بلغان خاتون "اچھا تمہاری یہ ہوس پوری ہو جائیگی - مگر ابھی کیا تمہارا شمار بھی فدائیون مین ہے"؟

حسین "البتہ"

یہ جواب سن کے بلغان خاتون نے حسین کو پھر گھور کے دیکھا اور پوچھا "تو کتنے لوگون کی جان لی ہے"

حسین - صرف دو شخصوں کی۔ مگر بڑے بڑے شخص جنکے قتل کرنے کا
مجھے بھی افسوس ہے"

بلغان خاتون "ان پر خنجر چلاتے وقت تمہیں ترس نہ آیا"

حسین "مگر مرشد کے حکم سے میں انحراف نہیں کر سکتا"

بلغان خاتون "تعجب کہ مرشد کے حکم سے اتنے بڑے گناہ کا ارتکاب
کر لیتے ہیں کیا تمہیں اپنے نیک و بد کا خیال نہیں آیا۔

حسین - نیک و بد ہمیں نظر ہی کب آسکتا ہے - ہم ہر چیز کے ظاہر کو دیکھتے ہیں اور
شیخ کی نگاہیں باطن پر پڑا کرتی ہیں کہ اصلی حقیقت پر پہنچتی ہیں"

بلغان - اگر مرشد کنوئیں میں گرنے کو کہے تو تم گر پڑو گے"

حسین - بلا تامل۔ یہی ہمارا سچا اعتقاد اور یہی ریاضت ہے۔ مرشد جس خوبی
کو دیکھ کے حکم دیتا ہے اسکے سامنے اس بیچارگی یا مصرت کی کوئی ہستی ہی نہیں

بلغان خاتون "مگر تم سے کیونکر مفارقت ہوئی"

حسین "میری شیخ زادہ کا راز فاش ہو جانا۔ اور کوہ البرز کی اس گھاٹی میں چلی گئی جہاں
کبھی کبھی پرندوں کا گذر ہوتا ہے - ہمارے ساتھی یہاں بھی آپہنچے انہوں نے
آتے ہی اُسے مار ڈالا - اسکی یہاں قبر بنا دی جس میں مدتوں سے آہ و زاری کرتا رہا
شہادت نے زمرد کو فردوس بریں میں پہنچا دیا - اور میں قبر پر پڑا موت کا منتظر تھا -
کہ زمرد نے فردوس بریں سے خواب میں آکے مجھے فرقہ باطنیہ میں داخل ہونے
کی ہدایت کی اور اپنے پاس پہنچنے کا طریقہ بتایا - اسکی ہدایتوں کے مطابق
عمل کر کے میں ایک بار اسکے وصال سے شرفیاب ہو چکا ہوں - مگر افسوس
پھر ملنے کی امید نہیں۔

اب دوبارہ کوشش اسی کی زیارت کے لئے آپ کے ذریعہ سے شروع

ہوتی ہے۔ مگر چونکہ مجھے کچھ پوچھنے کی اجازت نہین لہذا آپکے سامنے مین اپنی کوئی آرزو بھی نہین پیش کر سکتا"

بلغان خاتون کو حسین کی اس سادہ مزاجی پر حیرت سی ہوئی۔ وہ کسیقدر مسکرائی اور کہا بیشک مین اپنی آرزو مین بامراد ہوگئی۔ اور تمھاری تمنا برآئیگی لیکن مجھے بھی اُسی مقام تک پہونچا دو۔ جہان زمرد کی قبر ہے اور جس جگہ تم سکتے ہو پریون کا نشیمن ہے"

حسین "اس امر کا تو مجھے حکم ہو چکا ہے۔ شاہزادی جب تشریف لیچلین یہ غلام ہمراہ رکاب ہوگا"

بلغان خاتون۔ حسین اگر مین کسی شخص کے قتل کرنے کو کہون تو تم اُسے قتل کرڈالوگے"

حسین۔ بیشک بشرطیکہ اُسے قتل کرنے مین مضائقہ نہو۔

بلغان خاتون "یہ قید تم مرشد سے بھی لگاتے ہو"

حسین۔ نہین مرشد کے تعلقات مرید کے ساتھ اور قسم کے ہین۔ اُن سے ساتھ مین مرید کو ایک بیجان آسے کیطرح رہنا چاہیے"

بلغان خاتون "خیر اب تو مین سفر کا سامان کرتی ہون تم بھی تیار ہو جاؤ"

حسین "مین ہر وقت تیار ہون" یہ کہکے شاہزادی نے حسین کو رخصت کیا اور خود حمام مین گئی مگر اسکی حیرت کسی طرح کم ہونے کو نہ آتی تھی۔ لوگ اسکے مزاج مین کوئی غیر معمولی تغیر پاتے تھے جسکے متعلق ہر شخص سوال کرتا۔ مگر خاموش تھی اور حیرت زدہ دوسرے دن علی الصباح اُس نے ایک سانڈنی سوار کو اپنا ایک خط دیکے کسی طرف روانہ کیا اور خود بھی روانگی کا سامان کرنے لگی۔ مگر اسکے لیے یہ ضرور تھا کہ اپنے ابن عم اور شہنشاہ ترکستان منقوخان سے اجازت حاصل کرے جسکے لیے وہ ایک تردد مین تھی۔

ساتوان باب

بلغان خاتون کا سفر

خسرو زحسین نے اپنے مینو نشین معشوقہ مرد کا خط بلغان خاتون کو پہنچا دیا ہے اسکے ایک ہفتے کے بعد صبح کے وقت تاتاری شہزادی اپنے بھائی منقو خان کے پاس گئی۔ منقو خان کے دربار میں اسوقت خاندان تاتاری کے کئی معزز رؤسا موجود تھے جنکے سامنے کچھ کہتے ہوئے وہ جھجکی اور دیر تک خاموشی سے بیٹھی رہی اسکو چپ دیکھ کے منقو خان نے کہا "تمہیں غیر معمولی سکوت کیا۔

ایک بارہ دری۔ شہزادی اپنے والد کے غم کو ابھی تک نہیں بھولین۔

منقو خان "ہان بلغان اب تو اس غم کو چھوڑدو۔ اتنے دلون تک غم والم مین مبتلا رہنا ہماری قومی شجاعت کے خلاف ہے"

بلغان خاتون "آہ بھائی۔ یہ غم بھول سکتا ہے (تھوڑے سکوت کے بعد) خیر اب باتین تو ہوتی رہین گی۔ اسوقت مین ایک ضروری کام کو آئی ہون"

منقو خان "وہ کیا"

بلغان خاتون "بھائی آپنے تو بہت ہی مہمین سر کین۔ مگر اب ارادہ ہے کہ ایک مہم کو مین خاص اپنے اہتمام کے ساتھ اپنے ہاتھ سے انجام دون"

اس جملے کے سنتے ہی سب لوگ حیرت مین آگئے اور منقو خان نے اسکے گھور کے دیکھا اور پوچھا بہن خیر تو ہے! کیسی مہم؟ بہن کیا میرے اسلحہ نے جواب دے دیا ہے"

فقط تمہارے کہدینے کی ضرورت ہے جس ملک یا جس قوم کو کہو تم میرے جانے کی بھی ضرورت نہین۔ ہمارے بہادر سپاہی جائین گے اور اسکے

آن میں تہ و بالا کر دیں گے"

بلغان خاتون۔ "یہ صحیح ہے مگر میں چاہتی ہوں کہ اس کام کو خاص اپنے ہاتھ سے انجام دوں"

منقو خان۔ "آخر کونسا کام ہے؟ اور کس پر فوج کشی کا ارادہ ہے؟"

اسکے جواب میں بلغان خاتون نے زہرہ کا خط اسکے سامنے رکھ دیا اور کہا "پہلے اسے پڑھ لیجئے پھر پوچھئے گا" منقو خان نے خط کو اول سے آخر تک پڑھا لیکن ختم کرنے سے پہلے ہی اسکی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے۔ اس نے غضب آلودہ چشم و ابرو اور غضب شدہ ہونٹوں سے خط کو تمام کر کے غصے سے پھینک دیا اور کہا۔ "بہتر ہیں تم مطمئن رہو۔ میں کل ہی ہلاکو خان کو لکھتا ہوں۔"

بلغان خاتون۔ "نہیں یہ میرا کام ہے۔"

منقو خان۔ "تم جا کے کیا کرو گے؟ جنگ و پیکار تمہارا کام نہیں"

بلغان خاتون۔ "اسی خیال سے دنیا سے مٹا کے میں ثابت کرنا چاہتی ہوں کہ عورتیں بھی ویسی ہی بہادر ہیں جیسے مرد۔ اگر موقع دیا جائے تو وہ کسی امر میں مردوں سے کم نہ رہینگی۔ اور ابھی تو یہ بھی معلوم نہیں کہ وہاں لڑنے کی ضرورت ہوگی یا نہیں۔"

منقو خان۔ "بیشک ہوگی بغیر اسکے کامیابی ممکن نہیں۔ باقی رہی عورتوں کی شجاعت میں تسلیم کرتا ہوں کہ عورتوں کی حکومت مردوں سے بڑھی ہوئی ہے بڑے بڑے بہادر اور بڑے صف شکن جو عالم کے تخت الٹ دیتے اور ساری دنیا کے بہادروں کے دست و بازو کو نکما دیتے ہیں انپر بھی جو حکومت کرتا ہے وہ عورت ہی مگر عورت کے اسلحہ دوسرے ہیں۔ وہ تیر اور خدنگ شمشیر و خنجر سے نہیں لڑتی بلکہ اپنے حریفوں پر تیر نظر۔ خدنگ ناز شمشیر ابرو اور خنجر مژگان سے فتحیاب ہوتی ہے عورت کے یہ اسلحہ اس میدان میں کارگر نہیں ہوسکتے جس میدان میں تم جانا

جاہتی ہو۔ ایسے میدانوں کی فتح مردوں ہی کے واسطے رکھنا ہے یہ سنکر بلغان خاتون نے اس جواب پر شرمندہ ہو کے سر جھکا لیا۔ مگر نیچی ہی نظروں میں اسکے چہرہ پر بشاشت پیدا ہوئی اور کہا نہ جانے آپ ایسا کیوں سمجھتے ہیں اسی طرح بہادری اور جانبازی سے مقابلہ کرونگی جس طرح کسی بہادر تاتاری لڑکی کو کرنا چاہیئے۔

منقو خان۔ یہ میں مانتا ہوں۔ مگر جب تک ہم لوگ زندہ موجود ہیں تم جیسی نازنین کو میدان جنگ میں قدم رکھنے کی زحمت نہیں دیجا سکتی۔ اور آخر تمہارے جانے کی ضرورت ہی کیا ہے؟

بلغان خاتون۔ "صرف یہ میرا کام ہے اور اپنے فرض سے میں آپ ہی سبکدوش ہونا چاہتی ہوں"

منقو خان۔ "خیر ایسا ہی شوق ہے تو چلو۔ مگر میں بھی ساتھ چلونگا یہ مجھ سے نہیں گوارا ہو سکتا کہ خاندان مغلیہ کی ایک معزز شاہزادی اپنے ناموس عزیزوں کے ہوتے ہوئے تنہا میدان کارزار میں قدم رکھے"

بلغان خاتون۔ "مگر وہاں کسی لڑائی کی امید ہی نہیں۔ ہمارے چند سپاہی بھی ہوں گے تو کافی سے زیادہ ہو جائینگے"

منقو خان۔ "یہ نہ سمجھو۔ جو لوگ سردار کے ادنیٰ اشارہ پر جان دینے کو تیار ہو جائیں اُن سے ڈرنا چاہیئے"

بلغان خاتون۔ مگر تاتاریوں کا رعب آجکل دلوں پر اسقدر بیٹھا ہوا ہے کہ میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ وہ لوگ ہمارے سامنے ہتھیار رکھدینگے"

منقو خان۔ بیشک ہمارا ایسا ہی رعب ہے مگر پھر بھی ایک قدیم اور ڈیڑھ سو برس کے شاہی و مذہبی خاندان کو جڑ سے اکھاڑ کے پھینکدینا آسان نہیں ہے"

منقو خان آخر دیر تک اصرار کرتا رہا۔ مگر شاہزادی بلغان خاتون نے اسکی شرکت

کسی طرح گوارا نہ کی - اور جب دیکھا کہ تاجدار بھائی منظور نہین کرتا تو جھک کے اسکے کان مین کچھ کہا جسے سنکے وہ تھوڑی دیر تک غور کرتا رہا۔ اور آخر بڑی دیر کی حجت و تکرار کے بعد قرار پایا کہ اولوالعزم و بہادر تاتاری شاہزادی پانچ سو سوار ساتھ لیکے روانہ ہوجائے بلغان خاتون واپسی کے لئے اٹھتے اٹھتے بیٹھ گئی اور خط کو دوبارہ بھائی کے سامنے پیش کرکے بولی "مگر ذرا دیکھکے یہ بھی بتلا دیجے کہ مجھے کب یہان سے روانہ ہونا چاہیئے؟ زمرد نے کس تاریخ کو بلایا ہے"

منقوخان (خط کو پڑھکے) "رمضان کی ۲۷ تاریخ"

بلغان خاتون - خدا جانے اس تاریخ کے معین کرنے سے کیا غرض ہے تو پھر مجھے کوچ کر دینا چاہیئے"

منقوخان - اسمین کوئی بات ضرور ہے اور میری سمجھ مین تو یہ بھی نہین آتا کہ اس گھاٹی مین پہنچنے کے بعد تمھین کیا پیش آئیگا - ممکن ہے کہ اس عورت نے جو اپنے کو حور بتاتی ہے فریب کیا ہو"

بلغان خاتون - اسکی تحریر اور اسکی اس بے تکلفانہ دعوت سے مجھے فریب کی امید نہین باوجود اسکے محض اسی خیال سے مین نے تھوڑے سے سپاہی ساتھ لیجانے کا ارادہ کر لیا۔ اور آپ تو جانتے ہین کہ اپنی حفاظت کا مین نے پورا بندوبست کر لیا ہے ہان لو زمرد نے رمضان کی ۲۷ کو بلایا ہے اور آج کون تاریخ ہے"

منقوخان - جمادی الاول کی ۲۰ قریب قریب چار مہینے باقی ہین - راستہ بھی تین مہینے سے کم کا نہین - اگر جلدی پہنچ گئین تو راستے مین کسی جگہہ ٹھہر جانا مگر جانا ہے تو کل ہی کوچ کر دینا چاہیئے اسکے بعد منقوخان کچھ آپ ہی سوچ کے بولا "وہ ہان خوب یاد آیا۔ بلغان خاتون۔ ایک دو دن اور ٹھہر جاؤ - آج کے چوتھے دن ہلاکو خان کی کمک کو چالیس ہزار سپاہیون کا بڑا بھاری لشکر جانے والا ہے

جسکو طولی خان لیجائیگا ۔ اس کے ساتھ تم بھی ہو لینا ۔ یہ لوگ بھی اسی طرح جائین گے جدہر تم جاتی ہو ۔ بلکہ انھین تم سے آگے جانا ہے ہلاکو خان دیلم کے تختگاہ پر قبضہ کر چکا ہے فی الحال اسکا تعاقب کر رہا ہے ۔ اس فوج کے پہنچنے کے بعد وہ ارض عراق کا عزم کریگا اور ارادہ ہے کہ خلیفہ بغداد کو بھی اُسکی سرتابیون اور غرور کی سزا دیجاے ۔"

بلغان خاتون ۔ ایک دو دن کی بات ہے؟ مین ٹھہر جاؤنگی ۔"

ان تمام امور کا تصفیہ کرکے بلغان خاتون اپنے مکان کو واپس آئی اور حسین کو بلاکے کہدیا پرسون کوچ ہے تیار رہو ۔ حسین نے سینے پر ہاتھ رکھکے اور ادب سے سر جھکا کے جواب دیا ۔ مجھے تو جسوقت حکم ہو حاضر ہون ۔"

دوسری طرف منقو خان کا بیٹا طولی خان بھی کوچ کا سامان کرنے لگا اور اُسکے ساتھ کے لئے چالیس ہزار جوانون کو تیاری کا حکم دیا گیا ۔ آخری رات سپاہ سے عجیب ذوق و شوق و بڑی دھوم دھام سے بسر کی قراقرم کے در و دیوار سے جوش و خروش نمایان تھا ۔ ہر طرف ایک چہل پہل تھی لوگ ادہر اودہر دوڑتے پھرتے تھے جو اپنے گھرون مین اور خیمون مین تھے وہ خوشی خوشی اسلحہ بھی درست کرتے جاتے تھے اور عزیزون بیوی بچون سے بھی رخصت ہوتے جاتے تھے صبح سویرے ہی کوچ کا طبل بجا اور تاتاریون کے غول اپنے اپنے نشانون اور بیرقون کے نیچے جوش مسرت مین کودتے اپنے قومی گیتون کو گاتے اور شور کرتے ہوئے بڑہے ۔"

یہ فوج مختلف حصون مین تقسیم ہو کے روانہ ہوئی ۔ قراول کے پانچ ہزار جوان آگے بڑھ گئے پھر جرانغار کی پانچ پانچ ہزار کی ٹکڑیان داہنے بائین پھیل گئین پانچ ہی ہزار کا ایک گروہ پیچھے قول مین رہا اور درمیان یا قلب مین پورے بیس ہزار کہ جدا جدا فوجون اور پرچمون مین بٹے ہوئے آگے پیچھے روانہ ہوئے جن کے بیچ مین طولی خان اور

بلغان خاتون دو مضبوط اور گٹھے ہوئے ترکی گھوڑون پر سوار تھے تاتاری کمانین
اور نیزے چارون طرف سے حلقہ کئے ہوئے تھے اور ہر چہار طرف سے جوش و نو
کی صدائین اور فتح و نصرت کے نعرے بلند ہو رہے تھے تاتاریون کا یہ طوفان
ایک ٹڈی دل کی طرح راستہ کی تمام چیزون کو خراب و تباہ کرتا چلا جاتا تھا جو گاؤ
نظر آتا۔ آدمیون سے خالی ملتا اس لئے کہ ان بیرحم و جری لٹیرون کی آمد کی
خبر سنتے ہی لوگ اپنے گھر چھوڑ کے بھاگ کھڑے ہوتے جن کے ویران
وغیر آباد مکانون مین آگ لگا دی جاتی یہ لوگ جو آگے بڑھتے شہر اور گاؤن
مسمار و منہدم اور جل جلکر خاک سیاہ ہوتے جاتے رعایا مین سے مرد عورت
بوڑھا بچہ جو شخص ملتا ان انسان کا شکار کھیلنے والے وحشیون کے ہاتھ سے قتل ہوتا
یہ لوگ تمام علاقۂ غزنین خراسان کو تباہ کرتے ہوئے بحر خزر کے کنارے کنارے چلے
اور مازندران مین پہونچے پھر دن کے گاؤن کو تاخت و تاراج کرکے اوربائجان
کیطرف نکل گئے اس لئے کہ ہلاکو خان اسی طرف ہونے کی خبر تھی کیونکہ وہ سلطان
دیلم کے تعاقب مین شمال کی طرف زیادہ بڑھ گیا تھا ۔

مگر بلغان خاتون اپنے ساتھ کے پانچسو سوارون کے ساتھ جبال طالقان کے
دامن مین نہر دیر یخان کے قریب خیمہ زن ہو گئی عین اسی مقام پر جہان اس ناول
کی ابتدا مین ہم نے زمرد حسین کو پایا تھا ۔

اسوقت یہ پانچسو تاتاری اس سرزمین پر پہنچے ہین رمضان کی ۱۸ تاریخ تھی
مجبوراً چند روز اسی جگہہ فروکش رہنا پڑا جس سے زیادہ کوئی مصیبت تاتاری
لشکر کے لئے نہو سکتی ہے ان لوگون کا معمول تھا کہ جبتک لوٹتے مارتے رہتے اسی
وقت تک اچھے اور خوشحال رہتے اور جہان کسی جگہہ قیام ہو گیا محض اسوجہ سے
کہ نئے شہر اور قصبے لٹنے کو نہ ملتے فاقہ کرنے لگتے لیکن یہان کیا کرتے ؟ مجبوری تھی

سب بنے انتظار کے دن فقر وفاقہ سے بسر کئے نوین دن ٹھیک ۱۰ تاریخ بلغان خاتون صبح ہی سے کسی انتظار مین تھی اور جو جو دیر ہوتی اسکی پریشانی بڑہتی جاتی تھی! آخر جب اُس نے دیکھا کہ وقت نکلا جاتا ہے تو بڑے پیش ولپس کے تین فوجی زبردست جوانون کو ساتھ لیکے چل کھڑی ہوئی اور حسین اُسکا رہبر ہوا باقیماندہ تمام ہمراہی وہین چھوڑ دیئے گئے حسین اور تاتاری شہزادی سڑک چھوڑ کے سر وسنجان کے کنارے کنارے چلتے اور بدقت ودشواری گھاٹیون اور جنگلون سے گذر کے اس مرغزار مین جا پہونچے۔ حسین نے زمرد کی قبر پر جا کے فاتحہ خوانی کی اور کہا یہی پتھر ہین جنکے نیچے میری زمرد کا پیکر عنصری آرام کر رہا ہے "

بلغان خاتون نے زمرد کا خط نکال کے پھر پڑہا اور زمرد کی ہدایت کے موافق قبر کے پتھرون کو خود اپنے ہاتھون سے ہٹانے لگی چارہی پانچ پتھر ہٹے ہونگے کہ جب وعدہ زمرد کا دوسرا خط مل گیا جسے کھول کے اُس نے چپکے چپکے پڑہا اور ذرا متردد ہو کے سامنے کی طرف نظر بڑہا بڑہا کے دیکھنے لگی "

چند لمحون کے بعد کچھ سوچا اور اپنے ایک ہمراہی کے کان مین کچھ کہنے کو جھکی تاتاری سپاہی شاہزادی کا راز سنتے ہی واپس روانہ ہوا اور وہ خود حسین کی طرف دیکھ کے بولی چلو "

حسین "کہان"

بلغان خاتون "جہان مین لیچلون" اتنا کہتے ہی دونون باقیماندہ سپاہیون کو ساتھ آنے کا اشارا کیا اور چل کھڑی ہوئی۔ حسین کو کیا بھلا مجال انکار تھی بے عذر ساتھ ہو لیا "

بلغان خاتون اس وادی کے شمالی کونے کی طرف چلی اُسی طرف جدھر سے حسین نے کبھی پریون کو آتے دیکھا تھا۔ جاتے جاتے تقریباً دو گھنٹے کے بعد وہ ایک

سرسبز پہاڑ کے دامن مین پہنچی اور گو اسطرف کوئی راستہ نہین آتا تھا مگر وہ برابر بڑہتی چلی جاتی تہی۔ حسین تو ایک عقیدت کیش مرید کی شان سے بے عذر اطاعت کر رہا تھا مگر ہمراہ سپاہیون کو حیرت تہی کہ شاہزادی انہین کہان لئے جاتی ہے بلکہ ایک نے بڑہ کے ادب سے پوچہا کہ ادہر تو راستہ نہین ہے۔
جسکے جواب مین ملغان خاتون نے کہا دیکہو پوچہا تو نہین۔ خاموش چلے آؤ۔ پہاڑ کی جڑ مین پہنچ کے وہ ایک تیرہ و تار غار مین گہسی اور سپاہیون سے کہا دیکہو اسطرح چلو کہ کسی کو آہٹ نہ معلوم ہو۔ شاہزادی کے حکم کے مطابق سب لوگون سے جہانتک ممکن تھا آہستہ آہستہ قدم اوٹہائے چلے غار کے اندر بالکل اندہیرا تھا اور سب ہاتہون سے ٹٹولتے اور دونون طرف کی ٹکرون سے بچتے چلے جاتے تہے پندرہ بیس منٹ کے بعد دور پر کچہہ روشنی نظر آئی جسکی نسبت معلوم ہوا کہ غار کے اسطرف کا دہانہ ہے آخر ملغان خاتون اس غار سے باہر نکلی۔ مگر جب غار سے نکل کے دیکہا تو معلوم ہوا کہ یہ مقام بہی کچہہ وحشت ناک نہین اس لئے کہ یہان بہت ہی گہنا جنگل تھا جس کے درخت اسطرح ملے اور جڑے تہے کہ آفتاب کی روشنی بمشکل زمین تک پہنچ سکتی تہی "
شاہزادی اس جنگل مین پہنچتے ہی بائین ہاتہ کی طرف مڑ گئی اب اسطرح مغرب کی طرف تہا اور درختون مین پہنستی اور کانٹون مین اوبہتی برابر آگے چلی جاتی تہی ساتہہ والے اس دشوار گذار راستہ کو دیکہہ کے گہبرائے تہے اور دل مین حیران تہے آخر یہ جنگل یکایک ایک پہاڑ کے پاس ختم ہو گیا جہان پہنچ کے شاہزادی پہر داہنے ہاتہ کی طرف مڑی اور پہاڑ کے دامن ہی دامن مین دور تک چلی گئی ایک مقام پر پہنچ کے اسے نظر آیا کہ جیسے کسی ناگہانی صدمہ کے باعث پہاڑ پہٹ گیا ہے اور درمیان مین ایک بہت ہی تپلی اور لمبی گلی پیدا ہو گئی جس سے

ایک سے زیادہ آدمیوں کا گذر نہیں ہوسکتا۔"

بلغان خاتون نے اس گلی کو غور سے دیکھا چاروں طرف نظر دوڑائی اور جیسے دل ہی میں کچھ مطمئین ہوکے اس گلی کے اندر گھسی اندر جانے سے پہلے اُس نے ایک اور ہمراہی سپاہی کے کان کی طرف جھک کے کہا جس کے ساتھ ہی وہ واپس چلا گیا اب شہزادی حسین اور باقی ماندہ ایک جوان کو ساتھ لیکے گلی میں داخل ہوئی۔ گلی کے اندر ایک مقام پر ایک گٹھری تھی جسے شاہزادے نے کھول کے دیکھا تو کپڑوں کا ایک زنانہ جوڑا تھا اور دو مردانے جوڑے جو بالکل دہقانیوں اور گاؤں میں بسنے والوں کی وضع کے تھے شاہزادے نے دونوں جوڑے حسین اور دوسرے ساتھی کو دیکے کہا اپنے کپڑے اوتار کے یہاں رکھدو اور یہ کپڑے پہن لو۔ یہ کہہ کے وہ خود بھی زنانہ جوڑا پہننے لگے۔ جب سب کپڑے پہن چکے تو اگرچہ یہاں اندھیرا تھا حسین شاہزادی کی وضع و لباس کو حیرت سے دیکھنے لگا۔"

بلغان خاتون۔ کیوں حسین؟ تعجب کس بات کا؟

حسین۔ کیا عرض کروں؟ یہ لباس پہن کے تو آپ دنیاوی شاہزادی نہیں آسمانی حور معلوم ہوتی ہیں۔"

بلغان خاتون یہ بات سُن کے مسکرائی اور بولی۔ بس چپکے چلے آؤ؟ اور آگے کو روانہ ہوئی یکایک معلوم ہوا کہ ایک آڑی چٹان نے راستہ بند کردیا ہے بلغان خاتون نے جب مڑکے دیکھا تو نیچے ایک چھوٹا سوراخ نظر آیا جس میں ایک آدمی بمشکل سمٹ سمٹا کے نکل سکتا تھا اسی سوراخ سے یہ نکلی اور ہمراہیوں کو بھی نکلنے کا حکم دیا اس دشواری کو جھیل کے شاہزادی آگے بڑھی لیکن اب بظاہر ایک سب سے بڑی مشکل نظر آئی وہ یہ ایک زبردست فولادی دروازہ تھا جو دوسری طرف سے بند تھا مگر بلغان خاتون نے دروازے کے داہنے بازو کے برابر سے ایک پتھر نکالا جس کے

ہلتے ہی روشندان سا ہو گیا اس روشندان میں ہاتھ ڈال کے اُس نے دروازے کی کنڈی کھول لی جو اندر سے بند تھی اسکے بعد تاتاری سپاہی اور حسین کی زور آوری سے فولادی پٹ اندر کی طرف ہٹ آیا اور جانے کا راستہ ہو گیا"

اس دروازے سے نکلتے ہی بلغان خاتون نے حیرت سے دیکھا کہ عجیب فرحت بخش اور روح افزا چمن لگے ہوئے ہیں پھولوں کی بہار اور طیور کی نغمہ سنجیاں دیکھتے ہی بیساختہ اسکی زبان سے نکل گیا واہ" مگر حسین جو اس مقام کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حیرت سے دیکھ رہا تھا شاہزادی کی زبان سے یہ لفظ نکلے بولا" مجھے تو فردوس بریں ہی معلوم ہوتی ہے مگر کیونکر کہوں"؟

بلغان خاتون - اب میں تمہیں حور نظر آتی ہوں تو ضرور ہے کہ یہ باغ جنت ہے مگر ذرا غور سے دیکھو کیا یہی وہ فردوس بریں ہے جسکی تم سیر کر چکے ہو؟ یہ کہہ کے شاہزادی مسکرائی"

حسین - بعینہ وہی مقام معلوم ہوتا ہے! خداوندا میں خواب دیکھتا ہوں یا بیدار ہوں اور وہاں دیکھئے طیور کے نغمہ سے یہی وہی آواز نکلتی ہے "سلام علیکم طبتم فادخلوہا خالدین"

بلغان خاتون "اسکے کیا معنی"

حسین - اللہ جل شانہ نے قرآن پاک میں وعدہ کیا ہے "

لوگوں کا خیر مقدم ادا کیا جائیگا جسکا مطلب یہ ہے کہ تم پر سلام ہو پاک ہو گئے تم وہ لوگ لہذا ہم ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل" حسین نے زبان سے تو یہ جواب دے دیا مگر اسکے دل و دماغ اور اسکی انکھوں پر ساعت بساعت زیادہ حیرت مستولی ہوتی جاتی تھی وہ ہر چیز کو گھبرا گھبرا کے دیکھتا۔ اور بار بار کہہ اٹھتا کیا تو میں آسمان پر پہنچ گیا اور یا فردوس بریں نیچے اوتر آئی - یہ تو بعینہ وہی باغ ہے

جس مین زمرد کے ساتھ سیر کرتا پہرتا تھا"

بلغان خاتون - فردوس برین تو تم پہنچ گئے - اب مطمئین رہو زمرد سے بہی ملا دون گی"

حسین کو جنت مین پہونچ جانے کا یقین ہو ہی گیا تھا شاہزادی کی زبان سے یہ فقرہ سنتے ہی اُسکے قدمون پر گر پڑا اور کہنے لگا آپ نے اس راہ مین رہبری کی جس مین اب شیخ علی وجودی سے بہی دستگیری کی امید نہ تہی یہ احسان ہمیشہ لوح دل پر نقش رہے گا"

بلغان خاتون (حسین کو زمین سے اُٹھا کے) ذرا صبر و تحمل سے کام لو - زمرد سے ملنے کے لیے شرط ہے کہ چپکے ساتھ ساتھ چلے چلو - ایسا اضطراب کروگے تو کام بگڑ جائیگا یہ کہہ کے شاہزادی نے پہر زمرد کا خط نکال کے اور دونون ہمراہیون کو ساتھ لیے ہوئے ایک جانب چل کہڑی ہوئی اور چند منٹ وہ قصرون اور کوشکون کے قریب تہی"

حسین - اس نظر فریب سین کو کہڑا نہایت ہی حیرانی و از خود رفتگی کی نظرون سے دیکھ رہا تھا - ناگہان حسین و نازنین عورت شاہزادی کے سامنے آئی اور اُس کے پاؤن چومنے کو جہکی"

بلغان خاتون تم کون ہو؟ مگر اسکے ساتھ ہی حسین کی نظر جا پڑی ایک بے اختیاری وخود فراموشی کے جوشش مین اسکی زبان سے نکلا "زمرد" اور دوڑ کے لپٹ گیا"

زمرد - (حسین کو اپنے سے علیحدہ کرکے) ذرا صبر کرو - پہلے مجہے شاہزادی کے سامنے اپنی احسان مندی ظاہر کرنے دو"

بلغان خاتون - تو تمہین زمرد ہو - یہ کہہ کے اُسنے زمرد کو گلے سے لگا لیا

اور بولی "بہن میرا احسان کیا ہے۔ ہان تمہاری البتہ انتہا سے زیادہ شکر گذار ہون اگر تم مدد نہ کرتین تو مجھے غم و الم سے نجات نہ ملتی۔

زمرد۔ سکرا کے اور کسی قدر ندامت سے) مگر شاہزادی آمین میری خود غرضی بھی تو تھی"

بلغان خاتون۔ اسے خود غرضی نہ کہنا چاہیے یہ اس سادہ لوح نوجوان پر تمہارا احسان ہے کہ اپنی محبت سے عزت بخشی اور اتنے بڑے اور اسقدر گہرے فریب سے نجات دلائی" اسکے بعد زمرد حسین کی طرف متوجہ ہوئی اور پوچھا۔ اب تو تم پر سارا راز کھل گیا۔

حسین۔ راز کیا؟ مین نے شاہزادی کے حکم کی اطاعت کی اور صرف اس وجہ سے کہ تمہاری ہدایت تھی۔

بلغان خاتون۔ نہین ابھی مین نے ان سے کچھہ نہین کہا اور نہ تمہارا کوئی خط دکھایا ہے مگر جب سے اس باغ مین داخل ہوئے ہین انتہا سے زیادہ پریشان و بدحواس ہین اب اپنے ساتھ لیجاؤ اور جو کچھہ کہنا ہو کہدو تاکہ یہ وحشت ذرا دور ہو اور آدمی بنین"

زمرد۔ افسوس غلطی مین یہ ایسے ایسے کام کر چکے ہین کہ اطمینان تو انہین بڑی مشکلون سے نصیب ہوگا"

بلغان خاتون۔ لیکن اب یہی مصلحت ہے کہ انہین اپنے قصر مین لیجاؤ اور کوشش کرو کہ ان آنکھون کے سامنے سے فریب کا پردہ ہٹے۔ مگر ہان پہلے مجھے یہ بتا دو کہ یہان کسی کا خوف تو نہین؟ تمہارے لکھنے کے مطابق مین آنے کو چلی آئی مگر اندیشہ ہے کہ کوئی خرابی نہ اوٹھہ کھڑی ہو"

زمرد۔ شاہزادی آپ مطمئن رہیے کسی بات کا اندیشہ نہین۔ آج شام تک آپ یہان بے کھٹکے رہ سکتی ہین مگر وہ مین نے لکھا تھا اُسکا بھی بندوبست آپ نے کر دیا ہے؟

بلغان خاتون - سب سامان کر چکی ہون اگرچہ اسکے متع
زمرد - وہ کیا ؟
شاہزادی - خیر کوئی مضایقہ نہین اسکو پھر بیان کر دونگی" یہ کہکے اس نے باقیماندہ جوان کو بھی ساتھ آیا تھا کچھہ کان مین کہکے واپس بھیجا اور زمرد سے پوچھنے لگی " یہ بتاؤ قلعہ کدہر سے حملہ ہو سکتا ہے ؟ "
زمرد - آپ قلعہ ہین ہین مگر اتنا حصہ قلعہ سے علیحدہ کر دیا گیا ہے - اگرچہ عزیز لوگ یہان نہر دیرنجان کے ذریعے سے اور بیرونی دیوار کے نیچے سے نکال کے لائے جاتے ہین مگر اسی نہر کے اس طرف خورشاہ کا محل ہے -
حسین (چونک کے) خورشاہ کا محل ! وہ یہان کہان وہ تو قلعہ الموت ہی مین ہی"
بلغان خاتون (ہنس کے) اب انہین ان کے اُس قصر دری مین جو یہین پہنچا دو جسکے دیکھنے کا انہین شوق ہو گا - باقی باتین پھر آکے کرنا - یہ اگر یہان موجود رہے تو بات بھی نہ کرنے دین گے "
زمرد - بیشک شاہزادی آپ بجا فرماتی ہین انہین وہان بٹھا کے ابھی آتی ہون" یہ کہہ کے اُس نے حسین کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا جو ایک بیہوشی کے عالم مین کھڑا تھا اور اس شاہزادی کو تنہا چھوڑ کے اُسے کھینچتی ہوئی اپنے قصر دری مین لیگئی حسین راستے بہر اُس سے طرح طرح کے سوالات کرتا رہا مگر زمرد نے ہر سوال کے جواب مین یہی کہا کہ پھر بتا دونگی اور اُسے قصر مین بٹھا کے شاہزادی کے سامنے واپس آئی اور ادب سے کھڑی ہو گئی -
بلغان خاتون - ہان تو خورشاہ کے محل کو یہان سے راستہ گیا ہے "
زمرد - جی ہان - وہ روز یہان آکے عیش و عشرت مین مشغول ہوا کرتا ہے آپ اس راستے سے اپنے تمام ہمراہیون کے ساتھ باسانی پہنچ جائینگی پہلے نہر کا ستھرا پل

نے ہی آپکو ایک راستہ ملیگا جو سیدھا خورشاہ کے حرم سرا کو گیا
ہے اس راستہ سے آپ خاص اندرون قلعہ مین پہونچ جائینگی اور بلکہ یون سمجھئے کہ جس
دن وہ داخل ہوتے ہی آپ سمجھ لیجئے کہ التمونت کے قلعہ مین پہنچ گئین

آج عیدکا دن ہے اور معمول ہے کہ اس زمانہ مین کوئی شخص جنت مین نہین لایا
جاتا اور نہ خود خورشاہ آسکتا ہے اس لئے کہ اس علاقے کے تمام معزز اور مقرب
لوگ اور نیز دور دور کے سربرآوردہ اور نامی نقیب امام کی زیارت کو آتے ہین
اور قلعہ مین عام معتقدین کا بڑا بھاری مجمع رہتا ہے اسی خیال سے مین نے
آپکو رمضان کی ۲۷ تاریخ کو بلایا کیونکہ اس دن لازمی طور پر یہ غیر دن سے خالی
رہتا ہے اور خود خورشاہ کو بھی تین چار دن تک یہان آنے کی فرصت نہین ملتی اگر
اور کوئی زمانہ ہوتا تو اب تک آپکے آنیکا حال قلعہ مین معلوم ہو گیا ہوتا۔"

بلغان خاتون۔ تو ابھی تک کسی کو ہمارے آنے کی خبر نہین؟"

زمرد۔ بالکل نہین اول تو یہان کوئی مرد نہین جو لوگون کو خبر کرکے لڑائی کا
سامان کرے اور شاید کوئی عورت بھاگ کے چلی بھی جاتی ہین مگر مین نے آج
صبح سے سُتھرے پل کے پھاٹک کو قلعہ مین قفل لگا دیا ہے اور کنجی میرے پاس ہے لہذا ممکن نہین
کہ کوئی بھی بھاگ کے قلعہ مین جا سکا ہو اور لطف یہ کہ ان دنون ادھر سے
بھی کوئی آنے والا نہین۔"

بلغان خاتون۔ یہ تو بہت اچھی بات ہوئی تم کہتی ہو آج عید ہے جبکہ قلعہ مین خوشی
کا جوش و خروش ہوگا۔ بس کوئی فکر نہین آج شام سے پہلے ہی ہمارا حملہ ہو جائیگا
مگر زمرد مجھے ایک بات کا تردد ہے جس فوج کو مین نے اپنی مدد کے لئے بلایا تھا اسکا
ابھی تک پتہ نہین میرے ہمراہ صرف پانچسو سپاہی ہین جو شاید کافی نہو سکین۔"

زمرد۔ مین تو سمجھتی ہون کہ پانچسو جوان ہی قلعہ پر ادھر سے جا کے قبضہ کر لین گے۔"

بلغان خاتون۔ مگر مجھے یقین ہے کہ ہماری کمک آئیگی ضرور۔

شام تک کی مہلت چاہیئے"

زمرد - شام کیا معنی آپ کل تک یہان یونہین مخفی رہ سکتی ہین کوئی اندیشے کا مقام نہین پس جب تک وقت آئے یہان آرام فرمایئے - آپ تھک بھی گئے ہونگے سستانے کیلئے اچھی مہلت مل گئی" اسکے بعد شاہزادی نے پوچھا اور زمرد یہ لباس جو تمنے اور میرے دونون ساتھیون کے لئے تجویز کیا اسمین کیا مصلحت تھی؟"

زمرد - شاہزادی آپ کا لباس تو وہی حورون کا لباس ہے جسکو لوگ یہان حلہ جنت سمجھتے ہین اس لباس کی وجہ سے کسیکو آپ پر بدگمانی نہین ہوسکتی؟

بلغان خاتون " شاید اسی لئے وہ مجھے کپڑے پہنے دیکھ کے حسین نے کہا تھا کہ وہ آپ حور معلوم ہوتی ہین" یہ جملہ سنکے زمرد بہت ہنسی اور بولی" مگر اپنے لباس کے متعلق انہون نے کچھ نہ کہا ؟"

بلغان خاتون - اور ہان مردون کے لئے ایسا بیہودہ لباس تمنے کیون تجویز کیا؟

زمرد - اس لئے کہ مردون مین سے یہان عام طور پر وہی دودہ والے آیا کرتے ہین جو یہان کی نہرون اور حوضون مین دودہ اور شراب بھرتے ہین اگر کوئی مرد اس لباس کو پہنے ہوئے یہان آئے تو کسیکو خیال بھی نہوگا کہ کوئی غیر ہے"

شاہزادی - مگر ایسا نہو کہ کسیکو خبر ہوجائے اور قبل از وقت راز کھلجائے"

زمرد - کسیکو خبر نہوگی آپ شوق سے یہان فروکش ہون - عید کے دن کسی کو یہان آنے کی فرصت ہی نہین ہوتی"

بلغان خاتون - بہتر مین یہین ٹھہر جاؤنگی - مگر مجھے چل کے ذرا جنت کی سیر کرادو اور پل اور سڑک بھی دکھادو تاکہ راستہ خوب پہچان لون"

زمرد " چلئے"

اس تجویز کے بعد دونون حسین و نازنین عورتین قصرون اور کوشکون کو قطع کرتی

اور باغوں اور چمنوں کی بہار دیکھتی ہوئی اس بڑی نہر کے کنارے پر پہونچیں جسکے راستے سے لوگ سونے کی کشتی میں بٹھا کے جنت کے اندر لائے جاتے تھے اُسکے سنہرے پُل کے پھاٹک میں قفل لگا ہوا تھا جسے زمرد نے کھولا - اور دونوں لڑکیاں دوسری طرف کے میدان میں اُتریں ادھر بھی پھولوں کا ایک سطح تختہ دور تک پھیلا ہوا تھا اور درمیان سے ایک سڑک گذری تھی جو تھوڑی دور تک کھلی فضا میں جا کے بڑے بڑے سایہ دار درختوں کے ایک جھنڈ میں غائب ہو گئی تھی انہیں درختوں کے اُس طرف حرم سرا کا راستہ تھا ۔

یہ دلچسپ سیر کر کے شاہزادی واپس آئی اور زمرد کے انتخاب کے مطابق ایک عالیشان فیروز کوشک میں جا کے فروکش ہو گئی زمرد دیر تک اُسکے پاس بیٹھی رہی اور جب دیکھا کہ شاہزادی بلغان خاتون لیٹ کے آرام کیا چاہتی ہے تو اس سے رخصت ہو کے دروازہ اندر سے بند کرا دیا اور اپنے قصر کی طرف واپس روانہ ہوئی ۔

آٹھواں باب

افشائے راز

حیرت زدہ و حواس باختہ نوجوان حسین کو زمرد شاہزادی کی تجویز کے مطابق قصر زمردی میں چھوڑ کے واپس گئی تو وہ گھبرا کے ایک ایک چیز کو دیکھتا اور اپنے دل سے پوچھتا تھا کہ کیا حقیقت میں یہ وہی مقام ہے جہاں امام قیامت کی مدد سے آیا تھا ؟ مگر وہ تو ملا اعلیٰ پر تھا اور یہ زمین ہی پر ہے ! لیکن کیونکر شک کیا جائے ؟ خود زمرد بھی تو موجود ہے اگر یہ کوئی دنیاوی باغ ہے تو وہ کیونکر چلی آئی خود اسی نے لکھا تھا کہ جنت میں ہوں اور فردوس بریں کی سیر کر رہی ہوں آخر اسے جھوٹ بولنے سے فائدہ ہی کیا ہے - اسکے بعد وہ محل کے برآمدے پر آ کر کھڑا ہوا اور ایک عمارات ایک ایک

چمن کو غور سے اور آنکھیں پھاڑ پھاڑ کے دیکھنے لگا ہر چیز وہی اور ویسی ہی تھی جیسی کہ پہلی نظر سے گذری تھی قصرون کے رو کار پر اسیطرح جواہرات جڑے تھے۔ انکی وضع بھی ویسی ہی تھی چمنون کا وہی رنگ اور وہی نقشہ تھا۔ سڑکین اور روشین بھی اسیطرح رنگ برنگ اور نظر فریب تھین سونے چاندی کے تخت آج بھی اس پہلی شان سے بچھے تھے نہرین بھی اسیطرح مستانہ روی سے بہ رہی تھین ہان صرف ایک چیز کی کمی تھی وہ یہ کہ وہ وجد مین لانیوالا گانا نہ تھا اگر جب طیور کی زبان سے وہی قرآنی ترانۂ خیر مقدم سن لیا تو اوہر سے بھی شک جاتا رہا وہ اسی پس و پیش مین تھا کہ ایک طائر نے ایک تازہ اور شاداب سیب اپنی چونچ مین لاکے اسکے سامنے ڈالدیا اور وہ چونک کے بول اوٹھا "یہ بھی خاص فردوس برین کی علامت ہے"

حسین کے خیالات مین ایک عجیب قسم کا تردد و اضطراب تھا اور یہ معما کسی طرح حل ہونے ہی کو نہ آتا تھا کہ سامنے سے زمرد نظر آئی۔ جو شاہزادی سے رخصت ہوکے اُسکے پاس آرہی تھی اُسکی دلربا اور ناز آفرین صورت دیکھتے ہی فور جوش سے حسین کا دل دھڑکنے لگا اور عشق کے جذبات نے یکبیک ایسی بے اختیاری کی حالت طاری کی کہ برآمدے سے اوترکے استقبال کو دوڑا اور دونون ایک دوسرے سے لپٹ گئے۔

حسین۔ "پیاری زمرد! للہ بتا کہ مین کس عالم مین ہون اور یہ کیا دیکھ رہا ہون"

زمرد (مسکرا کے) "وہی دیکھ رہے ہو جو ایک دفعہ دیکھ چکے ہو"

حسین۔ "وہی یعنی ملاء اعلی پر ہون۔؟"

زمرد۔ "واقعی جو سازو سامان نظر آرہا ہے اس کے لحاظ سے اس جگہ کو ملاء اعلی ہی کہنا چاہیے"

حسین۔ "کہنا چاہیے تو کیا اصل مین نہین"

زمرد - تم اپنے دل سے پوچھو تمنے اس مقام کو زمین پر پایا یا آسمان پر"
حسین - آیا تو زمین ہی کے راستے سے ہون"
زمرد - تو زمین ہی پر سمجھو بھی"
حسین - مگر کیونکر سمجھون تمہاری قبر پر بیٹھائے وہ خطوط یہان تک آنے کے وہ گذشتہ ذریعے ہین - ان تمام باتون مین سے جس چیز کا خیال کرتا ہون اسی امر کی تصدیق ہوتی ہے اور یہ کوئی اور عالم ہے اور یہان کی مسرتین دنیاوی مسرتون سے بالا ہین"
یہ باتین کرتے ہوئے دونون قصر مین داخل ہوئے اور زمرد نے کہا" یہان کی مسرتین تو بیشک دنیا کی عام مسرتون سے بالا ہین مگر یہ سمجھو کہ تم دنیا سی نکل کے کسی اور جگہ آ گئے ہو"
حسین - پہر وہ سب واقعات جو گذر چکے ہین انکی نسبت کیا خیال کرون"
زمرد - وہ سب میری مجبوری - میری بیدست و پائی اور تمہاری سادہ لوحی کے نتیجے تھے"
حسین - مین اس کا مطلب نہین سمجھا"
زمرد - گھبراؤ نہین سب سمجھ جاؤ گے مگر افسوس جسقدر زیادہ سمجھو گے اسی قدر زیادہ پریشان ہو گے اور اپنے کئے پر پچھتاؤ گے"
حسین - زمرد اب مجھے تیری صورت پر بھی شبہ ہوتا ہے تو وہی زمرد ہے جو میرے ساتھ آمل سے آئی تھی؟"
حسین کی زبان سے یہ سادگی کا سوال سنکے زمرد کو ہنسی آ گئی مگر ضبط کیا اور ایک عجب دلفریب ادا کے ساتھ پر معنی اور شوخ چتونون سے دیکھ کے بولی - نہین دوسری ہون اس جواب کو حسین نے جیسے سنا ہی نہین لپٹ کے زمرد کا ہاتھ اپنے ہاتھ مین لیا اور غور سے دیکھ کے بولا یہ وہی نورانی جسم ہے یا میرے ہی جسم کا سا مادی پتلا"
زمرد - ہوش کی باتین کرو بالکل از خود رفتہ ہوئے جاتے ہو اور تمہاری آنکھون کے سامنے سے ایک بہت بڑا طلسم ٹوٹتا ہے جسکے اثر سے تمہارے حواس

نہین ٹھکانے رہے ذرا ہوش مین آؤ اور حواس کی باتین کرو کہ سارا راز تمام سرگذشت بیان کرون "

حسین - پیاری زمرد! جلدی بیان کر۔ اس لاعلمی اور ناواقفی نے مجھے دیوانہ کر رکھا ہے"

زمرد - سنو وادی مین ہم دونون نے جن پریون کو دیکھا تھا وہ پریان نہ تھین بلکہ اسی مصنوعی جنت کی حورین تھین "

حسین - (حیرت سے بات کاٹ کے) "مصنوعی جنت! یہ وہ جنت نہین ہے جسکا وعدہ مومنین سے کیا گیا ہے "

زمرد - ذرا صبر کرو - خیر تم تو وہان بیہوش ہو گئے اور مجھے وہ یہان پکڑ لائین نہ مین ماری گئی نہ شہید ہوئی۔ مگر صرف اس لئے کہ تمکو میرے مرنے کا یقین آجائے" انھون نے واپسی سے پہلے بھائی کی قبر مین ذرا تغیر پیدا کیا اور اسی وقت رات کو مجھسے پوچھ کے بھائی کے نام کے برابر میرا نام بھی کندہ کر دیا اس سے غرض صرف یہ تھی کہ تم مجھسے مایوس اور میرے خیال سے دست بردار ہو کے چلے جاؤ اس وادی کی خطرناک حالت ہر ملنے والے سے بیان کرو اور یہان کی پریون کی ہیبت ہر شخص کے دل مین بٹھا دو "

حسین - تو تم زندہ ہو؟ یہ کہا اور زمرد کو سر سے پاؤن تک گھور کے دیکھنے لگا"

زمرد - (جھنجھلا کے) نہین چڑیل ہو گئی ہون حسین نے کچھ اسکا جواب نہین دیا اور زمرد نے ایک لمحہ توقف کر کے پھر سلسلہ کلام شروع کیا - تو تمکو یہ دھوکا دیا گیا اور مین یہان پر لائے جانے کے بعد انھین عورتون مین شامل کر دی گئی جو یہان حورین کہلاتی ہین چند روز بعد دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ تم اسی طرح میری قبر کے مجاور بنے بیٹھے ہو اور جانے کا نام ہی نہین لیتے آخر یہان غور کیا گیا کہ وہ وادی تم سے کیونکر خالی ہو اکثرون کی رائے تھی کہ قتل کر ڈالنا چاہیئے۔ مگر اتفاق سے میری ایک تدبیر

کارگر ہوگئی اور تجویز قرار پائی کہ کسی ایسے طریقے سے تمہین وطن جانے کی ہدایت کیجائے
کہ کسی کا لگاؤ نہ ثابت ہو اور تم بغیر اسکے کہ کسی قسم کی بدگمانی کر وہ وادی چھوڑدو
اسی تجویز کا نتیجہ میرا پہلا خط تھا جس مین تم سے میری وصیت پوری کرنے کی درخواست
کی گئی تہی وہ خط میرے ہی ہاتھ سے لکھوایا گیا اور مجہہ سے حالات دریافت کر کے
اُسکے مضمون کا مسودہ طیار کیا گیا۔ مگر حسین وہ خط صاف کرتے وقت مین چپکے
ہی چپکے بہت روتی تہی اس لئے کہ جانتی تہی خود اپنے ہاتھ سے دایمی مفارقت کا
سامان کر رہی ہون خیر وہ تمہارے پاس گیا تو معلوم ہوا کہ اب بہی تم اسی طرح
بیٹھے ہو اور گویا تمہارے ارادے مین تبدیلی نہین ہوئی ہے"

حسین - بیشک نہین ہوئی تہی - زمرد - مین مرجاتا اور وہان سے نہ اٹھتا "

زمرد - جب یہ معلوم ہوا تو لوگون کو پہر فکر پیدا ہوئی کئی مرتبہ جو مجہہ سے کہا گیا
کہ یہ تدبیر بے سود ہوئی اب کیا کیا جائے اب کوئی تدبیر میرے ذہن مین نہ آتی تہی
اور دل مین ڈر رہی تہی کہ کہین یہ غضب نہو کہ لوگ تمہارے مار ڈالنے پر آمادہ ہوجائین
اتفاقاً انہین دنون مین خبر آئی کہ امام نجم الدین نیشاپوری باطنیین کے خلاف زور شور
سے وعظ کہہ رہے ہین اور تدبیرین کیجا رہی تہین کہ کسی فدائی کے ہاتھ سے وہ قتل
کرادے جائین کمبختی یا شامت اعمال سے میری زبان سے نکل گیا کہ وہ تمہارے
چچا اور تمہارے اُستاد و مرشد ہین یہ خبر جیسے ہی یہان کے بادشاہ خورشاہ کے کان مین
پہونچی اُس نے خیال کیا کہ وہ امام عالیمقام تمہارے ہاتھ سے قتل ہون تو زیادہ مناسب
ہوگا اس طرح زمانے بہر کو معلوم ہو جائیگا کہ مذہب باطنیہ دلو نپر کس قدر گہرا اثر ڈالتا ہے
کہ انسان اپنے عزیز و قریب اُستاد و مرشد تک کی پروا نہین کرتا تمہارے خنجر سے
اُن کا قتل ہونا ایک ساتھ ان باتون کا ثبوت دے سکتا تھا کہ بھتیجے نے چچا کو شاگرد
نے اُستاد کو مرید نے مرشد کو بلا تامل ثواب سمجھ کے قتل کر ڈالا۔

زمرد نے یہین تک کہا تھا کہ حسین نے بے اختیار ایک ٹھنڈی سانس لی اور آبدیدہ ہو کر کہنے لگا ''

"افسوس مین نے شفیق بزرگ اور خدا شناس مرشد پر کتنا ظلم اور گناہ کیا ایسے معصوم امام شفیق بزرگ اور خدا شناس مرشد کے خون سے اپنے ہاتھ رنگے۔ زمرد یہ تیرے ہی شوق مین اور تیرے ہی ہدایت کی وجہ سے تھا ورنہ مین اتنے بڑے ظلم کی ہرگز جراوت نہ کرتا''

زمرد۔ حسین مین نے پہلے ہی کہا اور اب بھی کہتی ہون کہ اس گناہ مین مجھے نہ شریک کرو مجھے جب اس کا خیال آجاتا ہے کانپ اٹھتی ہون مگر خیر اب ذکر جانے ہی دو۔ ایک ہونے والی بات تھی۔ جسکو کوئی نہ روک سکتا تھا مینے اگر تمہین اس کام کے لئے تیار کیا تو اپنے بس مین نہ تھی اور تم اگر آمادہ ہوگئے تو اپنے ہوش مین نہ تھے۔

حسین۔ (زور سے سینہ پیٹ کر) مگر افسوس زمرد یہ عذر خدا کے سامنے نہ جائین گے۔ مین مجنون نہ تھا نہ بیہوش صاف نظر آرہا تھا کہ ایک گناہ عظیم کر رہا ہون مگر تیرا شوق بار بار دل کو اوکسا کے آمادہ کرتا تھا۔

زمرد۔ (بینائی سے بات کاٹ کر) ہائے کہہ میرا نام! خدا کے لیے حسین مجھے اپنے ساتھ نہ سانو (روکر آنسو بہا کے) مین نے جو کچھ کیا ہے مجبوری اور بے بسی سے افسوس خود اپنے دل سے تو لعنت کی آواز سن رہی تھی اب تمہاری زبان سے بھی وہی سنتی ہون یہ کہہ کے زمرد زار و قطار رونے لگی حسین نے بے اختیاری کی جلدی سے اسکے آنسو پونچھے اور کہا "زمرد! بیشک تو بے خطا ہے اگر مین نے تیرا دل دکھایا تو معاف کر اور آگے بتا کہ پھر کیا ہوا"

زمرد۔ (رومال سے آنسو پونچھکر) پھر تمکو دوسرا غصہ ملا جس مین تمہین کوتہ وجودی کے نام اور شہر حلیمہ کے تہ خانے مین چلہ کشی کرنے اور پھر حلیمہ مین جا کے شیخ علی وجودی کا

سے ملنے کی ہدایت کی گئی تھی وہ خط بھی اسیطرح بھیجا گیا کہ اسکا مسودہ لکھکے مجھے دیا گیا اور جب مین نے اپنے ہاتھ سے صاف کر دیا تو میری قبر پر رکھوا دیا گیا"

حسین - لیکن اگر اتنا ہی کام تھا کہ امام نجم الدین نیشاپوری قتل کر ڈالے جائین تو مجھے اتنے چکر کیون دیئے گئے۔ اور میرے راستے مین یہ بیکار کی دشواریان کیون پیدا کی گئین"

زمرد - اسلئے کہ تمھارے شوق مین ہیجان اور بے صبری پیدا ہو اگر بغیر اتنے چلے کھچوائے اور بغیر علی وجودی کے پاس ایکسال تک انتظار کرائے کہدیا جاتا تو تم اتنے بڑے گناہ کے ارتکاب پر ہرگز آمادہ نہوتے"

حسین - زمرد تیرا شوق میرے دل مین اس قدر تھا کہ جس کام کو کہا جاتا اُسی وقت پورا کرنے کو تیار ہو جاتا"

زمرد - خیر تو ان کو نہین معلوم تھا کہ تم اتنے بیوقوف ہو اور تمھارے اخلاق اس قدر کمزور ہین"

حسین - (مگر کیونکر کہون) زمرد مجھے تیری باتون کا یقین نہین آتا ان آنکھون سے ایسی ایسی کرامتین اور عقل انسانی سے اس قدر بالا باتین دیکھ چکا ہون کہ ان لوگون کی خدا شناسی سے انکار کرنیکی کسی طرح جرات نہین ہوتی جس گدہون پر ہم دونون سوار ہو کر یہان آئے تھے وہ تو مر چکے تھے مگر مجھے ایک نیا تازہ دم گدہا اسی درخت مین بندھا ملا اور ایسا خوبصورت توانا تندرست اور تیز رو کہ اسوقت تک مین یہی سمجھتا ہون کہ میری سواری کے لئے خاص خدا کے پاس سے آیا تھا"

زمرد - وہ گدہا یہین سے بھیجا گیا تھا جسوقت وہ تمھارے نام کا خط قبر پر رکھوا گیا ہے اسی وقت وہ گدہا ایک دوسرے راستے سے بھیج کے اس درخت مین بندھوا دیا گیا تھا۔ حسین نے اس جواب کو حیرت سے سنا اور بولا "عجب! اگر یہ بھی میرے

شبہات نہین دور ہوتے۔ آخر شیخ علی وجودی کو میرے سب حالات کیونکر معلوم ہوگئے؟ وہ یہان سے ہزار کوس کے فاصلے پر ہین۔

زمرد۔ تمھارے روانہ ہونے کے ساتھ ہی انکو تمام واقعات کی خبر دیکھی تھی انکو لکھ بھیجا گیا تھا کہ امام نجم الدین کے بھیجے شاگرد اور مرید۔ انہین کے قتل کا کام سے کام لینا ہے اور وہان پہونچنے سے پہلے تم کو وجودی کے غار اور خلیل کے تہخانے مین جلد کھینچ گئے یہ سب باتین انکو دوسرے ذریعون سے معلوم ہو چکی تہین مگر انھون نے غیب والی اور کرامت کی شان سے بیان کر کے تمھین اپنا فریفتہ بنایا!!

حسین اب نہایت ہی متعجب تہا وہ حیرت کے دریا مین غرق تھا اور کسی طرح تھاہ نہ ملتی تھی زمرد اپنی بات پوری کر کے خاموش ہوگئی اور وہ سوچ مین پڑا تھا آخر اُس نے سخت حیرت زدگی کی شان سے آنکھین اوٹھا کے "زمرد سچ بتا کہ یہ سب باتین تو سچ کہہ رہی ہے یا مجھے دہوکا دے رہی ہے! مجھے تو اپنی گذشتہ زندگی ایک خواب سی معلوم ہوتی ہے متردد ہون کہ تیری اس ملاقات اور ان سب باتونکو خواب سمجھون یا ان تمام واقعات کو جو تجھ سے جدا ہونے کے بعد پیش آئے؟ کیا حقیقت مین اتنا بڑا بیوقوف ہون کہ ایسے عظیم الشان فریب اور جعل مین مبتلا ہوگیا؟ لیکن علی وجودی کو اسی قدر حال معلوم ہوتا جسقدر کہ یہان سے بتایا گیا تھا انہین کیونکر معلوم ہوگیا کہ مین شہر خلیل کے مجاورون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگیا تھا؟ اور باطنیین کے ناگہان آپڑنے سے چھوٹ کے بھاگا"

زمرد۔ حسین تم حقیقت مین بڑے سادہ لوح ہو اسکا سبب مین بغیر جانے سمجھ گئی اور تم نہین سمجھ سکتے۔ لیکن درحقیقت تم مجبور ہو۔ تمھارے دل و دماغ پر ہر طرف سے اتنا بڑا اثر ڈالا گیا کہ اب بمشکل ان باتون کو اپنے دماغ سے نکال سکتے ہو تمکو نہین معلوم کہ باطنیین دنیا کے ہر کونے مین پھیلے ہوئے ہین؟

اور انکی ساتہ شون کا حال ہر گاؤن اور چہوٹے سے قریے تک پڑا ہوا ہی؟ علی وجودی کے پاس تم پورے ایک سال رہے ممکن نہین کہ اسکا حال تمہین نہ معلوم ہو گیا ہو"

حسین - ہان بیشک یہ البتہ دیکہا کہ انکے معتقد تمام اطراف عالم مین پہیلے ہوے ہین اور ہر سال مین ایک دفعہ انکی زیارت کو بہی آتے ہین اور مجہے یہ بہی نظر آیا کہ وہ لوگ پوشیدہ طور پر اور صرف رات کو ملکے چلے جاتے ہین"

زمرد - اسی سے سمجہ سکتے ہو کہ انکے ہاتہ مین خبرین پہونچنے کے کتنے بڑے ذریعہ موجود ہین تم نے جسوقت اس وادی کو چہوڑا اُس وقت سے آخر دم حلب تک ہر منزل اور ہر مقام پر تمہاری نگرانی ہوتی ہوگی اور تمہاری روز روز کی خبر علی وجودی کو پہونچتی ہوگی کچہہ تم ہی پر منحصر نہین ان باطنیین کے پنجے مین جو شخص پڑتا ہے اسی طرح نظرون مین رکہا جاتا ہے پہر کون تعجب کی بات تہی اگر تمہارے خلیل کی گرفتاری کا حال ان کو معلوم ہو گیا"

حسین - مجہے اسپر حیرت نہین - حیرت کی تو یہ بات ہے کہ شیخ کہتے تہے انہین کے اشارے سے باطنیین نے حملہ کر کے مجہے قید سے آزاد کرایا"

زمرد - کوئی تعجب کی بات نہین بیشک علی وجودی نے تمہارے چہڑانے کیلئے اپنے معتقدون کو حملہ کرنے کا حکم دیدیا ہوگا"

حسین - مگر کیونکر حکم دیدیا ہوگا" میری گرفتاری کی خبر پہونچنے اور وہان سے حملہ کا حکم آنے مین بہی تو آخر زمانہ لگتا - وہان تو یہ واقعہ پیش آیا کہ جس رات کو مین نکلنے والا تہا میرے باہر آنے سے پیشتر ہی خلیل کا حاکم باطنیین کے ہاتہ سے قتل ہوا - اور پہر مین گرفتار ہوا تو اسکو پورا ایکدن بہی نہین گذرنے پایا تہا کہ انکا ایک بڑا گروہ شہر پر آپڑا اور تمام باتون کی تکمیل اتنی جلدی کیونکر ہو سکتی ہے"

زمرد - ذرا تامل کر کے "یہ کون مشکل ہی؟" باطنیین کو معلوم ہوگا کہ تم کس وقت

تہ خانے مین اُترے تھے۔ اور کس روز نکلوگے اور یہ سمجھے ہون گے کہ جس روز نکلوگے یہ مشکلات ضرور پیش آئینگی۔ بس اس زمانہ مین انہون نے شیخ علی وجودی کو خبر کرکے مدد کا اشارہ پالیا ہوگا۔ اسی کے مطابق دن گنتے رہے اور ٹھیک جبالیون دن جبدن تم نکلنے والے تھے انہون نے رئیس شہر کو قتل کروا لاکہ لوگ دوسری فکر مین رہین اور تم چپکے سے نکل کے بھاگ جاؤ۔ مگر جب انہین خبر پہنچی کہ اس رئیس کے قتل سے بھی کچھہ فائدہ نہوا اور تم مجاورون کے ہاتھہ مین گرفتار ہو گئے تو انہون نے یکایک حملہ کرکے شہر مین کہلبلی ڈالدی اور تمہین چھوٹ کے بھاگ جانیکا موقع ملگیا"

حسین۔ (زور سے آہ سرد بھرکے) تو زمرد افسوس! یہ سب جھوٹ تھا شیخ علی وجودی کا ساشخص اور اتنا بڑا مکار! کیونکر کہون!" زمرد ان کرامتون اور اس غیب دانی کے علاوہ انکا علم وفضل اس پائے کا ہے اور انکے ہر ہر لفظ سے ایسی خدا شناسی اور آشنائے رموز وحدت ہونے کی بو آتی ہے کہ چاہتا ہون کہ انپر بدگمانی کرنے کی جرأت نہین ہوتی۔ اتنا بڑا عالم و فاضل ایسا نکتہ سنج و دقیقہ رس اور اتنا بڑا فریبی! مین امام نجم الدین کی صحبت مین رہ چکا تھا۔ مگر پیاری زمرد سچ کہتا ہون کہ جو بات مجھے شیخ علی وجودی مین نظر آئی۔ اور جس آسانی سے وہ دل کے شکوک رفع کردیتے مین امام نجم الدین مین اسکا عشر عشیر بھی نہ تھا"

زمرد۔ بیشک ایسا ہی ہوگا مگر بات یہ تھی کہ امام نجم الدین جو دل مین آتا ہوگا سادگی اور بے تکلفی سے کہہ گذرتے ہونگے۔ انہون نے اپنے بناتے اور اپنا اثر ڈالنے کی کبھی کوشش نہ کی ہوگی۔ اور شیخ علی وجودی کا ہر لفظ بنا ہوا اور دلپر اثر ڈالنے کیلئے ہوتا ہے اسکے ہر فقرے مین پوری ریاکاری ہوتی ہے۔ جھوٹ اور سچ مین یہی فرق ہے اور اسی سبب سے ہمیشہ قاعدہ ہے کہ کیاد و فریبی کی باتین ایک راستباز اور سادہ مزاج شخص کی باتون سے زیادہ دلچسپ اور زیادہ دلنشین ہوا کرتی

اور انکی سازشون کا حال ہرگاؤن اور چھوٹے سے قریے تک پہونچا ہوا ہی؟ علی وجودی کے پاس تم پورے ایک سال رہے ممکن نہین کہ اسکا حال تمھین نہ معلوم ہو گیا ہو۔"

حسین۔ ہان میننے یہ البتہ دیکھا کہ اُنکے معتقد تمام اطراف عالم مین پھیلے ہوئے ہین اور ہر سال مین ایک دفعہ انکی زیارت کو بھی آتے ہین اور مجھے یہ بھی نظر آیا کہ وہ لوگ پوشیدہ طور پر اور صرف رات کو مل کے چلے جاتے ہین۔"

زمرد۔ اسی سے سمجھ سکتے ہو کہ انکے ہاتھ مین خبرین پہونچنے کے کتنے بڑے ذریعے موجود ہین تم نے جسوقت اس وادی کو چھوڑا اُس وقت سے آخر رود حلب تک ہر منزل اور ہر مقام پر تمھاری نگرانی ہوتی ہوگی اور تمھاری روز روز کی خبر علی وجودی کو پہونچتی ہوگی کچھ تم ہی پر منحصر نہین ان باطنیین کے نیچے مین جو شخص پڑتا ہے اسی طرح نظرون مین رکھا جاتا ہے پھر کون تعجب کی بات تھی اگر تمھارے خلیل کی گرفتاری کا حال ان کو معلوم ہو گیا۔"

حسین۔ مجھے اسپر حیرت نہین۔ حیرت کی تو یہ بات ہے کہ شیخ کہتے تھے انھین کے اشارے سے باطنیین نے حملہ کرکے مجھے قید سے آزاد کرایا۔"

زمرد۔ کوئی تعجب کی بات نہین بیشک علی وجودی نے تمھارے چھڑانے کیلئے اپنے معتقدون کو حملہ کرنے کا حکم دیدیا ہوگا۔"

حسین۔ مگر کیونکر حکم دیدیا ہوگا۔ میری گرفتاری کی خبر پہونچنے اور وہان سے حملہ کا حکم آنے مین بھی تو آخر زمانہ لگتا۔ وہان تو یہ واقعہ پیش آیا کہ جس رات کو مین نکلنے والا تھا میرے باہر آنے سے پیشتر ہی خلیل کا حاکم باطنیین کے ہاتھ سے قتل ہوا۔ اور پھر مین گرفتار ہوا تو اسکو پورا ایکدن نہین گذرنے پایا تھا کہ انکا ایک بڑا گروہ شہر پر آپڑا اور تمام باتونکی تکمیل اتنی جلدی کیونکر ہو سکتی ہے۔"

زمرد۔ ذرا تامل کرکے) یہ کون مشکل ہی؟ باطنیین کو معلوم ہوگا کہ تم کس وقت

تہ خانے مین اُترے تھے۔ اور کس روز نکلو گے اور یہ سمجھے ہون گے کہ جس روز نکلو گے
یہ مشکلات مزید پیش آئینگی۔ پس اس زمانہ مین انہون نے شیخ علی وجودی کو خبر
کر کے مدد کا اشارہ پالیا ہوگا۔ اسی کے مطابق دن گنتے رہے اور ٹھیک چالیسوین
دن جبدن تم نکلنے والے تھے انہون نے رئیس شہر کو قتل کروا دیا کہ لوگ دوسری فکر
مین رہین اور تم چپکے سے نکل کے بھاگ جاؤ۔ مگر جب انہین خبر پہنچی کہ اس رئیس
کے قتل سے بھی کچھ فائدہ نہوا اور تم مجاورون کے ہاتھ مین گرفتار ہوگئے تو انہون نے
یکایک حملہ کر کے شہر مین کھلبلی ڈالدی اور تمہین چھوٹ کے بھاگ جانیکا موقع ملگیا۔
حسین۔ (زور سے آہ سرد بھر کے) تو زمرد افسوس! یہ سب جھوٹ تھا شیخ علی
وجودی کا سا شخص اور اتنا بڑا مکار! کیونکر کہون!" زمرد ان کرامتون اور
اس عجیب دانی کے علاوہ انکا علم و فضل اس پایہ کا ہے اور انکے ہر ہر لفظ
سے ایسی خداشناسی اور آشنائے رموز وحدت ہونے کی بو آتی ہے کہ چاہتا ہون
کہ انپر بدگمانی کرنے کی جرأت نہین ہوتی۔ اتنا بڑا عالم و فاضل ایسا نکتہ سنج و دقیقہ
رس اور اتنا بڑا فریبی! مین امام نجم الدین کی صحبت مین رہ چکا تھا۔ مگر پیاری
زمرد سچ کہتا ہون کہ جو بات مجھے شیخ علی وجودی مین نظر آئی۔ اور جس آسانی سے
وہ دل کے شکوک رفع کر دیتے مین امام نجم الدین مین اسکا عشر عشیر بھی نہ تھا۔"
زمرد۔ بیشک ایسا ہی ہوگا مگر بات یہ تھی کہ امام نجم الدین جو دل مین آتا ہوگا سادگی
اور بے تکلفی سے کہہ گذرتے ہونگے۔ انہون نے اپنے بنانے اور اپنا اثر ڈالنے کی
کبھی کوشش نہ کی ہوگی۔ اور شیخ علی وجودی کا ہر لفظ بنا ہوا اور دل پر اثر ڈالنے
کیلئے ہوتا ہے اسکے ہر فقرے مین پوری ریاکاری ہوتی ہے۔ جھوٹ اور سچ مین
یہی فرق ہے اور اسی سبب سے ہمیشہ قاعدہ ہے کہ کیاد و فریبی کی باتین ایک راستباز
اور سادہ مزاج شخص کی باتون سے زیادہ دلچسپ اور زیادہ دل نشین ہوا کرتی

ہین یقین ہے کہ شیخ علی وجودی سے ل کے تمکو خدا شناسی کا بہت عمدہ سبق مل گیا ہوگا"

حسین - (زور سے سینہ پر ہاتھ مار کے) ہان خوب سبق ملا - مگر خیر اسوقت ہوئی ہے جبکہ پورا جادو اثر کر چکا اور مین ساری دنیا سے زیادہ ظالم - سیہ کار - بے دین - اور بیوقوف بن چکا - افسوس تمام عمر پچھتاؤن گا - مگر زمرد کیا کہون - اب بھی یہ سب باتین خواب معلوم ہوتی ہین - طور معنی اور اسکے نورانی قصر کی صورت اسوقت تک میری آنکھون کے سامنے پھر رہی ہے"

زمرد - ہان وہ بھی اس مذہب کا ایک بڑا رکن ہے - اسوقت صرف دو ہی شخص شاہ التمونت کو ملے ہین جن سے اچھا نقیب و داعی اس مذہب باطنیہ کو نہین نصیب ہو سکا - طور معنی اور علی وجودی جو یہان وادی ایمن کے نام سے یاد کیا جاتا ہے ان دونون نے اپنی گہری سازشون سے صدہا امرا و زرا - اور علما فضلا قتل کرڈالے اور چونکہ اس جنت اور ملا اعلی کی اصلیت کو اچھی طرح جانتے ہین لہذا اونپر سارا فریب کھلا ہوا ہو اور لوگون کو جان بوجھ کے گمراہ کرتے ہین طور معنی ہی لوگون سے ملتا ہے مگر وادی ایمن نے دنیا کو بہت خراب کیا - دین کو بڑا ضرر اس شخص کے ہاتھ سے پہنچا شاید کبھی کسی کے ہاتھ سے نہ پہونچا ہوگا"

حسین - تو کیا وہ طور معنی کا زمین دوز قصر بھی کوئی قدرتی کرشمہ نہین؟ اسی جنت کی طرح وہ بھی لوگون کے دہوکہ دینے کے لیے بنا دیا گیا ہے"

زمرد - (مسکرا کے کیا تمہین) اب بھی شک ہے"

حسین - شک نہین پیاری زمرد تیری باتون کا یقین ہے مگر کیا بتاؤن کہ ان آنکھون کے سامنے کیسی کیسی کیفیتین گذر چکی ہین اور ان کانون سے کیسے کیسے روشن اور دلفریب الفاظ سنے ہین - خیر یہ بھی نہ سہی - مگر طور معنی کا قصر تو اصفہان مین ہے وہان سے تار سے مین یہان کیونکر پہنچ گیا"

زمرد - التمونت کا نام چونکہ کسی قدر مشہور ہوگیا ہے - اور بعض لوگ بھڑک گئے ہین لہذا جن لوگون کی نسبت ایسا خیال ہوتا ہے وہ اصفہان اور طور معنی ہی کے ذریعہ سے یہان سے جاتے ہین - اور سارا راز مخفی رکھنے کے لئے یہ تدبیر عمل مین آتی ہے کہ طور معنی انہین بیہوش کرکے اونٹونکی قطار مہارونپر سوار کراتا ہے - اور جو رازدار معتبر ساربانون کے ذریعے سے التمونت تک پہنچا دیئے جاتے ہین ہر منزل پر رات کو کسی جگہہ اُن لوگون کو ہوش مین لاکے کچھہ کھلا پلا دیتے ہین اور بیہوش کرکے آگے کو روانہ ہوتے ہین "

حسین - (چونک کر) ہین تو اسیلئے آپکو کبھی جنگل مین پاتا تھا اور کبھی پہاڑون مین یہی تھا کہ اصفہان سے روانہ ہوکے التمونت کے منازل کو قطع کررہا تھا"

زمرد - اور کیا "

حسین (حیرت سے) اور یہ لوگ انسان کو بیہوش کیونکر کرتے ہین "

زمرد - ایک پتی ہے حشیش (بھنگ) اسی کے ذریعہ سے کبھی اسکا شربت ملاکے اور کبھی اُسے غذاؤن مین اور مٹھائیون مین ملاکے "

حسین - (بے صبری سے) تو طور معنی نے جو جام شراب پلایا وہ اسی حشیش کا جام تھا "

زمرد - بیشک "

حسین - افسوس مجھے سکرات بھی پلائے گئے - آہ کوئی گناہ نہین جو اُٹھہ رہا ہو! زمرد تو ناراض نہو - کیونکہ صرف وصال کی آرزو نے اندھا کردیا تھا - ورنہ مین اتنا مجنون دغا ترا نعقل نہ تھا تیری محبت کی یہ حالت ہے کہ دیکھ تیرے بوسے کا یہ نشان جو میری پیشانی پر موجود ہے مجھے جان و دل سے زیادہ عزیز ہے چاہتا تھا کہ اس نشان کا بوسہ لیکے اپنے دل کی تسلی کرون - مگر یہ تمنا دی

ہو نتھہ کسی طرح وہان تک نہ پہونچ سکے "

حسین کی ان باتون پر زمرد کچھہ ایسی شرما گئی تھی کہ اسکے خاموش ہو جانیکے بعد بھی دیر تک آنکھین نیچے کئے رہی اور کئی منٹ کے بعد جذبات شرم کو دبا کے بولی حسین! بوسہ لینے سے کسی شخص کے جسم پر داغ پنجاتا ہے اور نہ مین اتنی بے حیا ہون "

حسین (بات کاٹ کے) اچھا تمھارے سوا اور کس نے میرا بوسہ لیا ہوگا؟ مین نے کسی کو منھہ تک تو لگایا نہین "

زمرد - (اسی طرح نظرین جھکائے) اب مجھہ سے بے شرمی کی باتین نہ کہلواؤ۔ یہ تمکو فریب دیا گیا ہے نہ یہ بوسے کا نشان ہے اور نہ عشق کی بازی کی پہچان بلکہ یہ ایک علامت ہے جو ہر شخص کی پیشانی پر لوہے سے داغ کے بنادی جاتی ہے جو اس جنت مین لایا جاتا ہے "

حسین - داغا ہوتا تو مجھے یاد ہوتا "

زمرد - یہ داغ بیہوش کر کے بنایا جاتا ہے اور جب تم التمونت سے اصفہان کو جا رہے ہوگے اسی وقت بنایا ہوگا "

حسین (زور سے سینہ کوٹ کے) افسوس! افسوس! گل لینے گئے تھے داغ لائے " اسکے بعد حسین دیر تک دل ہی دل مین اپنی حالت پر افسوس کرتا رہا اور پھر ایک دفعہ چونک کے بولا " زمرد! افسوس بڑا دھوکا ہوا تو نے مجھے اسی وقت کیون نہ بتا دیا جب مین تیرے پاس لایا گیا تھا۔ اوسوقت تو بھی مجھے یقین دلا رہی تھی کہ یہ سب ملاء اعلی کی چیزین ہین "

یہ سنکے زمرد آبدیدہ ہوگئی اور ایک درد کی آواز مین بولی " میری قسمت ہی مین یہ لکھا تھا کہ تمہین دھوکا دونگی؟ " زمرد کو آبدیدہ اور ملول دیکھہ کے حسین کے

کے راز بتانے مین تو اپنی سرگذشت کہنا تو بھول ہی گئی ؟“

زمرد۔ میری مصیبت کیا پوچھتے ہو؟ مین ہی تھی جو ان سب آفتونکو جھیل گئی اور کوئی ہوتا تو اب تک خاک مین مل چکا ہوتا ؟“

حسین۔ نہین پیاری زمرد ایسی باتین زبان سے نہ نکال۔ میرے دل کو صدمہ ہوتا ہے خدا کا ہزار ہزار شکر کہ وہ سب مصیبتین کٹ گئین اور ہم پھر ایک دوسرے کے آغوش مین ہین ؟“

زمرد۔ اصل مین یہان مین صرف ایک حور بنانے کے لیے لائی گئی تھی خورشاہ اور اسکے ہمراہ زاہل دربار اور یہانکی تمام حورونکو ہمیشہ کسی خوبصورت عورت کی جستجو رہتی ہے تاکہ اسکے حسن وجمال سے جنت مین زیادہ دلچسپی پیدا کرین جب مین خورشاہ کے سامنے پیش کی گئی تو بدنصیبی سے اوسکی نظر مین معمول سے زیادہ اور جنت کی تمام حورون سے بڑھ کے خوبصورت ثابت ہوئی۔ اس نے ارادہ کیا کہ مجھے خاص اپنے لئے مخصوص کرے مین یہ خبر سنکے انتہا سے زیادہ پریشان ہوئی اور اکثر دلمین فیصلہ کر لیا چاہے مارڈالی جاؤن مگر اس بے عزتی کو نہ گوارا کرونگی۔ ابتدا مین مجھے طرح طرح کے لالچ دیئے گئے۔ بتایا گیا کہ اسکی بی بی ہونے کے بعد تاج میرے سر پر رکھا جائیگا اور ایک عالی مرتبہ ملکہ ہونگی مگر مین نے کسی طرح نہ منظور کیا۔ اور جب اسے میری رضامندی سے مایوسی ہو گئی تو وہ ظلم پر آمادہ ہوا اور طرح طرح کی تکلیفین دی جانے لگین دو ڈہائی مہینے اسی حال مین گذر گئے کہ ہر طرف موت کا انتظار کرتی تھی ؟“

معشوقہ باوفا کی یہ مصیبت وناکامی سنکے حسین کی آنکھون مین آنسو بھر آئے اور ٹھنڈی سانس لیکے کہنے لگا۔ زمرد میرے لئے تو نے بڑی بڑی مصیبتین اوٹھائین ؟“

زمرد۔ یہ مصیبت نہ تھی بلکہ اسے مین راحت سمجھتی تھی اس لئے کہ بے عزتی اور آبروریزی سے بچی ہوئی تھی۔ اب خورشاہ ناکامی کے غصے سے میرے قتل پر

آمادہ ہو گیا تھا لیکن اتفاقاً کسی دوست نے رائے دی کہ ایسے کام جنکو کسی کے دمین
محبت کرنے سے تعلق ہو ظلم وجور و زبردستیون سے نہین نکلتے بہتر یہ ہوگا کہ چند روز
کے لیئے زمرد جنت کے ایک محل مین چھوڑ دیجائے۔ وہان جب ایک عرصہ تک
راحت وعشرت مین رہیگی تو اپنے رنج وغم بھول جائیگی۔ اور آخر جوانی کے جذبات
غالب آکے اُسے خود ہی آپکی معشوقہ بنے پر آمادہ کرینگے۔ یہ رائے اُسے پسند آگئی۔ اور
مین اُسکے محل سے لاکے اس جنت اور اسی قصر دری مین رکھ دیگئی یہ ایسا محفوظ
مقام ہی کہ خورشاد کے خیال مین بھی نہ تھا کہ یہان کبھی پرندہ پر مارسکے گا باہر کوئی
شخص نہ آسکتا تھا۔ اور جو معتقد بنانے کے لیے ہی جاتے تھے تو انکی ہر وقت نگرانی
ہوتی تھی اور کوشش کیجاتی تھی کہ سوا ایک آدہ بات کرلینے کے مین ان سے زیادہ
مل بھی نہ سکون اور ون پر کیا منحصر ہے۔ جب مین تم سے ملی ہون اسوقت بھی ان
امور کی پوری نگرانی کیجاتی تہی اور مجال نہ تہی کہ سوا تمہارے بہلانے اور بہکانے کے
مین تم سے ذرا بہی بے تکلف ہو سکون اب مجھے ہر بات کا آرام تھا۔ رات دن عیش و
عشرت مین گذرتی تہی اور خورشاہ کے اشارے کے موافق یہان کی تمام حورین میری
لونڈیان بنی رہتین اور ہر وقت میرا دل بہلانے کی کوشش کرتین حسین یہ سب سامان
مسرت موجود تھا مگر میرے دل کو کسی طرح چین نہ آتا تمہاری صورت ہر گہڑی آنکھون کے
سامنے رہتی۔ اور طرح طرح کی تدبیرین سوچا کرتی تہی کہ کسی طرح یہان سے بہاگون انہین
دلون تمہارے قتل کے بارے مین بہی مشورے ہوتے اور روز میرا لہو خشک ہوا کرتا ایک
رات کو مین نے خواب مین دیکھا کہ جیسے ایک لق ودق میدان مین کھڑی ہون ناگہان
سامنے سے تم نظر آئے اور مجھ سے ملنے کو بے تحاشا دوڑے لیکن یکایک کسی شخص نے یہ
درخت کی آڑ سے نکل کے تمہارے سینے مین ایک چہری ماری تم وہ زخم کہاتے ہی سینہ
پکڑ کے لیٹ گئے اور مین بے اختیار روتی اور چیختی ہوئی تمہارے قریب دوڑی

بس اسی حال مین چیختے چیختے میری آنکھ کھل گئی اب کہان چین پڑ سکتا تھا باقی رات مین نے رو رو کے بسر کی اور صبح کو حیران و پریشان بیٹھی تھی کہ مرجان نام یہان کی ایک حور جو مجھ سے کسی قدر مانوس ہو گئی تھی اور جس سے مین کبھی کبھی دو ایک باتین کر لیا کرتی تھی میرے پاس آئی اور ادہر ادہر کی باتون کے بعد بولی زمرد تم نے کچھ اور بھی سنا وہ نوجوان حسین جو تمھارے ساتھ تھا اب تک اسی وادی مین تمھاری قبر سے لپٹا بیٹھا ہے۔ اس موقع پر مجھے ضبط سے کام لینا چاہیئے تھا۔ مگر رہا نہ گیا بے اختیار ایک ٹھنڈی سانس لیکے بول اوٹھی۔ حسین اب تک وہین ہے"

مرجان۔ ہان مگر اب یقین ہے کہ "وہ بھی ایک روز مین وہ مقام ان سے خالی ہو جائیگا مین نے گھبرا کے پوچھا کیون ؟"

مرجان۔ وہ مقام ہم لوگون کا سیرگاہ ہے اور اسی سبب سے خورشاہ چاہتے ہین کہ وہان کوئی ایسا شخص نہ رہے جو ہمارا راز جانتا ہو تمھارے ساتھ نوجوان کی نسبت پہلے تو یہ خیال تھا کہ جب بالکل مایوسی ہو جائیگی تو چلا جائیگا اسی غرض سے تمھاری قبر بنا دی گئی ہے پتھر پر تمھارا نام کندہ کر دیا گیا کہ تمھارے مرنیکا اُسے یقین ہو جائے اور واپس جائے اور لوگون کو بھی ادہر ادہر آنے سے روکے مگر یہ تدبیر بیکار گئی۔ لہذا مجبور ہو کے اب یہ تجویز قرار پائی کہ جسطرح بنے اسکا کام تمام کر دیا جائے۔ حسین مین نہین کہہ سکتی کہ یہ جملہ سنتے ہی میرے دل کی کیا حالت ہوئی اور گھبرا کے اور بالکل بے اختیاری کے ساتھ کہا "تو پہلے مجھے بھی مار ڈالو"

میری بدحواسی دیکھکر مرجان بولی اگر اسکو بچانا چاہتی ہو تو ایک کام کرو خورشاہ کے سامنے چل کے خود اپنی زبان سے سفارش کرو۔ یہ ایسی بات تھی کہ جسکو مین ہرگز نہ مانتی فقط اتنے خیال سے کہ تمھاری جان بچتی ۔۔۔ ۔۔۔ ۔۔۔ آ گئی اور جب اس نے مسکرا کے مجھ سے بات کرنے کا ارادہ کیا تو مین نے

لیئے اس نوجوان کی جان نہ لیجئے میری یاد مین پڑہ ارو رہا ہی۔ میری درخواست
سنتے ہی اُس نے نہایت متین صورت بنائی مجھے بہت گھور کے غصے کی نگاہ سے
دیکھا اس لیئے کہ میرے تمھارے تعلقات نے اُسکے دل کو بڑا صدمہ پہونچایا
اور نہایت برہمی کی آواز مین پوچھنے لگا تمھارا کون ہے؟"

مین - وہ میرا عزیز ہے اسی کے ساتھ کھیل کود کے اور اُسی کے ساتھ پڑہ لکھہ
کے مین بڑی ہوئی ہون - اور اُسی سے میری شادی ہونیوالی ہی اس سبب سے
اکیلا وہی میری جان و مال کا مالک ہی"

خورشاہ - تمھاری شادی ہی اسکے ساتھ نہین ہوئی؟"

مین نے نظر نیچی کرکے جواب نہین دیا"

یہ جواب سنکے خورشاہ نے مجھے بدگمانی کی متجسس نگاہون سے دیکھا اور پوچھا۔
مگر شادی سے پہلے ہی تمھارے اسکے تعلقات ہو گئے کہ گھر بار چھوڑ کے ساتھ نکل
کھڑی ہوئین" تو یہ سمجھنا چاہیئے کہ تمھاری عفت مین داغ لگ گیا"؟

اسکا جواب دیتے وقت مجھے بے انتہا شرم معلوم ہوئی کسی طرح کوئی لفظ میری زبان
سے نہ نکلتا تھا مگر صرف اپنی اور تمھاری جان بچانیکی غرض سے مین نے دلکو کڑا کرکے
اور بیحیائی گوارا کرکے جواب دیا مین تو ایک اپنے بھائی کی قبر پر فاتحہ پڑہنے کو اور
دوسرے حج کے لیئے نکلی تھی مگر ہان یہ البتہ ارادہ تھا کہ قمر دین پہونچکے عقد کرونگی"

خورشاہ - نکاح کی رسم تو خیر قمر دین مین ادا ہوتی مگر غالباً تم مین آپس مین
میان بی بی کے تعلقات پہلے ہی قایم ہو چکے تھے"

اس سوال پر مین اسقدر شرمائی کہ سارا جسم پسینے پسینے ہو گیا اور نیچی نظر کرکے
بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ آنکھین بند کرکے جواب دیا۔ نہین میری عصمت
ی خورشاہ ایک بے اختیاری کے جوش مین یہ کہتا

ہوا اور میری طرف دوڑا۔ شکر ہے کہ میری نازنین کے پاک جسم کو ابھی کسی کا ہاتھ نہیں لگا۔ قریب تھا کہ مجھے گلے لگائے مگر مین نے دونوں ہاتھوں سے الگ ہی روکا اور اسکے ہاتھ سے بچنے کے لئے پاؤن کے پاس زمین پر گر کے کہنے لگی۔ اِس نوجوان کی جان نہ لیجیے ورنہ مین بے موت مرجاؤن گی" خورشاہ دیر تک سوچتا رہا پھر مجھے اُٹھا کے بولا

زمرد یہ بہت ضروری ہے کہ وادی اس ضدی شخص سے خالی کیجائے"

مین "آہ! اپنے اُسے وصیت کردی تھی کہ مرجاؤن تو گھر کے عزیزونکو میری عفت کا یقین دلاؤ۔ مگر افسوس اس نے نہ مانا"

یہ سنتے ہی خورشاہ چونک پڑا اور بولا۔ کیا تمنے اُسے گھر جانے کی وصیت کی تھی؟

مین "جی ہان یہ وصیت کیسی۔ بہت تاکید و اصرار سے کہا تھا"

خورشاہ۔ تو خیر کوئی مضائقہ نہیں ایک نہایت عمدہ تدبیر ہے وہ وادی بھی اس سے خالی ہوجائیگی اور اُسے کسی قسم کا ضرر بھی نہ پہونچے گا۔ مگر زمرد یہ صرف تمھاری نظر محبت کی اُمید پر منحصر ہے"

اسکے جواب مین کچھ کہنا مجھے بالکل بے موقع معلوم ہوا۔ خاموش کھڑی رہی اور خورشاہ نے قلم دوات منگا کے ایک خط کا مسودہ لکھا اور اُسے میری طرف بڑہا کے کہا اسے تم اپنے ہاتھ سے صاف کردو مین نے اسے اسکے سامنے وہین بیٹھ کے صاف کردیا اور واپس نہین آنے پائی تھی کہ ایک دودہ لانیوالے دہقانی کو بلوا کے خورشاہ نے وہ خط اسکے حوالہ کیا اور حکم دیا کہ تمھاری غفلت مین قبر پر رکھوا دیا جائے۔ یہ میرا پہلا خط تھا" مین اس کا حال پہلے ہی بیان کرچکی ہون مگر پھر کہتی ہون کہ کیسے کیسے مظالم ہوئے ہین اور کیسی کیسی مجبوریان پیش آئی ہین۔ جب مین نے تمکو وہ خط لکھا ہے"

اس خط کے روانہ ہوچکنے کے بعد جب مین واپس آئی تو نہا سے زیادہ حیران تھی مجھے

یقین ہوگیا تھا کہ اب مجھ سے مایوس ہو کر تم اپنے گھر چلے جاؤ گے روز اسی
مین رہتی تھی کہ تمہاری زبان سے میری موت کا قصہ سنکے امان اور ابا کے دل پر
کیا گذری ہوگی کئی ہفتے اسی حالت مین گذر گئے وہ حور جسکا نام مرجان تھا روز
میرے پاس آتی اور ہمیشہ ہمدردی ظاہر کرتی مگر مجھے بعد مین معلوم ہوا کہ خورشاہ
کی سکھائی پڑھائی تھی اور اس سے روز جا جاکے کہدیا کرتی تھی کہ مین تمہارے لئے
کس قدر حیران رہتی ہون ایکدن اوس نے باتون مین پوچھا کہ زمرد تمہارا مکان
آمل مین ہے! چونک کر بولی ہان کیون؟ "
مرجان - وہین کے ایک زبردست عالم جو فی الحال نیشاپور مین رہتے ہین لوگونکو
ہمارے خلاف بہکا رہے ہین اور اسکو جنت فریب بتاتے ہین؟ "
مین "وہ کون" امام نجم الدین نیشاپوری تو نہین "
مرجان - ہان ہان - وہی - اُن کے قتل کی تجویز ہو رہی ہے "
مین (چونک کر) ہائے یہ تو بڑا ظلم ہوگا وہ بڑے باخدا عالم ہین حسین کے
اُستاد ہین اور انہین کے وہ مرید بھی ہین "
مرجان - (تعجب سے) حسین انکے شاگرد اور مرید ہین! "
مین "اتنا ہی نہین اُن کے بھتیجے بھی ہین "
اسکے بعد دل مین افسوس کرتی رہی کہ یہ ظالم ناحق ایک باخدا شخص کی جان
لیتے ہین اور انہین خیالات کی وجہ سے مین نے رات کو کئی پریشان اور مہیب خواب
دیکھے " دوسرے دن اُٹھ بیٹھی ہی تھی اور آفتاب اچھی طرح بلند نہین ہونے پایا
کہ مرجان آئی اور کہنے لگی چلو زمرد تمھین خورشاہ نے بلایا ہے "
مین (پریشانی کی صورت بناکے) کیون؟ "
مرجان تمہین کیا جانو نگر اسیوقت چلو! مجبوراً مین اسکے ساتھ گئی وہان جاکے

ایک خوبصورت لڑکی کے ہاتھ سے لیکے جام شراب پی رہا تھا میری صورت دیکھتی ہی بولا۔ تم کسی طرح حسین کے خیال کو نہیں چھوڑتیں اگر میری آرزو پورا کرنے کا اقرار کرو تو تمہیں اس سے ملا دینے کا بھی وعدہ کرتا ہوں۔"

یہ الفاظ سنتے ہی میرے دل میں ایک خفیف سی مسرت پیدا ہوئی مگر اُسکی شرط بالکل ایسی تھی جیسے شربت کے جام میں زہر ملا ہوتا ہے۔ پینے اور کسی خیال کو دلمیں نہ لا کے کہا "اگر آپ کرم کر کے مجھے اُن سے ملا دیا تو زندگی بھر کی لونڈی ہونگی" میرے اس جواب سے وہ خوش ہوا اور فوراً ایک دوسرے خط کا مسودہ دیکے کہا اسکو اپنے قلم سے صاف کر دو۔" میں نے مسودہ ہاتھ میں لیکے قبل اسکے کہ پڑھا خورشاہ کیطرف دیکھکے پوچھا۔ "ابتو حسین اس وادی سے چلے گئے ہونگے۔"

خورشاہ۔ نہیں اُسنے تمہاری پہلے خط کی ذرا بھی پرواہ نہ کی اُسیطرح قبر کا مجاور بنا بیٹھا ہے تم اُسے باوفا اور سچا عاشق سمجھتی تھیں مگر وہ تمہاری پرواہ بھی نہیں کرتا اس دلکش وادی میں اسکا ایسا دل لگ گیا کہ اب تمہارے حکم کو بھی نہیں مانتا۔

میں "نہیں وہ ایسے ہی باوفا ہیں جیسا کہ میں سمجھتی ہوں جسطرح میری جدائی ناگوارا تھی اسی طرح اب انہیں میری قبر کی مفارقت ناگوارا ہوگی۔"

حسین "(جوش میں آکے) بیشک زمرد صرف اسی خیال سے میں نے تیرا حکم نہیں مانا۔"

زمرد "خیر میری زبان سے یہ باتیں سنکے اُسنے ایک حیرت کے ساتھ گھور کے دیکھا اور کسی قدر پست آواز میں بولا یہ مسودہ جلدی صاف کر دو کہ وہ تم سے ملے" مجھے اُس مسودہ کے پڑھتے ہی حیرت ہو گئی پڑھتی جاتی تھی اور دلمیں کہتی کہ یہ لوگ کسقدر مکار اور فریبی ہیں بہرحال میں نے خط صاف کر کے دیا اور چلی آئی دوسرے دن مجھے مرجان کی زبانی معلوم ہوا کہ وہ خط تمہارے پاس بھیجدیا گیا اور اُس سے یہ غرض تھی کہ تمہیں شیخ علی وجودی کا معتقد بنا کے انہیں کے ذریعہ سے امام نجم الدین نیشاپوری کو تمہارے ہاتھ سے قتل کرائے جائیں اسکے صلے میں تم جنت کی سیر کرو

اور مجھے تم سے ملنے کا موقع ملے حسین کیا کہوں یہ حال معلوم ہوتے ہی مین
اور پر کتنی لعنت و ملامت کی ہے مین دل مین ڈرتی تھی کہ کہین ایسا نہو کہ میری
تم انکے خونین اپنے ہاتھ رنگ لو دعا کرتی تھی کہ خدا کرے پہلے خط کی طرح تم اس خط
عمل نہ کرو مگر جب معلوم ہوا کہ یہان کے بھیجے ہوے گدھے پر سوار ہو کر تم روانہ ہو گئے
تو دل مین اور ڈری اور دعا کرنے لگی کہ خداوندا حسین کو اس گناہ سے بچا مگر
بعد مدت کے جب معلوم ہوا کہ اب دو ہی تین دن مین آیا چاہتے ہو تو مجھے
یقین ہو گیا کہ تم ان ظالمون کے پھندے مین پھنس گئے جب تم اس آدمی
کو چھوڑ کر چلے گئے تو یہان کی حورین اکثر اوقات سیر و تفریح کی غرض سے وہان
جانے لگین جن کے ساتھ حور شاہ کی اجازت سے کبھی مین بھی چلی جاتی تھی
اور اپنی قبر کو دیکھ کے تمھارے خیال سے اکثر دل ہی دل مین روتی تھی
جب تم جنت مین آئے اس سے پہلے ہی مجھے بتا دیا گیا تھا کہ تم سے کیونکر باتون
کس قسم کی باتیں کرون اور تمھارے اعتقاد کو کس طرح جانچون تاکید تھی کہ اگر
اسکے ذرا بھی خلاف ہوا اور ذرا سا بھی راز تم پر ظاہر ہو گیا تو دونون مار ڈالے
جاؤ گے پھر مین ہر وقت یہان میری اور تمھاری نگرانی ہوتی رہتی تھی اور
مجھے تم سے ایک لفظ کے کہنے کا بھی موقع نہ ملتا تھا اسکے علاوہ مجھے تمھاری
ات نظر آئی کہ جیسے تم پر کوئی سخت جادو چلا ہوا تھا اور اپنے ہر رنگ
سے بے خبر تھے ایسی حالت مین ایسی امید نہ تھی کہ تم سے کچھ کہونگی تو تم
اسے ضبط کر کے چھپا سکو گے اسی خیال سے مین نے کچھ نہ کہا تاہم موقع پا کے
اتنا بتا دیا کہ نا امیدی کی حالت مین میری قبر پر آنا اور آخر اسی تدبیر سے
خدا نے کامیاب کیا مگر حسین مین نے تمھارے لئے حور شاہ کے ہاتھ سے بڑے
بڑے ظلم اوٹھائے برا سے تمام اس جنت مین نہی تمھارے جانے کے بعد اور

زیادہ سختیاں ہوئیں اور اب خورشاہ کو خیال ہو چلا تھا کہ میں کبھی اسکے موافق ہونگی مگر لوگون کے کہنے سننے اور اوسکے دلی میلان کا نتیجہ تھا کہ اسوقت تک زندہ ہون

حسین - (زمرد کو گلے لگا کے) غنیمت ہے کہ اتنی مصیبتون کے بعد ہم پھر ملگئے مگر اب مجھے ضرور ہے کہ ان ظالمون سے ان باتون کا انتقام بھی لون جبتک انتقام نہ لونگا کبھی آرام سے بیٹھنا نصیب نہوگا میرے گناہون کا کفارہ بھی ہے کہ دنیا کو خورشاہ علی وجودی اور طور سینی کی نجاست سے پاک کروں جسطرح ابھی ان لوگون کا فدائی تھا اب دین کا سچا فدائی رہونگا انکے مستقر پر جاؤنگا اور اسی مکر و فریب سے ان لوگون کو جنت کے بہانے دوزخ مین بھیجونگا۔"

زمرد - تمھین کہین جانے کی ضرورت نہین فی الحال عید قیام قیامت ہے یہ سب لوگ یہین آئے ہوئے ہین اسی قلعہ مین موجود ہین - اور انکی سزا دہی کا بھی پورا انتظام ہو گیا ہے آج ہی شام تک تمھین موقع ملجائیگا کہ شاہزادی بلغان خاتون کے ساتھ خورشاہ کے محل مین اور قلعہ مین گھس کے ایک ہی وقت تینونکا کام تمام کرو

حسین - زمرد تجھے یہان کے سب حالات کیونکر معلوم ہو گئے۔

زمرد - حورون اور جنت والون سے کوئی راز چھپا تھوڑا ہی ہے مرجان کیطرح یہان کی بعض حورین خورشاہ کے محل مین جاتی ہین - انہین سے ایک آدھ ہر وقت اسکی صحبت مین موجود رہتی ہین - یہ حورین جب واپس آتی ہین تو جو دیکھتی سنتی ہین دوسرون سے کہدیتی ہین - اسطرح تھوڑی ہی دیر مین ہر بات سب مین مشہور ہو جاتی تھی اور کسی نہ کسی ذریعے سے مین بھی سن لیتی تھی اور ہان حسین یہ تو بتاؤ کہ شاہزادی کیساتھ کتنی فوج ہے؟"

حسین - "فوج! تھوڑے سے جوان ہونگے۔"

ناگہان ایک شور ہنگامے کی آواز بلند ہوئی - دونون گھبرا کے محل سے باہر نکل آئے

اور ہزاروں سپاہیوں کا عظیم الشان لشکر دیکھ کے اس محل کی طرف دوڑی جہاں شاہزادی بلغان خاتون آرام کر رہی ہے۔"

نواں باب

انتقام

حسین اور زمرد نے اپنے قصروں سے نکل کے دیکھا تو عجب عالم نظر آیا جنت کے آرام و اطمینان میں فرق آگیا تھا اور معلوم ہوتا تھا گویا فردوس بریں میں قیامت آگئی خوبرو اور پری چہرہ حور و غلمان جو اپنے حسن و جمال سے ہر ایک کو نورانی پیکر ہونیکا دھوکا دیتی تھیں قصروں اور کوشکوں سے نکل نکل کے بدحواس بھاگے اور ایک دوسرے کی آڑ میں چھپنے لگے ہر طرف ایک تہلکہ پڑ گیا۔ جہاں رونا حرام بتایا جاتا تھا وہیں ہر طرف رونے پیٹنے اور نوحہ و بکا کی آواز بلند ہوئی ایک عظیم الشان اور بڑا بھاری تاتاری لشکر جنت میں داخل ہو گیا تھا جسکے سپاہی ہر چہار طرف پھیلتے جاتے تھے قصروں اور کوشکوں میں لوٹ مار مچ گئی تھی" خوبصورت لڑکیاں اور پری جمال لڑکے گرفتار ہو رہے تھے جنکی سہمی ہوئی صورتوں میں چیخ پکار کی آوازوں نے عجب نازک گھڑی کا سماں پیدا کر رکھا تھا"

یہ وحشت انگیز اور بدحواس کرنیوالا سماں دیکھتے ہی زمرد اور حسین دوڑے ہوئے اس محل میں پہنچے جہاں شاہزادی بلغان خاتون آرام کر رہی تھی زمرد شاہزادی کی آرام گاہ کے قریب پہنچ کے دستک دینے ہی کو تھی کہ ایک وحشی اور عنادگر تاتاری اسکی صورت دیکھ کے جھپٹ بڑا قریب تھا کہ اور سب حوروں کی طرح یہ بھی گرفتار ہو جائے مگر حسین سے یہ دیکھ کے رہا نہ گیا اور کوئی ہتھیار تو پاس نہ تھا وہی اپنی فدائیت کا خنجر لیکے دوڑا قریب تھا کہ اسمیں اور تاتاری میں

لڑائی ہوجائے کہ ناگہان کمرے کا دروازہ کھلا اور خوبصورت شاہزادی بلغان خاتون اپنے بکھرے ہوئے اور لٹکتے ہوئے بالون کے ساتھ لباس کے لمبے لمبے دامنونکو زمین پر لٹکاتی ہوئی نکلی اور تاتاری زبان مین چلاکے بولی" ٹھہرو شاہزادی کی صورت دیکھتے ہی تاتاری دوڑکے اُسکے قدمونپر گرپڑا اور عرض کیا"

ہم حضور کی تلاش مین تھے"

شاہزادی - تم میرے ساتھ والون سے ہو۔

تاتاری - نہین"

شاہزادی - خوش ہوکے بھائی آگئے"

تاتاری - جی ہان ناگہان تاتاریون کا ایک بڑا بھاری غول نظر آیا جنکے درمیان مین خود ہلاکو خان بھی موجود تھا" شمشیر برہنہ اوسکے ہاتھ مین تھی۔ عمامے مین کلغی لگی تھی جسپر مغلی ہیرے اور تاتاری بیر قین سایہ کئے ہوئے تھین۔ اس شان سے اسکے شاہی خاندان مین ہونے اور نیز تمام فوج کے سردار ہونیکا پورا پتہ چلتا تھا ہلاکو خان کو آتے دیکھ کے بلغان خاتون کمرے سے نکل کے استقبال کو دوڑی۔ بہن بھائی جوش وخروش اور گرمجوشی سے ملی وحشی اور غارتگر جوانون نے ایک گھڑی کے لئے مہذب بنکے اور مرتب ہوکے اپنی حسین نازنین شاہزادی کو سلام کیا اور ہر طرف سے خوشی و مسرت کے نعرے بلند ہونے لگے"

بلغان خاتون - (ہلاکو خان سے) بھائی آپ کب آئے؟ مجھے تو تردد ہو چلا تھا"

ہلاکو خان - تم لکھتین اور مین نہ آتا؟ اسمین شک نہین کہ اسوقت سلطان ولیم کے تعاقب مین عجلت کرنے کی ضرورت تھی مگر تمہارا خط دیکھتے ہی مجبور ہونا پڑا۔ مین تھوڑی ہی فوج اسکے تعاقب مین چھوڑدی اور باقی لوگونکو ساتھ لیکے چلا آیا"

بلغان خاتون - مین روانہ ہونے سے کئی دن پہلے آپکو اطلاع دیچکی تھی اسی خیال سے

زیادہ فوج اپنے ہمراہ نہین لائی - لیکن آج صبح سے جو آپکے پہونچنے مین دیر ہوتی تھی میرا تردد بڑہتا جاتا تھا۔"

ہلاکوخان - مین نے بہت کوشش کی کہ صبح تڑکے پہونچ جاؤن مگر کسی طرح نہ پہونچ سکا خیر اب بھی چندان دیر نہین ہوئی۔"

اسکے بعد بلغان خاتون نے زمرد اور حسین کو ہلاکوخان کے قدمون پر گرا دیا اور کہا یہی لوگ ہین جنکی مدد سے مین یہان تک آسکی" ہلاکوخان نے اونہین اوٹھا کے گلے سے لگایا اور کہا - اپنی بہن کی طرف سے مین بھی تمھارا شکرگذار ہون"

دونون نے پھر جھک کے اُسکے قدم چومے اور کہا - حضور ہی کی توجہ سے ہمکو اس قید سے نجات ملی ورنہ زندگی بھر نجات کی اُمید نہ تھی"

بلغان خاتون - اور بھائی آپ کے ہمراہ کتنی فوج ہے -

ہلاکوخان - مین پچاس ہزار فوج لیکے چلا تھا راستے مین وہ چالیس ہزار جوان اور ملگئے جو تمھارے ساتھ آئے تھے - اب کل نوے ہزار سپاہ تاتاری تیرے ہمراہ ہین مگر ان مین سے صرف پانچہزار آدمی اندر لایا ہون اس لئے کہ راستونکی دشواریون کے باعث اس سے زیادہ فوج کا یہان لانا غیر ممکن تہا"

بلغان خاتون - اور باقیماندہ فوج نہر کے کنارے ٹہری ہوگی"

ہلاکوخان - نہین مینے کئی منزل پیشتر سے اپنی فوج کو چالیس ہزار آدمی قلعہ التمونت پر بھیجدئے تھے جو آج ہی پہونچگئے ہونگے اور قلعے کے اندر سے ہمارے طبل و قرنا کی آواز سنتے ہی یورش کر دینگے - نہر و بر نجان کے کنارے پہونچکے جب مجھے معلوم ہوا کہ زیادہ آدمی یہان تک نہین پہونچ سکتے تو مین نے طولی خان کو باقیماندہ فوج پر دار مقرر کرکے حکم دیا کہ وہ بھی التمونت ہی پر جاکے حملہ کرے اسکے ساتھ دس ہزار فوج ہے مجھے اندیشہ تھا یہ لوگ وقت پر نہ پہونچ

سکین گے۔ مگر اتفاقاً خوش قسمتی سے ایک یہین کا کوہستانی شخص ملگیا جس نے بتایا کہ التمونت بہت قریب ہے اور زیادہ سے زیادہ پانچ گھنٹے مین یہ پورا لشکر وہان پہونچ سکتا ہے۔ طوطی خان اس شخص کو ساتھ لیکے گیا ہی اور یقین ہی کہ تھوڑی ہی دیر مین وہ قلعہ کے پھاٹک پر پہونچگیا ہوگا۔ خیر اب یہ بتاؤ کہ قلعہ کا راستہ کدھر سے ہے؟

بلغان خاتون۔ تو بھائی تھوڑی دیر یہان ٹھہر کے ستا لو۔ پھر چلنا تم ابھی منزل مارے اور تھکے ماندے چلے آتے ہو"

ہلاکو خان (ہنس کے) ہمارا آرام اسی مین ہے کہ جوہر شجاعت دکھلانے کو کوئی اچھا میدان جنگ ملے جبتک فتح حاصل نہ ہو سے اسوقت تک کوئی چیز ہماری تھکن کو نہین مٹا سکتی ہان البتہ تمھارے تھکنے کا مجھے لحاظ ہوتا مگر تم مجھ سے پہلے ہی یہان پہونچ چکے ہو یقین اور اچھی طرح سستا چکی ہو لہذا اب کسی بات کا انتظار کرنیکی ضرورت نہین

حسین۔ جوش و خروش سے قدم آگے بڑھا کے) حضور بیشک انتظار نہ کرنا چاہیے مجھے ان لوگون نے اتنا فرادان فریب دیا ہی اور میرے ہاتھ سے ایسے ایسے گناہ کرائے ہین کہ جبتک انھین سے خاص اُس شخص کی جان نہ لیلونگا چین نہ پڑیگا ہر وقت میرے دل سے انتقام کی آواز نکلتی ہے اور پریشان ہوا جاتا ہون"

ہلاکو خان۔ (مسکرا کے) ہان ذرا بیان تو کرو کہ تمھین کیونکر فریب دیا گیا تھا شاہی عسکر کی تفصیل میں حسین نے اپنی سرگذشت مختصر الفاظ مین بیان کی اور آخر مین آبدیدہ ہو کے کہنے لگا۔ افسوس۔ زمرد۔ کی محبت کے نام سے مجھے لشکر بلایا اور ایسے ایسے فریب دئے گئے ہین کہ جبتک زندہ ہون انپر لعنت کرتا رہونگا"

ہلاکو خان (حیرت سے) واقعی ان لوگون نے دنیا پر ریاکاری و مکاری کا عجیب جال ڈال رکھا ہے اب اس قلعہ کی فتح کے بعد میرا ارادہ ہے کہ باقاعدہ کی

نجاست سے ساری دنیا کو پاک کردون ''

حسین - اگر ایسا ہوا تو خدائے تعالی آپ سے بہت خوش ہوگا اور دنیا ہمیشہ کے لیئے آپ کے مبارک اسلحہ کی ممنون احسان رہیگی ''

ہلاکو خان - تو چلو - اب تاخیر مین نقصان ہے ہماری فوج جو قلعہ کے گرد اُتری ہوئی ہے متردد و پریشان ہوگی ''

زمرد - یہ کام میرے ذمے ہے - حضور آپکی اس لونڈی کے سوا کوئی اس راستے سے واقف نہین ہی - مگر اپنے ہمراہیون کو حکم دیجیئے کہ جب تک محل کے اندر نہ داخل ہولین نہایت خموشی سے چلین پہلے سے خبر ہوگئی تو محل سرا کا پھاٹک بند کر لیا جائیگا اور پھر قلعہ کیطرف نکلجانے مین بڑی بڑی دشواریان پیش آئینگی -

زمرد کی ہدایت کے مطابق ہلاکو خان نے اپنے تمام ساتھیونکو ساکت وصامت اور آہستہ آہستہ قدم اٹھانیکا حکم دیدیا وہ پانچسو تاتاری جو قراقرم سے شاہزادی کے ہمراہ آئے تھے اور اب اس پانچہزار کو چلکے بعد وہ بھی جنت کے اندر داخل ہوگئے تھے یہین جنت مین چھوڑے گئے تاکہ اسیر شدہ حور و غلمان کی محافظت کرین اور ہلاکو خان التمونت کے قصر شاہی کیطرف اس شان سے روانہ ہوا کہ آگے آگے توحسین تھا اور اُسے کسی تاتاری جوان سے ایک تلوار مل گئی تھی جسے وہ غضب اور انتقام کے ارادے علم کیے ہوئے تھا' اسکے پیچھے خود ہلاکو خان جسکے داہنی طرف بلغان خاتون تھی اور بائین طرف زمرد اور انکے پیچھے پانچہزار تاتاریون کا غول تھا باوجود اژدہام و جوش و خروش کے نہایت ہی سکوت اور متانت کے ساتھ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا جاتا تھا''

نہر دیر سجان کے اس طرف تمام چمن اور دلکش قطعات باغ طے کرکے یہ پُر سطوت گروہ نہر کے پل پر پہونچا - زمرد نے بڑھکے پل کا قفل کھولا اسلیئے کہ اُس نے آج صبح ہی کو راستہ روکنے کے لیئے اُس پل مین قفل ڈالدیا تھا پل کا پھاٹک کھلتے

سب نہر سے اوتر اتر کے ادھر کی پر فضا اور دلکش مرغزار مین داخل ہوے اور زمرد
کے بتلانے کے موافق ایک خوشنما اور خوش سواد راستے سے گذر کے بڑے بڑے
سایہ دار درختون کے ایک جھنڈ مین پہنچے انھین درختون کے گھونگٹ مین رکن الدین
خورشاہ کے محل سرا کا خوبصورت چہرہ دروازہ پہ چھپا ہوا تھا۔ دروازہ کی صورت
دیکھتے ہی یہ لوگ دوڑ کے اندر گھس پڑے۔ اور قبل اسکے کہ کسی کو خبر ہو ایک طولانی
ڈیوڑھی کو قطع کر کے خوشنما اور فرحت بخش خانہ باغ مین جا پہنچے جو اپنی شادابی
و دلکشی مین الموت کی جنت سے کم نہ تھا؛

ان خلل اندازون کی صورت دیکھتے ہی چند سپاہی جو پہرے پر متعین تھے اپنے
اسلحے لیکے دوڑے مگر جب دیکھا کہ تاتاریون کا ایک لشکر ہے تو بدحواس
بھاگ گئے دو چار مارے گئے اور بقیۃ السیف نے بھاگ کے سارے محل اور قلعہ مین ہل چل
ڈالدی قلعے مین مذہبی عید کی رسمین بجا لائی جا رہی تھین اور بیرونی اور نیز یہان کے لوگون
کا ایک بڑا بھاری مجمع تھا اگر حواس سے کام لیا جاتا تو ممکن تھا کہ ایک معرکہ کی لڑائی
ہوتی مگر تاتاریون کی ہیبت ان دنون ساری دنیا مین بیٹھی ہوئی تھی۔ انکے قلعہ مین
داخل ہو جانے کا نام سنتے ہی ہاتھ پاؤن پھول گئے۔ خود خورشاہ جو کھڑا خطبہ پڑھ رہا
تھا۔ منبر سے اوتر کے بدحواس بھاگا کہ کسی کونے مین جا چھپے مگر جانے نہ پایا کہ محل سے
نازک اندام و پری جمال عورتین برہنہ سر اور برہنہ پا بھاگ بھاگ کے آگئی تھین۔ اور قدم
قدم پر اسکے دامن سے لپٹ لپٹ کے پناہ مانگتی تھین اسوقت یہان اسکی خبر نہ تھی قلعے کے
گرد بھی ایک بڑا بھاری اور عظیم الشان تاتاری لشکر محاصرہ کئے ہوے ہے بادشاہ
اور معتقدون کو بدحواس دیکھ کے تمام سپاہی اور اہل قلعہ داعی اور فدائی قلعے کے پھاٹک
کھول کے بزدلی اور خوف کی آوازین بلند کرتے ہوے باہر نکل چلے نکلتے ہی قلعے کے
اندر غلغلہ طبل اور قرنا بجے اور تاتاریون کے باہر والے لشکر نے اپنی قومی باجون کی آواز

سنتے ہی خود اپنا طبل بجایا اور فوراً حملہ کر دیا۔ بھاگ کے باہر جانے والے تاتاری لشکر کے متلاطم سمندر کو ایک طوفان کی طرح اپنی طرف آتے دیکھکے نہایت ہی از خود رفتگی کے ساتھ اُٹھے پھر سے ہنکاطولی خان کے لشکر نے بڑی پھرتی سے تعاقب کیا اور باہر کے مغلی جان بازان کو قتل کرتے ہوئے قلعے کے اندر گھس پڑے ہ،

اب قلعہ کے اندر سخت طوفان بپا تھا۔ ہر طرف قتل عام کا سمان نظر آرہا تھا بوڑھے بچے زن و مرد اہل حرفہ اور سپاہی سب بلا استثنا اور امتیاز قتل ہو رہے تھے ایک عجب ہنگامہ تھا جسمین تیر اور نیزے تلوار اور چھری اور گرز اور تبر کی ہوش ربا آوازونکے ساتھ تاتاری لوٹیرون کی دہشت ناک چیخین عورتون اور بچونکی آہ وزاری اور رونے پیٹنے کی آوازین ایک ساتھ سنی جاتی تھین "

ہلاکو خان اور بلغان خاتون کے ہمراہی خور شاہ کے محل کے ایک ایک کمرے اور دالانمین گھس گھس کے خوف زدہ عورتین اور مرد۔ بوڑھون اور بچون کو نکال نکال کے ہنکاتے ہوئے اس بڑے میدان مین لائے اور اسی جگہہ چند منٹ پہلے عید کا جشن ہو رہا تھا اور عیش و مسرت کے پرجوش نعرے بلند تھے دوسری طرف سے باہر بھاگنے والونکو طولی خان کے ہمراہیون نے نہایت ہی بدحواسی کے ساتھ بھگا کے اندر کیا وہ بھی اسی میدان مین آکے انہی مظلوم و پریشان حال دوستون سے اندھونکی طرح ٹکرانے لگے کسی کو اپنے پرائے کا ہوش نہ تھا۔ ہر شخص کے حواس غائب تھے اور جو دشمن مین سے کسی کو پاتا مجنونون یا ڈوبنے والونکی طرح اسکے دامن سے لپٹ کے پناہ مانگتا یہ دلخراش سین زمرد کے دل پر نہایت ہی اثر کر رہا تھا وہ ان لوگونکی بیکسی دیکھ دیکھکے رو اٹھتی تھی۔ کئی مرتبہ قلعہ کے بعض ستم زدہ عورتون کیساتھ اُسکی زبان سے بھی چیخ کی آواز نکل گئی۔ زمرد کی پریشانی دیکھ کے بلغان خاتون اسکے قریب آئی اور کہنے لگی " زمرد مین نہ جانتی تھی کہ تمہارا دل اسقدر کمزور ہے ورنہ تمکو یہان نہ لاتی "

زمرد - (روکے) شاہزادی یہ سب میرا کیا ہوا ہے - ہر خون کا قطرہ جو اسوقت قلعے مین گر رہا ہے - اور گرے گا - اُسکے گناہ مین میرا نام بھی لکھا جائیگا - اور ممکن نہین کہ اُسکے انتقام سے مین بچ سکون "

بلغان خاتون "پیری تمھارے دل کا بودا پن ہے ورنہ ان لوگون کا قتل کرنا گناہ نہین - ذرا یہ تو خیال کرو کہ اسوقت ہم کیسے کیسے مقدس بزرگون اور نامور لوگون کا بدلے رہے ہین جتنے لوگ یہان مارے جائینگے اُن سے زیادہ روحین اسوقت خوش ہو رہی ہونگی اور ہمارے لئے خدا سے مغفرت کی خواستگار ہونگی "

زمرد - (ہچکیان لیکے) جو کچھ ہو مگر شاہزادی مجھ سے یہ ظلم و جور نہین دیکھا جاتا

بلغان خاتون - جب یہ ظلم و جور دل پر اثر کرے تو اون مظالم کو یاد کرو جو ان ظالمون کے ہاتھ سے دنیا پر ہوتے رہے ہین "

تھوڑی ہی دیر مین قلعے کی نصف سے زیادہ آبادی قتل ہو گئی لاشین ہر طرف تڑپ رہی تھین - ہر طرف سے بہتی ہوئی آ آ ایک مقام پر بہت سی جمع ہو جاتین اور ایک دوسرے کو اپنے خون مین رنگتین - اور باہم لپٹ لپٹ کے اوچھلتی تھین مگر قاتلون کا خیال بھی اس طرف نہ جاتا تھا وہ برابر بے سر دھڑون کو گرا گرا کے انھین تڑپتی ہوئی لاشون کے تودون کی طرف دیکھ رہی تھی "

اب ہلاکو خان اُسی ممبر پہ کھڑا ہوا تھا جسپر سے نور شاہ خطبے کو ناتمام چھوڑ کے اترا تھا بدمست و خون آلودہ تلوار اُسکے ہاتھ مین اور اُسکی بہن شاہزادی بلغان ممبر کے نیچے اُسکے قریب ہی کھڑی تھی جسمین اگرچہ فوجی آدمی نہ تھا مگر اُسنے انتقام کا پورا موقع ملا تھا اور دل کی آگ بالا ضرور سے قتل کی پیاس کو تیز کر رہی تھی تاتاریونکی بھیڑ مین گھس گھس کے وہ اُن خاص لوگون کو ڈھونڈھتا پھرتا تھا جنھین اُسنے پہلے سے اپنا شکار تجویز کر لیا تھا تا گمان ایک شخص دوڑ کے اُسکے دامن سے لپٹ گیا

اور اوس سے آواز نکلی "حسین مجھے بچا مین جانتا ہون کہ تو شجر معرفت کی ایک شاخ ہے"
حسین سمجھ گیا کہ کاظم جنوبی ہے دل مین آئی کہ ایک ہی وار مین اُسکا سر اوڑا دے۔ مگر خود ہی
سوچا کہ اس سے طور معنی اور علی وجودی کا پتہ لگجائیگا یہ خیال آتے ہی ذرا دوستی
کی شان سے کاظم جنوبی کیطرف جھک کے پوچھا "اور طور معنی کہان ہین ؟
کاظم جنوبی نے یہ الفاظ سنتے ہی سر اوٹھا کے چارون طرف دیکھا اور ایک شکستہ
حال بڈھے کیطرف جو کئی آدمیون کے درمیان مین زمین پر ننگے سر بیٹھا تھا اشارہ
کیا اور پھر زمین پر گر کے کہنے لگا "اے شجر معرفت مجھے پناہ دے۔ حسین نے
غضب آلود تیورون سے اُسکی اس ذلیل خوشامد کو دیکھا۔ اور یہ کہکے کہ
"تجھ سے ذلیل فریبی کے لئے پناہ نہین ہے اس کا سر اوڑا دیا"
کاظم جنوبی کو تڑپتا چھوڑ کے وہ اس بڈھے کیطرف گیا اور دیر مین پہچان سکا
کہ طور معنی وہی ہے حسین نے اس مجمع کے اندر ہاتھ ڈال کے اُسے باہر کھینچا
اور کہا آج تو مین نے وہ ستر ہزار حجاب خود ہی چاک کر ڈالے اور طور سینا کو
بے حجاب دیکھ رہا ہون" یہ جملہ سنتے ہی طور معنی نے حیرت و استعجاب سے حسین
کیطرف دیکھا اور کہا اے نوجوان تو کون ہے کہ تو حقیقت سے آگاہ معلوم ہوتا ہے"
حسین۔ ہان خوب آگاہ ہون۔ مگر آپ نے شاید مجھے نہین پہچانا"
طور معنی "نہین بالکل نہین"
یہ جواب سنتے ہی غصہ مین آکے حسین نے اُسکے منہ پر تھوک دیا اور کہا "یا تو وہ
کشف تھا کہ بغیر دیکھے میری صورت دیکھ اور میری آواز سُنے تو نے کہا تھا۔ اے
نوجوان آ ملی مرحبا۔ یا آج مجھے دیکھ کے بھی نہین پہچان سکتا! تیری سب نہ ضمین
کشف کی گئین اور معلوم ہو گیا کہ تو کتنا بڑا مکار و بد معاش ہے"
اب اس جواب پر طور معنی جھک کے حسین کے قدم چومنے لگا اور رقت و بدحواسی کی

آواز مین بولا "رحم!! اجوان امل رحم!!!"

حسین "ہرگز نہین! تو ایک فتنہ ہی جس سے دنیا کو جہانتک جلد ہو سکے خالی کرنا چاہیے" یہ کہہ کے حسین طور معنی کے سینے پر چڑھ بیٹھا تلوار زمین مین ڈالدی اور کمر سے خنجر نکال کے بولا "یہی وہ فدائیت کا خنجر ہے جو میری کمر مین بندھوایا گیا تھا۔ اسی سے مین نے امام نصر بن احمد کسے نیک نفس بزرگ کی جان لی تھی اور اسی سے آج تیرا ناپاک سینہ چاک کرتا ہون۔ طور معنی کچھ کہنے کو تھا کہ حسین کا خنجر اُسکے سینے کے اندر اُتر گیا ایک ہی وار مین ایڑیان رگڑ ایک آہ کے ساتھ جان دی اور حسین اپنی تلوار لیکے اوٹھ کھڑا ہوا مگر اچھی طرح کھڑا نہین ہونے پایا تھا کہ دیکھا کسی قدر فاصلہ پر ہلاکو خان کے قریب ہی تاتاری شخص ضعیف العمر بڈہے کو اُسکے عمامے سے باندھکے کھینچ رہا ہے حسین دور سے دیکھتے ہی پہچان گیا کہ علی وجودی ہی ہے بے اختیار دوڑا گیا اور پگڑی کو درمیان مین پکڑکے چلایا "میرا مجرم ہے"

تاتاری۔ "کیون گرفتار مین نے کیا اور مجرم تمہارا ہو گیا"

حسین۔ "ہان اسلئے کہ میرا قدیمی مجرم ہے۔ اس جملے کے ساتھ ہی ہلاکو خان نے بھی اُس تاتاری کو اشارا کیا کہ اس قیدی کو حسین ہی کے سپرد کر دے۔ حسین نے علی وجودی کو اسی طرح اُسکے عمامے کا ایک جھٹکا دیکے دریافت کیا "مجھے پہچانا"

علی وجودی کچھ ایسی مایوسی وازخود رفتگی کی حالت مین تھا کہ اسوقت اس نے دیکھا ہی نہ تھا کہ اسکے سر پر کیا گذری ہی اور کس کے ہاتھ مین گرفتار ہے حسین کی آواز سن اس نے سر اُٹھایا اور پہچانتے ہی چلا اوٹھا "آزاد حسین! مجھے تیری جستجو تھی جب قلعہ التمونت سے تیرے نکل جانے کی خبر معلوم ہوئی تو مجھے بڑا اندیشہ ہوا افسوس اگر تو میرے پاس چلا آتا تو اس طرح کا ناکام نہ رہتا۔ دراصل علی وجودی یہ نہین

سمجھا تھا کہ حسین اب اُس کے عقاید کے خلاف ہے۔ اُسے خیال گذرا کہ اب تک یہ میرا معتقد ہے اور اسی وجہ سے مجھے تاتاریون کے ہاتھ سے چھڑا کے بڑی دلیری اور بہادری سے یہان لایا ہے۔

حسین "عقیدت کی شان اور علاے کا سر احچھوڑ گے) مگر آپ کو غیب کی باتین معلوم ہو جاتی ہین۔ آپنے سیر لاہوتی مین بیشک دریافت کر لیا ہوگا کہ مین کن پہاڑون اور کہا ٹیون مین ٹکراتا پھرتا تھا۔ یہ سن کے علی وجودی نے حسین کو بدگمانی کی نظر سے دیکھا اور کہا "وہ سیر لاہوتی اُسی وقت ہوتی ہے جب انسان توجہ قلبی سے کام لے۔ دراصل مین نے تیرا حال دریافت کرنے کی جانب کبھی توجہ نہین کی تھی"

حسین "مگر یہ امید نہ تھی کہ مجھ سے عقیدت کیش کو آپ بالکل چھوڑ دینگے"

علی وجودی "اور حسین یہ فتنہ کیونکر برپا ہوا؟ یقین ہے کہ تجھے معلوم ہوگا۔ اس لئے کہ تیرے کہنے سے تاتاریون نے میری جان چھوڑ دی"

حسین "آپ کو پوچھنے کی کیا ضرورت ہی؟ آپکو ہر امر ایک ادنی توجہ قلبی سے معلوم ہو جاتا ہے"

علی وجودی۔ اتنا جاننے پر بھی تو عالم ارواح کے رموز سے نا آشنا ہی؟ جن لوگون کو ان رموز مین کمال حاصل ہوتا ہے انہین کو کبھی اپنی خبر نہین رہتی سنا نہین کہ ؎

گہے بر طارم اعلےٰ نشینم　　گہے بر پشت پاے خود نہ بینم

حسین "رکن الدین خورشاہ نے تجھے جنت مین بھیجنے سے انکار لیا اپنے قلعہ سے نکلوا دیا۔ جسکے بعد مجھے مایوسی تھی" اور عجب بیکسی کی حالت مین تھا افسوس اُسوقت آپنے بھی خبر نہ لی۔ مگر معاملہ دگرگون ہونے والا تھا" تقدیر نے مجھے ایک اور شخص سے ملا دیا اور اب اسکی برکت و رہبری سے جنت مین پہنچا اور زمرد کی

ہمکناری نصیب ہوئی "۔ افسوس کہ اب مین آپکے مریدون سے نکل گیا اور اسکے مریدون اور معتقدون مین شامل ہون "

علی وجودی - وہ کون شخص ہے "

حسین - تاتاریون کا سردار ہلاکو خان اور اُسکے شرایط بہت سخت ہین "

علی وجودی نے یہ سنتے ہی سر سے پاؤن تک کانپ کے حسین کی صورت دیکھی اور پوچھا وہ شرایط کیا ہین "

حسین - وہ یہ کہ آپ اور آپ جیسے جتنے مکار اور سیاہ کار ملاحدہ ملین ان کا سر تن سے اوڑا دون "

علی وجودی - (سہم کے) اور ایسے ظالمانہ احکام کے بجالانے مین تمھین تامل نہین "

حسین - بالکل نہین اسکا سبق تو آپ ہی سے مل چکا ہے کہ مرید کو مرشد کے ہاتھ مین ایک بیجان آلہ کی طرح رہنا چاہیئے - مگر ظاہر کا ایک باطن ہو اور اسکا باطن میرے مرشد کے نزدیک بہت ہی اچھا اور خدا کی درگاہ مین مقبول ہو "

علی وجودی نے شرما کے اور لاجواب ہو کے سر جھکا لیا اور کہا - مگر جو کچھ ہو تمھین رحم سے کام لینا چاہیئے - ظلم خدا کو پسند نہین ہو سکتا "

اس جواب سے حسین کو بہت غصہ آیا - مگر اس نے ضبط کر کے اپنے تئین روکا اور کہا بیشک خدا کو ظلم نہین پسند ہو اور اسی وجہ سے امام نجم الدین نیشاپوری کی روح آج تک پکار پکار کے کہہ رہی ہے کہ میرا خون علی وجودی کی گردن پر ہو - یہ سنتے ہی علی وجودی سر سے پاؤن تک کانپنے لگا - اور تھوڑی دیر کے بعد جب اُسکے دل کو ذرا سکون ہو لیا تو بولا - مگر مجھکو تمھارے ساتھ ایسے تعلقات رہ چکے ہین کہ مجھے تم کسی بیرحمی کی امید نہین "

حسین "امام نجم الدین نیشاپوری سے زیادہ مجھے آپ سے تعلق نہین رہا ہے

وہ میرے چچا تھے۔ اوستاد تھے۔ اور مرشد تھے"

اب علی وجودی کو خوف نے اسکے اختیار سے باہر کردیا۔ وہ ایک دفعہ روتا ہوا حسین کے قدمونپر گرا اور چلایا رحم رحم"

حسین "ہرگز نہین۔ ہزارہا پاک اور مقدس روحین فریاد کررہی ہین جو یقیناً اب تمہاری نظر کے سامنے ہونگی اور تمھین چارون طرف سے دہمکارہی ہونگی اور بیشک علی وجودی کی اسوقت یہی حالت تہی وہ بار بار چارون طرف گھبرا گھبرا کے دیکھتا تھا اور ہرطرف کسی اپنے ہی مظلوم تصویریہ چہریون اور خنجرون سے دہمکاتی ہوئی نظر آتی تہی"

عین اوسی حالت مین جبکہ اُسے چارون طرف چہریان ہی چہریان نظر آرہی تھی حسین نے اپنا خنجر کمر سے نکالا اور اسکی آنکھونکے سامنے کرکے کہا یہی وہ خنجر ہے جو مجھے تم سے ملا تھا اور امام نجم الدین نیشاپوری اور امام نصر بن احمد کے سینون مین خاص تمہارے حکم اور میرے ہاتھ سے اُتر چکا ہے۔ یہ خنجر آجتک باقی ہے اور صرف اسی لئے کہ تمہارے سینے مین اور خاص میرے ہاتھ سے اُتر جائے اسے اچھی طرح پہچان لو اور تیار ہو جاؤ کہ انتقام کا وقت آگیا"

یہ کلمات سُنکے علی وجودی پہر کانپ گیا اور ڈر ڈر کے کہنے لگا مجھے نہ مارو" اب مین کبھی اس مذہب باطنیہ کی طرفداری نکرونگا

حسین۔ مگر تمہارا یہ عہد میرے دامن سے وہ خون کے دھبے نہین چہڑا سکتا جو تمہاری سیہ کاریون سے لگے ہین"

یہ کہہ کے حسین نے علی وجودی کو زمین پر گرا دیا اور اوسکے سینہ پر چڑہ کے پہر اوس کا خنجر اوسکی آنکھون کے سامنے پیش کیا اور کہا" دیکھ اور خوب پہچان لے کہ یہ وہی تمہارا خنجر ہے"

درحقیقت علی وجودی کی موت بہت بُری موت تہی اسوقت تمام گناہ طرح طرح

کی بہیانک صورتون کا جامہ پہن کے اسکی آنکھونکے سامنے کہڑے تہے وہ ہزارہا مظلوم روحون کو دیکہہ رہا تہا جو خنجر دکہا دکہا کے اُسے ڈرا ڈرا رہی تہین اوس نے اون تمام چیزون سے گہبرا کے آنکہین بند کر لین اور حسین سے کہا خدا کے لئے مجہے چہوڑ دے اور میری بیکسی پر رحم کہا "

حسین " نہین جس کے دل مین خود ہی خدا کا خوف اور ترس نہین اوس پر ترس آنا گناہ ہے "

علی وجودی " تو کمبخت کہین جلدی کام تمام کر۔ ان بلاؤن سے پیچہا چہوٹے جو مجہے گہیرے ہوئے ہین ۔

حسین " مین فقط اتنے ہی کے لئے تامل کر رہا ہون کہ تجہے موت کی نازک اور پر خطر گہڑی کا اچہی طرح مزہ مل لے تو تیرا کام تمام کرون اب علی وجودی سخت بیتاب تہا حسین کے نیچے دبا ہوا تہا ۔ اور حسین اسکا دیا ہوا خنجر اُسکی آنکہونکے سامنے پیش کر رہا تہا جسکی ڈراونی صورت سے ڈر ڈر کے وہ اپنا سر ادہر ادہر ہٹا لیتا تہا اور کہتا تہا خدا کے لئے اس چیز کو میری نظر کے سامنے سے دور کرو "

آخر بڑی دیر کے بعد جب حسین نے دیکہا کہ بڑی دیر ہو گئی اور قریب قریب قلعہ کی ساری رعایا قتل ہو گئی تو اس نے بہی خنجر بہونک بہونک کے اور آزار دیدیکے علی وجودی کا کام تمام کیا ۔ اپنے سب سے بڑے بہکانیوالے سے وہ انتقام لیکے وہ پہر ہلاکو خان کے قریب گیا ۔ اب تاتاریون کے قتل کرنے کیلئے کوئی شخص ملتا تہا ۔ اتنے بڑے قتل عام سے ان کی آنکہون مین خون اُتر آیا تہا اور مجنون کتون یا وحشی درندون کی طرح ادہر ادہر دوڑتے پہرتے تہے کہ کوئی ملے تو اسکو قتل کر کے دل کا بخار نکالین "

سوائے چند خاص کمسن اور حسین عورتون کے جو لونڈیا...

گئین یقین قلعہ التمونت مین کوئی شخص باقی نہین رہا تھا۔"
اب فرمانروائے التمونت رکن الدین خورشاہ کی جستجو تھی لوگ دیر سے ڈھونڈھ رہے تھے اور کہین پتہ نہ لگتا تھا آخر ایک تاتاری کسی تہ خانے مین گھس کے اُسے پکڑ لایا۔ جیسے ہی وہ ہلاکو خان کے سامنے لایا گیا۔ اور تاتاری سالار فوج کے آگے سر جھکا کے کھڑا ہوا۔ حسین نے جھپٹ کے ارادہ کیا کہ اپنے خنجر سے اوسکا کام بھی تمام کر دے۔"
مگر ہلاکو خان نے چلا کے روکا اور کئی مغلون نے بڑھ کے اسکا ہاتھ پکڑ لیا
ہلاکو خان - یہ یہان کا بادشاہ ہے اور بیکسی کی صورت بنا کے پناہ مانگتا ہوا آیا ہے لہذا اسکی جان بخشی کرنی چاہیئے۔
حسین - حضور اگر یہ بچ رہا تو دنیا مین بہت بڑا فتنہ رہ جائیگا۔ یہ ساری سازشین اور تمام خرابیان اسی کی ذات سے تہین۔
ہلاکو خان - اب وہ سازش کرنے والے ہی نہین رہے تو یہ کیا کر لیگا۔ کیا دو فریبی خاک و خون مین لوٹ رہے ہین یہ ایک ناتجربہ کار نوجوان دنیا کو ضرر نہین پہنچا سکتا۔"
حسین - ایسا نہین ہے کہ کوئی معتقد نہ رہا ہو مصر و شام سے لے کے سندھ تک ہر جگہہ اسکے معتقد پھیلے ہوئے ہین۔"
ہلاکو خان - مین اُن مقامات مین بھی جاؤن گا اور اسکے معتقدین سے دنیا کو خالی کر دون گا۔"
مگر اسکے لئے یہی سزا کافی ہے کہ جلاوطن کر دیا جائے اسکے بعد اوس نے حسین کی طرف دیکھہ کے کہا بیشک تمہارا فتنہ بہت بڑا تھا۔ مگر اس بیکس شہزادہ پر ترس کھا کے تمہاری جان بچائی جاتی ہے مگر اسکے ساتھ

حکم دیا جاتا ہے کہ ترکستان مین جہان تمکو کوئی مرید و معتقد نہ مل سکے اپنی زندگی کے باقیماندہ دن بسر کرو یہ جتنی عورتین یہان ہین۔ ان مین سے کوئی نہ تمہین دی جائیگی ممکن ہے کہ اسکے ذریعہ سے پھر تمہارا فساد دنیا کو فریب دینے لگے ترکستان مین جا کے تمہین اختیار ہے کہ جا ہنا تو کسی تاتاری لڑکی سے عقد کر لینا“

اس حکم کے ساتھہ ہی ایک مغلی دستے نے اُسے اپنی حراست مین کر لیا حسین نے الموت کے آخری تاجدار کو جنگیز کے اس پار ترکستان کے کسی گمنام گانون مین پہنچا دیا اور یہان جب قلعہ آدمیون سے خالی ہو گیا۔ تو تاتاری لوٹیرے دولت لوٹتے محلون کے کھودنے اور آگ لگانے مین مشغول ہو گئے محل اور جنت مین ہر جگہہ آگ لگا دی گئی وہ قصر اور کوشکین کھود کے زیلن کر دی گئین اور باغ اور محل جو جنت بنی ہوئی تھی اور جنت ہی سمجھے جاتے تھے محض مٹی اور اینٹون کے ڈھیر رہ گئے اور تاتاریون نے آناً فاناً مین انہین ایسا کر دیا کہ نہ کوئی رہنے والا انتقام لینے والا“

حسین اپنے دل کی آگ بجھائے اور انتقام لیکے زمرد کے قریب گیا تو وہ نہایت ہی پریشان و بدحواس تھی و ناکیش معشوقہ کو اسقدر پریشان دیکھ کے اُسنے پوچھا زمرد اسپہ پریشانی کس بات کی ہے“

زمرد۔ روتی آواز مین۔ اتنا قتل عام ایسی خونریزی ہو چکی اور پوچھتے ہو پریشانی کس بات کی ہے“

حسین۔ ان ظالمون کی تباہی پر خوش ہونا چاہیئے یا غمگین“

زمرد۔ تم خوش ہو لو۔ جس کا دل خدا نے پتھر کا بنایا ہے۔ ایسا وحشتناک منظر دیکھنا کیا کبھی میرے خیال مین نہ گذرا تھا۔ مین ایسی حالتون سے کے

دیکھنے کی عادی نہین ہون"

حسین - خیر اب بتاؤ کیا ارادہ ہے"

شاہزادی بلغان خاتون قریب کھڑی تھی - یہ جملہ سنتے ہی پاس آئی اور بولی ارادہ کیا اب تم دونون میرے ساتھ چلو زمرد کو اپنی بہن سے زیادہ عزیز رکھونگی - اور تمکو بھی کسی بات کی تکلیف نہوگی"

زمرد - نہین شاہزادی ہم دونون نے بڑے بڑے گناہ کئے ہین حج کا ارادہ کر کے گھر سے نکلے تھے تقدیر نے ان مصیبتون مین مبتلا کر دیا اب ہمارا فرض ہے کہ پہلے حج کر لین تو پھر اور کوئی کام کرین اگر زندگی باقی ہو تو یہ فرض ادا کر کے ہم دونون وہین قراقرم مین آپ کی خدمت مین حاضر ہو جائینگے مین جب تک ہان خاص خانۂ خدا مین اپنے لئے دعاے مغفرت نہ کرونگی اوس وقت تک یہ ندامت نہ مٹیگی جو ہر وقت دل مین موجود رہتی ہے اور دم قت نہین گذرتا کہ نہ ستاتی ہو"

حسین - بیشک زمرد کا کہنا ٹھیک ہے میرا دل ہمیشہ مجھپر لعنت کرتا ہے شاید وہان جا کے اور اس مقدس مقام مین دعا کر کے یہ بات دور ہو جائے

بلغان خاتون - کیونکر کہون؟ دل تو نہین چاہتا کہ تمکو جدا کرون مگر اب تمکو اصرار ہے اور وہان کے جانے کو اپنا فرض سمجھتے ہو تو مجھے روکنا بے فائدہ معلوم ہوتا ہے لیکن میری ایک بات مان لو"

زمرد - جو حکم ہو آپ کا ہر حکم بجا لانا ہمارا فرض ہے"

بلغان خاتون "تم دونون باہم عقد کرنے کی غرض سے نکلے تھے مین چاہتی ہون کہ جدا ہونے سے پہلے تم دونون کا عقد کر دون تاکہ واپس جانے کے پہلے ہی مجھے معلوم ہو جائے کہ تم دونون مین باہمی اتفاق کی صورت

پیدا ہو گئی اور یہ بات یاد کرکے مین اپنا دل خوش کر لیا کرون کہ تمہاری آرزوئین میرے ہی ہاتھ سے پوری ہوئین" یہ ایسی درخواست نہ تھی جس سے کسیکو انکار ہوتا۔ حسین نے تو صاف الفاظ مین رضامندی ظاہر کی۔ مگر زمرد مسکرائی۔ اور ایک شرم کی آواز سے سر جھکاکے بولی اب مین آپکی لونڈی ہون۔ اور جو حکم ہو اس سے انکار نہین کر سکتی"

دوسرے دن علی الصباح ہلاکو خان نے فتح کی خوشی مین اور مال غنیمت تقسیم کرنے کے لیے بڑا بھاری جشن کیا جسکے لیے فوج کے معزز افسرون کی ایک محفل مرتب کی گئی گذشتہ فتح پر بڑے جوش و خروش سے اظہار مسرت کیا گیا اور اسی کامیابی و ظفر کی یادگار مین بلغان خاتون کی درخواست اور ہلاکو خان کے حکم سے شیخ نصیر الدین طوسی سے محقق زمانہ اور علامہ روزگار نے جن کی تاتاریون مین بڑی قدر و منزلت تھی جو اس موقع پر موجود تھے۔ حسین اور زمرد کا نکاح پڑھایا"

اس کارروائی کے بعد سب آپس مین رخصت ہوئے بلغان خاتون نے اپنے ہمراہیون کے ساتھ قراقرم کا راستہ لیا ہلاکو خان نے اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ آذربایجان کی طرف کوچ کیا حسین اور زمرد پھر اسی نشان سے جس طرح پہلے گھر سے نکلے تھے ارض حجاز کی طرف روانہ ہوئے اور التمونت کے کھنڈرون اور اون کی تمام لاشون پر صرف گدون اور مردم خوار طیور کے بڑے بڑے غول چھوڑ دیئے"

زمرد اور حسین نے مکہ معظمہ مین پہونچ کے اور غلاف کعبہ پکڑ کے نہایت ہی رقت قلب اور جوش دل سے مغفرت کی دعا مانگی کہ "الٰہا ہمین تمام

گناہوں سے نجات دے۔ اگرچہ ہمنے تیری نافرمانیاں کین تیرے مقبول وبے گناہ بندوں کی جانین لین مگر ایک بڑے فریب مین مبتلا تھے۔ شیطان کا ہمپر اسقدر تصرف تھا کہ گناہوں کی برائیاں نظر مین نہ آتی تھین ہمنے گناہ کئے مگر ثواب سمجھ کے ہمارے قدم کو لغزشین ہوئین مگر ایک بڑے فریب مین مبتلا ہو کے تو عالم الغیب ہے دلون کی باتین جانتا ہے۔ ہماری بیکسی و بے بسی کو دیکھ۔ اور ان سخت گناہوں سے درگذر " اس طرح گناہوں کا زنگ دل سے مٹا کے واپس روانہ ہوئے چندروز اپنے شہر آئل مین رہے۔ اور باقیماندہ زندگی قراقرم مین جا کے شہزادی بلغان خاتون کی صحبت مین صرف کردی۔

تمام شد

لیجئے آزمایش کیجئے موقع ہاتھ سے نہ جانے دیجئے۔

ہشت دہات کی انگوٹھی

لیجئے جو چیز آجتک تیار نہین ہوئی تھی ہمارے کارخانہ نے بہت کوشش اور زر کثیر خرچ کر کے اور پنڈتون کی جوتش کی مدد سے دوران سورج گرہن مین تیار کرائی ہے۔ اسمین سونا چاندی۔ تانبا۔ پارہ۔ رانگ۔ شیشہ۔ جست اور لوہا آٹھون دہات شامل ہین۔ اسکو پہننے سے جسم مین کوئی مرض نہین رہیگا۔ ان آٹھون دہاتون کے ملنے سے بجلی کی طاقت پیدا ہو جاتی ہے بجلی سے آجکل سنسار مین کیسے کیسے تعجب انگیز کام ہو رہے ہین۔ یہ آپ پر بخوبی روشن ہے یہ انگوٹھی مندرجہ ذیل مرضون کے لئے فائدہ مند ہے۔

سر کا درد۔ منہ کے سوڑے۔ کھجلی۔ آدھا سیسی کا درد۔ ناسور کا روگ۔ بدن کا درد۔ رات کا خواب۔ منہ کے کیل۔ بواسیر خونی اور بادی۔ اور عورتون کی ماہواری بیماری کو فائدہ پہنچاتی چھوٹے بچونکے گلے مین باندھنے سے دانت اور ڈاڑھ آسانی سے نکل آتے ہین۔ ہاتھون کی جھٹین۔ تترلے کا پانی۔ آسیب وغیرہ کا اثر۔ بدن کو تندرست اور خون صاف رکھتا ہے علاوہ ان کے اور بھی بہت سے مرضون کے لیے مفید ہے۔ قیمت فی انگوٹھی پانچ آنہ ڈاک خرچ علیحدہ تین انگوٹھی سے کم نہین بھیجی جاینگی۔

ہشت دہات کے تعویذ

یہ چھوٹے بچون کے گلے مین ڈالنے سے ان کے دانت ڈاڑھ آسانی سے نکلتے ہین۔ ہرے پیلے دستون کو بند کرتا ہے۔ نظر اور ٹوٹکے کو روکتا ہے قیمت فی تعویذ ۲؍ ڈاک خرچ ایک تعویذ سے چھ تعویذ تک ۵؍ لگتے ہین۔

تصویر دار انگوٹھی

تصویر دار انگوٹھی مین جو صاحب فوٹو منگوانا چاہتے ہون۔ وہ صاحب فوٹو بھیجکر ہم سے دریافت کرین ہم مندرجہ ذیل انگوٹھی فروخت کرتے ہین۔

سری گوردوارہ صاحب امرتسر۔ سری گورو نانک دیو صاحب گورو ہن مدا۔ سبند رجی۔ مہادیوجی کا سری رادہا کرشن۔ مکہ مدینہ۔ انگوٹھی چاندی کی فی انگوٹھی عہ۔ انگوٹھی پیتل نگینہ دار فی انگوٹھی ۵ پیتل کی سادہ انگوٹھی فی انگوٹھی ۳۔ ڈاک خرچ ۳ انگوٹھیون سے بارہ انگوٹھیون تک ۵؍

المشتہر۔ لالہ کنہیا لال اینڈ سنس تاجر کتب جوہری بازار آگرہ

پھر نہ کہنا ہمیں خبر نہوئی

ایکروپیہ دیجئے۔ سولہ معشوق لیجئے

لیجئے۔ حضرت سولہ معشوق تیار ہوگئے اگر جناب کو عاشقانہ و معشوقانہ غزلیں و نایاب قوالی پڑھنے کا شوق ہو تو ہمارے یہان سے سولہ معشوق خرید کیجئے جنمین ہندوستان کے مشہور شاعرون و شہرۂ آفاق طوائفون کے علاوہ نامی و بینظیر لوگون کے چیدہ چیدہ عاشقانہ غزلیات کے ہرے بھرے گلدستے لطافت و ظرافت کے سرسبز قابل دید مرقعے تیار ہوئے ہین۔ ان کتابون مین ایسی غزلین درج ہین جنکو پڑھکر طبیعت خوش ہو جاتی ہے ہم اپنے عاشق مزاج دوستون سے سفارش کرتے ہین کہ سولہ معشوقون کو ہاتھون ہاتھ خرید کیجئے اور ملاحظہ کیجئے۔ فرمایش بھیجدیجئے۔ نام بھی سن لیجئے۔

صرف ایک روپیہ مین سولہ معشوق بپتہ صاف لکھئے

فریاد بلبل	ار	تیر نظر	ار	فریاد عاشق	ار	مستانہ قوال	ار
نامی قوال	ار	کمال معشوق	ار	رنگیلا قوال	ار	فراق جانان	ار
نرالا جوبن	ار	خواجہ کی جوگن	ار	رنگیلا جوگی	ار	عاشقانہ سوال وجواب	ار
عاشق بلبل	ار	بھیرون کی ڈالی	ار	بمبئی کی نازنین	ار	رنڈی بازونکی حجامت	ار

(اعلان) ایکروپیہ سے کم کوئی وی پی ارسال نہین کیا جاتا ہے)

ملنے کا پتہ:۔ لالہ کنہیا لال اینڈ سنز تاجر کتب جوہری بازار آگرہ